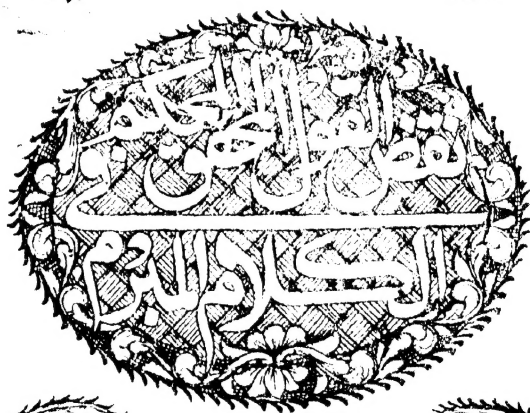


دوسری
منزل فریبی وجبت له شفا

شکر وادی نوبن طبع سالہ دربانے بیارت بوی اشتہار صحیح ایما و ترجیح دجو. فقہی مسمی



از قضاہیف فاضل لمبی و نظمین بودی عبد الجبار الملکا نوری

مطبوع علی
دران علو محمد بخش خان لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل علیہنا النبی المختار واخرجنا بہ عن شفا حفرة النار اللہم صل علیہ وعلیٰ آلہ
 الاخیار اما بعد کہتا ہوں فقیر سراپا تقصیر راہی رحمۃ رب الغفار محمد عبد الجبار بن حسین خان
 املا کا فہرست عفا عنہ ورتجاوز عنہ ذنب الباری کہ اس زمانے میں عقائد فاسدہ کا شیوع
 استہرک گیا کہ از شرعی تا ثریا پہونچا اور بدعات ضالہ کا اسدرجہ ظہور ہوا کہ از فاک دنیا
 تا ارض قدوسی پہونچاے نو پرست ہو گیا ہر ایک عالم بذلفس کو اپنے جانتا ہر منہ ہر
 دنا کس دعوہی علم و فضل کا کرنے کا فضل و کمال مثل علیہ کے کہنے لگا مضمون انا خیر کا تمام
 اطراف میں دائر ہو اور غلبہ نامن کا تمام اکناف میں سائر ہو مقام حسرت و افسوس یہ ہے کہ
 جو لوگ اہل علم سے سمجھ جاتے ہیں اور عوام انکو فضلا سے شمار کرتے ہیں وہی لوگ دین محمدی
 میں طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہیں اور عوام انکو اپنا مقصد سمجھ کے گمراہ ہوتے ہیں ہر مینہ میں
 ایک سہلکہ بدیدہ شہرت پذیر ہوتا ہے اور یوں انیوٹا ایک شگوفہ دنیا پہونچتا ہے افراط و تفریط کی گمراہی
 ہے بھاری جالون کی سخت خواری ہے کوئی تقلید حضرات ائمہ علیہم السلام والرحمۃ کو حرام کہتا ہے
 اور تقلید بن کو کا فہرست سے کہتا ہے کوئی اوسکو فرض و واجب کہتا ہے کوئی مجلس ہول و بوجہ کو
 بدعت سیئہ و فسلت ضالہ ٹھہرتا ہے کوئی اوسکو بدعت واجب بتاتا ہے کوئی مدعی اجہاد و تقویہ
 لا طائل اوسکو یاد ہے حضرت امامہ کی خدمت میں کلمات نے ادا نہ کہتا ہے مگر اہل کفر و فساد اسکو بتاتا ہے

آخر الامر بلا ناگہانی سر بر آتی ہو کھانفسوس ملتا ہی عزت جاتی ہو مگر مہذاتنبہ مفقود اور دیکھو
 اگلا نیت موجود کوئی تیراویح کہ سلف سے خلف تک تمام علما شرفا وغربا میں رکعت پڑھتے تھے
 آٹھ رکعت اور اگر تا ہی سنت خلفا راشدین کو لغو و باطل سمجھتا ہو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کی چھٹل پیدا کرتا ہو نص قرآنی و کلام ربانی سے منکر ہوتا ہو صورت اسلام میں دین
 محمدی کی تخریب کا ارادہ کرتا ہو خود خراب ہوتا ہو عوام کو خراب کرتا ہو کسی کے نفس میں شیطانی
 لعین کے ایسا وسوسہ دلا یا کہ وہ وجود شیطان کا اس عالم میں منکر ہو انص قرآنی میں راہی کو
 دخل دینے لگا استغفر اللہ من ہذہ الخرافات واعوذ بہ من تلک المفوات بعض تواریخ میں قوم
 ہو کہ ایک مرتبہ ایام حج میں ایک شخص مکہ معظمہ میں وارد ہوا اور اس نے یہاں تک فرم فرمایا کہ جو حرم محترم میں ایک
 کھانا بچھ کر یا تمام شہر میں سکا شہرہ ہو اسباب تک جمع ہوئے اور اس نے بجا کر کوئی دین لگے ایک شخص نے
 اس نے بجا کر کوئی دین لگے کیونکہ شہر میں کیا اس نے جواب دیا کہ میں اس شہر میں تاناؤ ہو گیا ہوں
 مجھ سے معرفت تھی اور نہ ملاقات منظور یہ ہو کہ اگر فرم میں میں پیشاب کر دین تو تمام شہر میں
 میرا شہرہ ہو جائے گا اور کہرس ناکس مجھ سے واقف ہو جائیگا اسوجہ سے مجھ سے یہ حرکت سرزد
 ہوئی اس نے میں یہ لوگ جوئی نئی باتیں نکالتے ہیں مشابہت اوستی شخص کے رکھتے ہیں
 منظور نظر انگویہ ہو کہ اگر دین میں ایسی بات نکالیں گے کہ نہ کہی سنی گئی ہو اور نہ کسی کتاب میں
 ہو تو تمام ہند میں ہمارا شہرہ ہوگا اور کہرس ناکس حکو علامہ زبان و فہامہ دوران اعتقاد
 کریگا اور نیلین سمجھتے ہیں کہ حق جل شانہ حافظ اس دین محمدی کا ہر تم لوگوں کی تخریب سے
 کہتا ہے لازم ہے ان لوگوں کو کہ ایسی حرکات سے باز آئیں اور اپنے دین کو خراب اور غلطی اللہ
 کو ہمراہ نہ کریں ورنہ بدلے عزت کے ذلت اٹھائیں گے دونوں ہاتھ ملیں گے چٹائیوں کے
 ہمارا کام سمجھانا ہی یارو پہر آگے چاہو تم مانو نہ مانو طرفہ ترین ماجرا واقعہ حشر
 افزا یہ ہو کہ اس سال مولوی محمد بشیر مسوانی حرمین شریفین تشریف لیگے اور مشاہیر عظام
 و مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کر کے غزیت طریقت طین کی
 کی زیارت قبر محترم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ نہ فرمایا خدا جل نے کیسے
 خیال میں آبا حق تو یہ ہو کہ بڑی کم نصیبی ہو اس شخص کی جو اس قدر مشقت سفر دور و دراز اٹھاتا

مکہ معظمہ جاوے اور زیارت قبر نبوی سے مشرف ہووے کیسی قبر کہ محض ملائکہ کو ملائی
 اور قبول ہر خاص و عام کی کیسی قبر کہ جمع انوار الہی ہو منع فیض نامتناہی ہو کیسی قبر کہ
 مدفن سید المخلوقات ہو محل نزول برکات ہو کیسی قبر کہ جو وہاں جا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہی خود آنحضرت بنفس نفیس جواب دیتے ہیں اور متوجہ اسکی استغفار کی نظر
 ہوتے ہیں زبانی شفا کے سموع ہو کہ مولوی صاحب موصوف کو اہلیان مکہ معظمہ نے
 مدینہ منورہ جانے کی تفہیم کی اور تحصیل سعادت عظمیٰ و مقصد اقصیٰ کی تعلیم کی بلکہ جناب بی بی
 امداد العلیٰ خان صاحب نے کہ وہ قصد مدینہ منورہ کا کہتے تھے ارادہ انکی کفالت کا کیا اور
 زاد راہ کا وعدہ کیا مگر مولوی صاحب نے ہرگز نمانا اپنے خیال کو حق جانا اور عند التقریر زبان
 مبارک سے یہ ارشاد کیا کہ زیارت قبر نبوی کی سبب ہی چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور یہ
 خیال نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہیں اور بہت سی حدیثیں
 اور پیروالات کرتی ہیں القصد جب مولوی صاحب بعد تباہی مرکب ہزار رقت و لعنت ہیں کہ
 پوچھئے ہر طرف آوازہ ملے کہ بلین ہوا اور غلغلہ اس حرکت نازیبا کا اٹھ اٹھ اٹھ کاش مولوی صاحب
 اس ملعون تشنیع کو سنیکے خاموش ہو سکے کہ میں بیٹھتے رہتے اور زیادہ کدو کاوش نہ فرماتے
 تو خوب ہوتا کہ اب سے ہی تک یہ بات رہتی عوام کی خرابی نہوتی لیکن مولوی صاحب نے جیسا
 کہ اب تریوچ میں شور و شب مچایا اور آٹھ رکعت کو سنت اور باقی کو سبب بنایا اور بیطرح
 سے اس باب میں غلغلہ اٹھایا افراط کی راہ پر چلے طریق مسطے سے کنارہ فرمایا ایک سالہ
 مسمیٰ بالقول الحق الخکم فی زیارۃ قبر حبیب لاکرم لکم کے طبع کرایا اور اپنے نفس سے الام
 اٹھایا جب یہ سالہ جناب استاذ نازبہ الاولیٰ محراب الامجد والامثل مولانا ابو الحسنات محمد عبدالحی اللکھوی
 کے معائنہ سے گذرا اور انہوں نے مجھے دکھایا مجھ کو عجیب پر عجیب ہوا مولف نے قلابہ تقلید حنفیہ ہیں کے
 اوپر اتر کی نسبت استحباب زیارت قبر نبوی اور ضعیف ہونے قول وجوب کے طرف مہو حنفیہ کی کی حال آنکہ
 محققین اصحاب مذاہب اربعہ اسکے وجوب کے قائل ہیں اور حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے نادر سکوناط لکھتے ہیں
 اور نہ ضعیف لکھتے ہیں بلکہ اسکو احادیث سودیکرے ہیں اور اوسیطرف قائل ہیں طرہ مولف نے یہ کیا کہ جو
 احادیث باب زیارت میں ارد ہیں اور بعض ائمہ صحیح اور بعض حسن ہیں انکو باطل و ضعیف و موضوع ٹھہرایا

نقل عبارات میں الیسی قطع و برید فرمائی کہ حکایت قاضی محمد مبارک کو فاموسی کی یاد آئی
 جو عبارتیں تضعیف کی تھیں اوں کو نقل کیا اور جو کلمات قوت کے تھے اوں کو حذف کیا
 بقضاء سے اگرچہ تم کہنا بیجا و جاہلست + اگر خاموش بنشیم گناہست ایک سالہ
 مسمی بالکلام المبرم فی انقضاء القول المحقق المحکم بعجلت تمام باوجود عدم
 فرصت تام تصدیق کیا اور اوہیں مولف کے قول قول کو نقل کر کے شرح جرح کی
 وجوب زیارت کو ثابت کیا احادیث کی قوت و جہد کتب معتبرہ سے نقل کی تا عوام کو گمراہ
 نہ ہووے اور تمام عالم اس اعتقاد جدید سے محفوظ رہے **قال** سلما اللہ تعالیٰ الحمد للہ رب
 العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ جمعین اما بعد مخفی نہ رہے کہ زیارت
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے مستحب ہوا و بعضوں نے
 جو واجب یا قریب واجب نہ کہ ایہ تو اوسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہی
 اقوال مخفی نہ رہے کہ جمہور فقہاء حنفیہ یا بل بوجوب ہیں اور قول وجوب کو نقل کر کے
 سکتے کرتے ہیں اور ضعف کی طرف ملاحظہ اشارہ نہیں کرتے ہیں چنانچہ قدردان الانام
 کمال الدین بن الہمام فتح القدیر میں تحریر فرماتے ہیں قال مشائخنا ہی افضل المندوبات
 وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبہ من الوجوب لمن لم یسعدہ روی الدارقطنی والذہبی
 عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی واخرج الدارقطنی عنہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم من جاؤنی زائرا لا العمل حاجۃ الازیارتی کان حقاً علی ان کان لہ شفاعۃ یوم القیامۃ
 واخرج الدارقطنی ایضاً من حج وزار قبری بعد موتی کان من زارنی فی حیاتی انتہی اور
 قاضی القضاۃ عبد الرحمن بن محمد المعروف بشیخی زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحرین لکھتے ہیں
 من حسن المندوبات بل یقرب من درجۃ الواجبات زیارۃ قبر نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انتہی
 اور شیخ محمد بن عبد اللہ التمر تاشی منح الغفار شرح تنویر الابصار میں لکھتے ہیں زیارۃ قبر نبینا
 من اعظم القرب وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات والمستحبات بل قریب
 من درجۃ الواجبات وفی مناسک الطرابلسی نقلاً عن مناسک الفارسی انہا قریبۃ الی الوجوب
 فی حق من کان لہ سعة وقد عرض سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی زیارتہ وبالغ فی الثناء

روى الدارقطني والبيهقي الزائر فوعا من ارقبري حيث له شفاعتي وقال عليه السلام من جازني زائرا
 لم تسره حاجة الا زيارتي كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة اخرج الدارقطني وعن النسائي
 عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم انه قال لا عذر لمن كان له سعة من امته ولم يزرها اخرجها حافظ ابو محمد بن
 عساكر معناه ذكره قاضي القضاة عز الدين في مناسكه الكبرى انتهى اور فاضل حسن شربلاني مراقي
 الفلاح شرح نور الايضاح من لکته بين زيارة النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم من افضل القرب وحسن
 المستحبات بل تقرب من درجة الزم من الواجبات فانه صلى الله عليه وعلى آله وسلم حرض عليها فقال
 من وجد سعة ولم يزرنى فقد جفاني وقال صلى الله عليه وعلى آله وسلم من زارني بعد ماتي فكانما زارني
 في حياتي ومما هو قريع عند المحققين انه صلى الله عليه وعلى آله وسلم حرم جميع العبادات غير الحج
 من البصار القاصرين عن شريف المقامات انتهى او خزانه المفتين من زيارة النبي عليه الصلوة
 السلام من المستحبات بل يقرب من درجة الواجبات انتهى اور علامه مهذب عبد النبي بن احمد بن ملا
 بدا القدوس گنگوہی تلمیذ رشید ابن حجر مکی سنن الہدی فی متابعتہ المصطفیٰ من تحریر کرتے ہیں
 اعلم ان زيارة النبي العزفي القرشي المكي صلى الله عليه وعلى آله وسلم سنة من سن المسلمين جميع عليه بين
 علماء الدين فضيلة مرغوبة فيها للجميع قال الكرماني من اصحابنا اخفيتها انها مندوبة قريبة الى الواجب
 في حق من كان له سعة على ما يدل عليه للحديث ونقل القاضي عن ابي عمر قال اجب شد الرحال
 الى قبره عليه الصلوة والسلام قال المؤلف سمعت شيخنا ابن حجر ايدى الاسلام سقائه يقول انها واجبة
 عند بعض اصحابنا المشافعية مثل الحج ولا فرق بين الفرض والواجب عندهم انتهى اور بعد چند سطو
 کے لکھتے ہیں من وجد سعة ولم ينفذ الى فقد جفاني وفي رواية ما من احد من امتي له سعة ولم يزرنى فلان
 له عذر عند الله وقال من جازني زائرا لا يهيم الا زيارتي كان حقا علي ان اكون له شفيعا وقال من
 زارني متعمدا كان في جوارى يوم القيامة ومن اسكن المدينة وصبر على بلائها كنت له شفيعا يوم القيامة
 وقال اسحق بن ابراهيم اللقفي مما لم نزل شأن من حج المروء بالمدينة والقصد الى الصلوة في مسجد
 رسول الله والتبرك برويته ووضعت وسبقه انتهى ملخصا اور مولف جمع المناسك لباب المناسك
 من لکھتے ہیں اعلم ان زيارة سيد المرسلين اجماع المسلمين من فضل القرب وفضل الطاعات اخرج
 المساعي ليل الدعوات قريبة من درجة الواجبات لمن له سعة وتركها غفلة عظيمة وشقوق كثيرة وقد صرح

بعض العلماء المالکیتہ بان النبی الی المدینۃ افضل من النبی الی الکعبۃ و بیت المقدس انتہی و شیخ عبدالحق دہلوی
در مدارج النبوت می نویسد اما زیارت قبر شریف و مسجد بنیف از اعظم قربات و اعلی درجات است
لعمریہ بر آنند کہ وجہ بیت چنانکہ امام عبدالحق کہ از اعظم علمای حدیث است ذکر کرده و بیثوث پیوستہ
کہ آنحضرت فرمودین زار قبری و بیت لہ شفاعتی و مرویست کہ من و جد سقہ و لم یفدا لی نقد بختانی صاب
مواہب گفتہ کہ این ظاہر است در حرمت ترک زیارت زیرا کہ درین جفا و اذی اوست و جفا و اذی
آنحضرت حرام است باجماع پس وجہ باشد از الجفا و آن بزیارت خواهد بود پس زیارت وجہ باب
انتہی ان عبارات پر لحاظ کر کے ارشاد ہو کہ کس نے قول وجوب کو ضعیف کہا ہی او کس نے جمہور کے
نزدیک سنج کہا ہی اگر نظر وسیع سے ملاحظہ کتب حنفیہ کیجیے صاف معلوم ہوگا کہ حنفیہ قول وجوب
کو نقل کر کے سکوت کرتے ہیں اور میلان ہی قول کہ طواف کتبے ہیں کیونکہ نہ یہ قول معتبر ہو احادیث
شکاثرہ لبعبارت مختلفہ سے وجوہ ثابت ہوتا ہی اور جملہ احادیث کو غیر معتبر اور موضوع ٹھہرا نا پایہ
اعتبار سے ساقط ہی چنانچہ تفصیل اسکی غفریب و یکی انشاء اللہ تعالیٰ اب کلام بعض محققین شافعیہ
کا ہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم ہوتی ہی سمہودی وفاء الوفا میں
لکھتے ہیں الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من افضل استجابات بل تقرب من درجۃ الوجبات
و کذلک فی علیہ المالکیتہ و الحنا بلہ انتہی اور احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں اعلم ان یارۃ
قبر الشریف من اعظم القربات و ارجی الطاعات و اسبیل الی اعلی الدرجات و من اعتقد غیر ہذا فقد
انخلع من بقۃ الاسلام و خالف اللہ و رسولہ و جماعۃ العلماء الاعلام و قد اطلق بعض المالکیتہ و ہنوعہ
الفاہی کہما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبدالحق انہا وجبۃ و لعلہ اراد وجوب من الموکدۃ
و قال عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین جمیع علیہا و رحمۃ الدارقطنی من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ
قال من زار قبری و بیت لہ شفاعتی و رواہ عبدالحق فی احکامہ الوسطی و فی الصغری و سکت عنہ و سکوتہ
عن الحدیث فیما دلیل علی صحۃ قولی الجمع البیہ للظہری ان النبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم قال من جانی
در اسرار النحلہ الا زیارتی کان حقاً علی ان کون لہ شفیعاً یوم القیامۃ و صحابہ ان یسکن در وی ہمنہ صلی اللہ
علیہ علی آلہ وسلم من و جد سقہ و لم یفدا لی نقد بختانی ذکرہ ابن فرحون فی مناسک و الغزالی فی الاحیاء
و دم نخرہ العراقی ابل اشار الی ما ترجح ابن النجار فی تاریخ المدینۃ عن النسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ

من امتی یا سقہ تم نرزی الا لیس لعذر و لابن عدی فی الکامل ابن حبان فی الضعفاء و الدارقطنی
 فی المناہج و غرائب مالک و آخرین کلیم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج و لم یزرنی فقد جفانی و لا یح
 و علی تقدیر تبوتہ فلیتأمل قولہ فقد جفانی فانہ ظاہر فی حرمتہ ترک الزیارة لان الجفا ذمی و الا ذمی ام
 بالاجماع فحجب الزیارة اذا زالت الجفا و اصبحت الزیارة قرح و اجبتہ و بالجملة فمن یکن من زیارۃ و لم یز
 فقد جفا و لیس من حقہ علینا و لک انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہیں زیارة القبور تعظیم و تعظیم صلی اللہ
 علیہ علی آلہ وسلم واجب انتہی اور ابن حجر مکی مہشی در منظم فی زیارة النبی المکرم میں کہتے ہیں انما اختلف
 بینہم فی ان زیارة رسول اللہ و اجبتہ او مندوبہ فقیل اجبتہ و قد استدلل بظاہرہ بخبر ابن عدی و ہو قولہ
 علیہ السلام من حج و لم یزرنی فقد جفانی یجعل من حج البیت قید البیان الاولی و الاہم حتی لیکون کہ غرض
 و یؤید ذلک سقوطہ من روایات آخر و انکانت متعینہ و جفاہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم حرام مقدم زیارۃ
 المتضمن لہما کہ ذلک و یؤید ذلک ان جماعۃ من المذاہب الاربعۃ اخذوا وجوب الصلاۃ علیہ صلی اللہ
 علیہ صلی اللہ وسلم کما ذکرہ مباح عن قتادہ مرسلات قال قال رسول اللہ من الجفا ان ذکر عند رجل فلما یصل
 عنہ فتنی روایۃ البخیل من ذکر تہندہ فلم یصل علی فی فی روایۃ البخیل کل البخیل فی روایتہ و اما مالک
 الصبیح الا ان فیہ تنہا ان من لم یصل علی عند ذکرہ یجزل الناس ہذہ کلمات توید القول بوجوب زیارۃ
 قیاسا علی وجوب الصلاۃ علیہ عند سماع ذکرہ بجامع انہ عدلا سنا جفا و انتہی اور بعد چند سطور کے
 لکھتے ہیں انما الخفیۃ انما القرب من درجۃ الواجبات و قال بعض ائمۃ الممالکۃ انہا واجبتہ و قال غیر
 شیعہ یعنی منہن الواجبتہ و یدل لذلك ما دیت صحیحہ صریحہ لا یشک الا من طمس نور بصیرتہ انتہی
 مخفی آیت ہے کہ قول صاحب مہذب کا حدیث من حج و لم یزرنی فقد جفانی کے حق میں لفظ لا یصح
 اس کے موضوع ہوئے پر دلالت نہیں کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اس کی مرتبہ صحت مصطلحہ اہل حدیث
 کہ نہیں پونجی ہی بلکہ ضعیف ہے نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہیں ابن طاہر فتنی تذکرۃ الموضوعات میں
 لکھتے ہیں قال السیوطی فی اللالی قال الزرکشی میں قولنا لم یصح و قولنا موضوع ہون کثیران الموضوع
 اثبات الذنب و قولنا لم یصح لایزمر منہ اثبات العدم و انما ہواخبار عدم الثبوت و قال ایضا
 لایزمر منہ ان یکون موضوعا فان الثابت لشمیل الصیح و الضعیف انتہی فلاحہ مرام اس مقام میں
 یہ ہے کہ باب زیارت میں علما کے تین قول ہیں بعض علما خلف و سلف تو مندوبیت پر کفایت

کرتے ہیں اور بعض مالکیت اور بعض شافعیہ حکم جو کادیتے ہیں اور یہی مختار محققین متاخرین شافعیہ
 مثل ابن حجر و قسطلانی کا ہے اور جمہور حنفیہ اس قول کو نقل کر کے احادیث سی مویہ کرتے ہیں اور جو
 وچرا نہیں کرتے ہیں اور مختار بعض مالکیہ یہ ہے کہ زیارت سنت موحکہ ہے اور قابل اخذ و اعتماد قول
 اوسط ہے فان خیر الامور اوسطها کیونکہ چند احادیث کہ بعض اونکے حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں
 کما استطلع علیہ عنقریب وجوب پرد لالت کرتے ہیں بلکہ اگر فرض کرو کہ کوئی حنفی یا شافعی تصریح
 وجوب کی نہ کرتا تو ہمکو بعد معاینہ کرنے احادیث کے یہ حکم لازم تھا کہ واجب ہو جاسے آنکہ
 خود علمای حنفیہ و شافعیہ اسکے صرح اور مویہ میں پس اختیار کرنا قول مندوبیت کو اور نسبت
 اوسکے اختیار کے اور ضعف قول وجوب کی طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مولف قول محکم نے
 کیا ہے باطل اور افتراء ہے **شم قال** در مختار میں مرقوم ہے زیارتہ قبرہ مندوبہ بل قبل اجبتہ لمن لہ سعة
 طوطاوی لکنتا ہی قولہ بل قبل واجبتہ الذی فی النسخ مقرب من درجۃ الواجبات و فی مناسک الطراز
 انہا قرینۃ الی الوجوب فی حق من کان لہ سعة انتہی شامی کنتا ہی قولہ بل قبل اجبتہ ذکرہ فی شرح اللبائ
 وقال کما بینتہ فی الدر المحصنۃ فی الزیارتہ المصطفویۃ و ذکرہ ایضاً النجیر الرطلی فی حاشیۃ النسخ وقال
 وانتہی لہم عبارة اللباب الفتح و شرح المختار انہا قرینۃ من الوجوب لمن لہ سعة انتہی اور فتاوی
 عالمگیری میں مسطور ہے قال متنا نحنا انہا افضل المندوبات و فی مناسک الفارسی شرح المختار
 انہا قرینۃ من الوجوب من لہ سعة اور رد المختار میں لکھا ہے وہل تحتب زیارتہ قبرہ علیہ السلام للنساء
 الصیح نعم بلا کر اہتہ بشرط ما علی باصرہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرنجی و
 من الخصصۃ فی زیارتہ القبور ثابتہ للرجال والنساء جمیعاً فلا اشکال اما علی غرہ فکذا نک نقول
 بالاستحباب لا لاطلاق الاصحاب انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نزدیک جمہور متشیخ
 حنفیہ کے زیارت قبلہ حضرت کی مستحب ہے اور وجب کتنا ضعیف ہے جیسا کہ لفظ قبل سے جو
 در مختار میں بھی مجاہدات ہے اور ایسا ہی قریب بواجب کتنا کیونکہ یہ دونوں قول متقارب ہیں
اقول یہ قول متضمن دو افتراء ہے ایک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کے حال آنکہ
 نہ عبارت در مختار میں یہ لفظ ہے اور نہ عبارت عالمگیری میں دوسری نسبت کرنا تصنیف
 قول وجوب کی طرف صاحب در مختار کے حال آنکہ اس کے کلام میں کہیں نشان تصنیف کا نہیں ہے

اور لفظ قیل موضوع واسطے تضعیف کے نہیں کہ خواہ مخواہ اس سے تضعیف سمجھی جاوے بلکہ اکثر
 جب قائل کو بیان کرنا منظور نہیں ہوتا ہی یا قائل مشہور ہوتا ہی اس وقت لفظ قیل سے اسکا
 قول نقل کر دیتے ہیں کما لا یخفی علی من طالع المختصات فضلا عن المطولات اور دلیل اسپر یہ کہ
 کہ محشین در مختار مثل طحاوی و دشامی و دیلمی نے تحت لفظ قیل کے مجرد قائل کے یقین کر دی
 اور تضعیف کی طرف باگ نہیں بھیری بلکہ شامی نے قوت اس قول کی نقل کی آپس معلوم ہوا کہ
 غرض صاحب در مختار کی قیل سے مجرد نقل قول بغیر یقین قائل جو نہ تضعیف اسکی اور اگر تسلیم
 کریں کہ غرض اسکی تضعیف ہی تو ہم کہیں گے کہ صاحب در مختار یا رد المحتار یا صاحب عالمگیری یا زب
 ترجیح سے نہیں ہیں کہ انکی تضعیف معتبر کی جاوے اگر کوئی حنفی کہ صاحب ترجیح میں اسکا شمار ہو
 اس قول کو ضعیف کرے البتہ اسپر عطا کر سکتے ہیں ملاحظہ کیجئے کہ ابن ہمام نے کہ صاحب ترجیح اور
 فقہا انفس میں انکا شمار ہی قول جو بکوفل کر کے سکوت کیا اور اسکو ضعیف نہ کیا پس انکا سکوت
 اس قول کی صحت وجود کی واسطے کافی ہوا اب بیان ایک امر مولف سے تفسیر ہو وہ یہ کہ جمہور فقہا
 حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس گھنٹ سنت موکدہ لکھتے ہیں اور آپس انکے قول کو لغو جانا
 اولاً قصداً آٹھ گھنٹ پر بعد افطار صلیم کے قیمت جانا سنت بیس گھنٹ کو اولاً دیا اور آٹھ پہر
 رکعت نائذہ کو مثل قول رد افص کے سنت عمری ٹھہرایا پھر نیپہ نقل پر بھی کفایت نہ کی
 بلکہ تمام اپنے مستقدون کو اس امر کی ہدایت کی اس سے عوام کا لا فہم گمراہ ہو گئے اعتقاد
 انکے مثل اہل بدعت کے ہو گئے جب یہ جناب استاذنا مولانا محمد عبدالحی ادام
 فیضہ العلی نے دیکھا ایک رسالہ بہ بسط بسط اس مسئلہ میں لکھ کے طبع کرا دیا نام اس کا
تحفة الاخیار فی احیاء سنتہ السید الا برار رکما اور اس میں خوب طرح سے
 بیس کی سنت کو موکد کیا اور آٹھ پر اختصار کرنے والے کو بسبب ترک سنت خلفاء
 راشدین کے ملزم کیا یقین ہے کہ ملاحظہ سے گزرا ہوا اور مقبول خاطر خاطر ہو پس ہم آپ سے
 سوال کرتے ہیں کہ تراویح کے باب میں قول جمہور کہاں گیا اور زیارت کے باب میں
 قول جمہور کہاں سے پیدا ہوا مگر بیان نفس لمارہ کی متابعت سے تراویح میں آٹھ پہر
 کفایت کی اور باب زیارت میں مندوبیت ثابت کی گویا دین تابع ہواے نفسانی ہونا

اور مسائل شرعیہ میں رائے دخل یا فائدا سد وانا الیہ راجعون اور اگر کہیے کہ باب زیارت
 امامیہ موضوع ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ قول آپ کا غلط ہے کیونکہ ذہبی وغیرہ نے بعض کی
 تحسین کی ہے جلدی نہ کیجئے بزودی اوس پر اطلاع ہوگی **شم قال** اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان
 دونوں کی دلیل ہی ایک ہی ہوگی یعنی وہ حدیث کہ حسین بن علی بن ابی طالب کی زیارت کی لفظ
 جفائی کا آیا ہے اور محدثین اوسکو موضوع لکھتے ہیں جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب
 آتا ہے پس تضعیف ایک کی گویا کہ تضعیف دوسرے کی ہوا قول نسبت منفع کے اس حدیث
 کی طرف غیر مقبول ہے البتہ حدیث ضعیف و غریب ہے تفصیل اسکی عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آوے گی
شم قال پوشیدہ نہ ہے کہ قیل و اجبت کی تحت میں جو طحاوی و شامی نے اقوال اداں لوگوں کا
 جو کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب ہیں نقل کیے ہیں اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہے
 نہ ترجیح اس قول کی اور ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں جو بعد بیان قول مجہور کے قریب بوجوب
 ہونیکو مناسب فارسی اور شرح مختار سے نقل کیا ہے اوس سے بھی مقصود ترجیح اس قول کی
 نہیں ہے کما ہوا نظر ہر من یدعی خلاف الظاہ علیہ البیان اقول یہ امر آپ ہی کے نزدیک
 ظاہر ہے در نہ نہ متحجر و غیر متحجر اس امر کو سمجھتا ہے کہ غرض طحاوی اور شامی اور مولفان عالمگیری
 کے مجرد نقل قائلین بوجوب ہے نہ اوسکی تضعیف ارشاد کیجئے کہ کون لفظ ان تینوں کی دلا
 کر تی ہے تضعیف کے قصد پر اور مجرد دعویٰ ظاہر ہونے کا ادب مناظرہ سے خارج ہے **شم**
قال یہ جو کہہ کہ لکھا گیا موافق اقوال حنفیہ کے ہے اب جاننا چاہیے کہ موافق حدیث
 رسول اللہ سے ہی زیارت قبر حضرت علی علیہ السلام کی مستحب ہے عن بردہ قال
 قال رسول اللہ ﷺ عن زیارة القبور فرود ہارواہ وسلم عن ابی ہریرۃ قال ار البنی علی علیہ
 و علی آلہ وسلم قبر امہ بنکی و ابی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا ثم یؤذن لی و تبارک
 فی ان ازور قبرہا فان لی فرود القبور رواہ مسلم ان دونوں حدیثوں سے مطلق زیارت کا
 استحباب ثابت ہوتا ہے پس آنحضرت کی قبر کی زیارت کا استحباب بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا اور ایسا
 ہی باقی امامیہ سمجھو کہ استحباب مطلق زیارت قبر پر دلالت کرتے ہیں وہ سب اسطے تہا
 زیارت قبر آنحضرت کے دلیل ہو سکتے ہیں اقول سبحان اللہ عجیب قیاس ہے زیارت قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ ہا زیارت باقی قبور سے موجب دفع درجات و باعث صلوات جنات ہیں پس قیاس کرنا کہ جب مطلق زیارت قبور مستحب ہوئی تو زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہوگی کب درست ہو یا نہ اگر اولاً کسی دلیل سے مستحب قبر زیارت نبوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور او سپر قیاس کر کے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی کی مستحب ہوئے تو زیارت مطلق قبرین کی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی تو البتہ درست ہوگا کیونکہ ادنیٰ پر اعلیٰ کا قیاس درست نہیں ہے مطلق قبور کی زیارت کے مستحب ہونے سے یہ ضرور نہیں کہ زیارت قبر نبوی بھی مثل اسکی مستحب ہو بلکہ زیارت قبر نبوی کے وجہ سے اور مطلق زیارت مستحب ہو آب و ہوا و جویات نبوی کے گوش گذار کرنا چاہیے اور بنظر الضاف عور فرمانا چاہیے پہلی دلیل کتاب اللہ سے کہ اعلیٰ ترین اولیٰ حق جل شانہ سورہ نساء میں فرماتا ہے و لوانہم اذ ظلموا النفس جاؤک استغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول لوجود اللہ تو اباریما یعنی اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کیا اپنے نفسوں پر اور کبائر و صفائیں میں مبتلا ہوئے آوین تمہارے پاس ای ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور طلب مغفرت کریں حق تعالیٰ سے اور طلب مغفرت کرے انکے واسطے رسول اللہ البتہ پاوین گئے وہ لوگ حق تعالیٰ کو توبہ قبول کر نیوالا مہربان اور حق تعالیٰ انکے گناہوں کو بخش دے گا اس آیت میں حق تعالیٰ نے گناہوں کے بخشنے کو اور حق تعالیٰ کے مہربان ہونیکو مشروط کیا ساتھ اس امر کے کہ وہ لوگ حضور نبوی میں حاضر ہووین اور طلب مغفرت کریں پس معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ حضور نبوی میں حاضر نہوین گے اور عذرخواہی نہ کریں گے حق تعالیٰ کو مہربان نہ پاونگے اور حق مغفور نہ ہونیکے نہوں گے اگر کوئی مشکک کہی کہ یہ آیت خاص ہے زمانہ نبیات نبوی کے ساتھ اور بعد مات آنحضرت کے آنحضرت کہاں ہے کہ ہم انکے پاس جاوین تو اسکو پاوین دفع کرنا چاہیے کہ تمام کتب عقائد میں مصرح ہے کہ آنحضرت جس طرح سے اس عالم میں تشریف رکھتے تھے اوسطرح قبر میں تشریف رکھتے ہیں اور عبادات الہی میں مصروف ہیں اور یہی مذہب تمام اہلسنت کا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس امر پر ردال بین جسکو منظور ہو بیقی کے رسالے کو کہ چاہا الانبیاء میں تصنیف ہوا دیکھ لے پس موت آنحضرت کی فی الحقیقت انتقال مکانی ہے نہ موت حقیقی آپ کی خدمت میں قبل وفات کے اور بعد وفات کے حاضر ہونا دونوں برابر ہیں

اور حق تعالیٰ نے کلمہ جاوگ کا مطلق فرمایا بزمانہ حیات نبوی مقید نہیں کیا پس معلوم ہوا
 کہ مدار مغفور ہونے کا آنحضرت کی قدرت میں حاضر ہونا ہی خواہ عالم حیات نبوی میں ہو یا بعد
 وفات کے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبر احمدی حضور مجلس محمدی واجب ہی و ذلک ہو المراد
 دوسری دلیل قیاسی یہ ہے کہ زیارت کسی کے قبر کی اور اوپر سلام کرنا اور گزنا ہی اور سکے حق
 اسلامی کا جیسا کہ نماز جنازہ پڑھنا اور ادا ہی حق مسلم ہو اور ادا ہی حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 آگے و سلم تمام عالم پر واجب ہی پس زیارت قبر نبوی واجب ہی بیشری دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
 کسی بلدے میں یا قریب اوس بلدے کے وارد ہو اور اوس بلدے میں اوسکا آقا یا مولیٰ یا باب
 موجود ہو اور اوسکی ملاقات کو وہ شخص نہ جاوے باوجود قدرت و وسعت کے وہ شخص
 نالائقون میں گنا جاوے گا اور احسان فراموشوں میں نام اوسکا لکھا جاوے گا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا احسان تمام عالم پر ہو اور لطیف اوسکے تمام اہل اسلام جہنم سے ناجی ہوں گے
 اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آئے ارشاد کیا انما انکم بنزلہ الوالد رواہ ابوداؤد وغیرہ یعنی میں
 واسطے تم لوگوں کے بنزلہ باپ کے ہوں جس طرح پدر اپنے پسر کو صورتیں نجات کی سکھاتا ہے
 اسی طرح میں تم کو تعلیم کرتا ہوں پس جس بلدے میں کہ آنحضرت تشریف لے گئے ہیں اوس میں باوجود
 قدرت کے نہ جانا بڑے احسان فراموشی ہو اور قریب اوس بلدے کے پونہچکے وہاں حاضر ہونا
 گویا عقوق پدری ہے **مقالہ** لیکن استدلال اس سے غایر ساتھ ان احادیث کے کہ جس میں
 خاص حضرت کے قبر کی زیارت کا ذکر ہو درست نہیں ہے کیونکہ بعض انہیں ضعیف ہیں اور بعض
 اس وجہ کے کہ لائق احتجاج نہیں اور بعض موضوع ہیں انہیں سے چند کا حال بطور نمونہ کے بیان
 کیا جاتا ہے **اقول** مولف نے خوب نمونہ دیکھانے میں حق پوشی کی احادیث حسنہ کو ضعیف اور
 قابل احتجاج کو غیر قابل احتجاج لکھ دیا باگ قلم کو اپنے ہاتھ سے چوڑ دیا جو عبارتیں ضعیف کی ہیں
 اوں کو نقل کر دیا اور عبارتیں تصحیح سے کنارہ کیا اسماء رجال میں جو عبارات جمع کی تھیں اوں کو
 تحریر کیا اور عبارت توشیح کو چوڑ دیا واہ واہ خوب سرقہ و قطع برید ہی شاید یہ مولف کے
 زعم میں موجب جرم یہ ہو شاید مولف کے گمان میں یا تاکہ سو کہ اپنے کوئی عالم دنیا میں باقی
 نہیں رہا اور عوام کا لغام جو میں لکھو گا او سپر ایمان لائینگے قول حق جلشانہ کو ہواں گئے کہ کوئی

کل ذی علم علم آب چشم غور مولف کی چشم پوشی و لفظی عبارات کا حال سنئے قال پہلی حدیث
 من زار قبری وحیت له شفاعتی شوکانی فوائد مجموعہ میں لکھتا ہے قال فی المقاصد ابن خزمیہ
 اشار الی تضعیفہ اور قاضی مدنی میں مرقوم ہے حدیث من زار قبری وحیت له شفاعتی رواہ ابوالشیخ
 وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر و ہونی صحیح ابن خزمیہ و اشار الی تضعیفہ انتی اقول یہ تحریر کی
 مثل اسکے ہے کہ لا تقربوا الصلوۃ کو لکھ کے وانتم سکاری کو جو پڑ دیکھے مقاصد کی عبارت
 پوری کیون نہ نقل کی خوف یہ ہوا کہ اس میں اس حدیث کی نقویت بھی لکھی ہے اگر وہ بھی لکھیں گے
 اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا و کیو عبارت مقاصد کی یہی حدیث من زار قبری وحیت له
 شفاعتی ابوالشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر و ہونی صحیح ابن خزمیہ و اشار الی تضعیفہ و ہونی
 ابن عدی والد الذہبی و البیہقی بلفظ کان من زارنی فی حیاتی وضعفہ البیہقی و کذا قال الذہبی ط
 کما لیتہ لکن تقوی بعضا بعض لان مانی رواہما متہم بالکذب انتہت اس عبارت میں ذہبی سے
 نقویت منقول ہے اور اس قدر ستلین کو کافی ہے اگر زیادہ تصریح اس حدیث کی قوت میں منظور
 ہو تو دیکھئے علامہ نور الدین علی سمیہ وی وفار الوفا باخبار دار المصطفیٰ میں لکھتے ہیں قال ابی
 اقل درجات ہذا الحدیث الحسن ان نوزع فی صحۃ لما سیالی من شواہدہ وقال الذہبی طرقہ لیتہ لقوی
 بعضہا بعضا انتی اور ابن حجر مکی در منظم میں لکھتے ہیں حدیث من زار قبری وحیت له شفاعتی
 و فی روایہ ملت له شفاعتی صحیح جماعۃ من ائمۃ الحدیث والطعن فی رواۃ مرد و کما بینہ السبکی
 و اطال فیہ و قول البیہقی انہ منکر معناه نہ نفرو بہ راویہ و الفرد قد یطلق علیہ ذلک کما قالہ احمد فی
 حدیث دعاء الاستخارۃ مع انہ فی الصحیحین قول الذہبی طرقہ کما لیتہ لقوی بعضہا بعضا لایافیہ
 لان غایۃ انہ بتسلیم ذلک حسن و ہو یطلق علیہ صحۃ کما بین فی مجملہ انتی اور اگر زیادہ تفصیل منظور ہو
 تو رسالہ سبکی مسمی بشفاء الاسقام فی زیارۃ سید الانام ملاحظہ کیجیے بغیر تامل و غور و کتب بینی
 کی حدیث حسن کو ضعیف و غیر قابل احتجاج کہ دنیا اہل علم کی شان سے نہیں ہے ثم قال اس
 حدیث کی کوئی اسناد موسیٰ بن ہلال عبدی اور عبد اللہ بن عمری سے خالی نہیں ہے اور موسیٰ
 بن ہلال عبدی کی نسبت کتب جال میں مرقوم ہے قال ابو حاتم مہول قال العقیلی لا یتابع علی
 حدیثہ وقال البیہقی انہ سوء اور عبد اللہ بن عمری کی نسبت تہذیب الکمال وغیرہ میں لکھا ہے

انه ليس بقوي عند اهل الحديث قال احمد كان يخيد في الاسانيد يخالف كان يحيى بن سعيد ضعيفا وقال علي بن
 بن المديني عن ابي بصير عن ابي يعقوب بن شيبة في حديثه اضطرب قال النسائي ضعيفا الحديث اقول
 كتب جال من ان دون رادون كي توثيق بهي منقول هو او جرح كي رد موجود هي جرح بهم كونه نقل كمني
 او توثيق بهي شتم يوثق كمنه كي كيا وجهي حافظ ابن حجر لسان الميزان من بعد نقل كلام ابو حاتم او عقيل
 لكنته من قلت هو صالح الحديث وي عنه احمد والفضل بن عيل الاعرج احمد بن ابي عمرو بن داود النفا
 باخبار راد الصنفين من هو قال الدارقطني حديثنا المماثل حديثنا عبيد بن محمد الوراق حديثنا موسى بن
 ابي الجعدي عن عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم
 من زار قبري وجبت له شفاعتي قال السبكي كذا في عدة نسخ مشتمة من من الدارقطني عبيد الله
 مصغرا وكذا الدارقطني في غير السن وكذا رواه غير الدارقطني عن غير المماثل كبراه البیهقي من
 طريق محمد بن زنجويه القشيري قال حديثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابي مريم الوراق حديثنا موسى
 بن هلال الجعدي عن عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر الحديث ورواه جماعة غير موسى بن هلال
 منهم شعيب بن محمد حديثنا محمد بن هلال البصري عن عبيد الله بن صخر رواه العقيلي ومنهم محمد بن اصيل
 بن سمرة واختلف عليه فروى عنه صخر الكوفي وروى عنه مكره ومرض ذلك الحافظ يحيى بن علي
 وصور التصغير في كامل بن عدي عبد الله بن صالح قال السبكي فيه نظر والذي يترجم عن عبيد الله
 لتظافر روايات عبيد بن محمد كلها لبعض روايات ابن سمرة ومثيل ان موسى سمع من عبيد الله
 تارة وعبيد الله جميعا وحدث به عن هذا تارة واخرى عن هذا ومن رواه عن موسى عن عبيد الله
 كبره الفضل بن سهل فان صح حمل على انه عنهما والكبر قال احمد صالح وقال ابو حاتم راسيت احمد بن منبل
 يحسن التنا عليه وقال ابن معين ليس به بأس كتيب حديثه قال السبكي ورواه الحديث ليس في منقته
 الا التباس عليه للاسناد ولا امتنا والرواة الى موسى بن هلال ثقات وموسى قال ابن عدي ارجو
 انه لا بأس به وقد روى عنه ستة منهم الامام احمد ولم يكن يروى الا عن ثقة فلا يضر قول علي حاتم انه
 مجهول وقول البيهقي انه سواء قال عبيد الله بن عبيد الله بن عبيد الله بن نافع لم يات به غيره فمذاق به
 يد لك على انه لا علاقة لهذا الحديث الا لفرع موسى به وانهم لم يحتلوه لخوا حاله والا فكم من ثقة يتفرد بآراء
 واما بعد قول ابن عدي في موسى وجوده متابع فانه معين قبله ولذلك ذكره عبد الحق في احكام

الوسطی الصغریٰ ہو گئی اور یہی وفاء الوفاء میں ہے روى الزرارى عن طريق عبد الله بن ابراهيم
 الغفارى حديثنا عبد الرحمن عن ابي عبد الله عن ابن عمر عن النبي عليه الصلاة والسلام قال من زار قبري
 حلت له شفاعتي قال الزرارى عبد الله بن ابراهيم حدثنا با حديث لم يتابع عليهما وقال ابو داود
 منكر الحديث قال السبكي هذا الحديث هو الاول ولذلك عزاه عبد الله بن الدارقطني والزرارى الا ان
 في الاول وجبت وفي الثاني حلت فلذلك فردته والقصد الى تقوية الاول به فلا يضره ما قيل
 في الغفارى وكذا ما قيل في عبد الرحمن بن زيد اذ ليس اجبا الى تهمة كذب ولا فسق وشك محتمل في
 المتابعات والشواهد انتهى اور زهير بن ميران الاعتدال میں لکھتے ہیں عبد الله بن عمر بن حفص
 بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمري المدني اخو عبدة الله صدوق في حفظه شئى روى عن نافع وجما
 روى احمد بن ابي مریم عن ابن معين بن عيسى بن عباس بن كليب حديثه وقال الدارمي قلت لابن معين كيف
 حاله في نافع قال صالح ثقة وقال احمد بن حنبل صالح لا باس به قال ابن عدى هو في نفسه صدوق انتهى
 لمخصر اور زهير كاشف مختصر تهذيب الكمال میں لکھتے ہیں عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر
 عن اخيه عبدة الله وعن نافع والمقبري وعند ابن عبد الرحمن والفغيني والبطيعي قال ابن معين
 صحيح وقال ابن عدى لا باس به صدوق انتهى اور وفاء الوفاء میں ہے روى النسائي والزرارى
 والحاكم واللفظ له يوشك الناس ان يضيروا الكبار والابل فلا يجردوا عالما اعلم من عالم بالمدنية
 قال الحاكم قد كان ابن عينية يقول نرى هذا العالم مالك بن النس قال الزركشي وفي ما حكاه عن سفيان
 نظر لما في صحيح ابن جبان ان سحوق بن موسى قال ملني عن ابن جريح انه كان يقول انه مالك بن النس
 فذكرت ذلك لسفيان بن عيينة فقال انما العالم من خشية الله ولا نعلم احدا كان اخشى من العمري
 قال التورثي في ترجم المصباح يعني عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب كان من
 عباد الله الصالحين المشائين في بلاد الله وعبادة بالنصيحة انتهى ان اجبار است حديث
 مذکور کی تقویت اور روایات کے وثاقت معلوم ہو گئی اور جو جرح مولف نے نقل کیا
 ہے مردود ہو گئی قال دوسری حدیث میں جاری زائر الأعمال الا زیارتی کان حقا علی ان
 اکون له شفیعاً یوم القیامۃ اسکی اسناد میں مسلم بن سالم جنہی اور عبد الله بن عمر العمري ہے اور عبد
 بن عمر العمري کا حال تو معلوم ہو چکا اور مسلم بن سالم جنہی کے نسبت کتب اسماء رجال میں لکھا ہے

فابسلمة بن سالم الجعفی فقال ابو داود والسجستانی انہ لیس ثقتہ نسرا علیہ الحافظ فی اللسان
 عبد السم بن عمر العمري کی توثیق سائبہ لسان المیزان اور میزان اور کاشف اور ذوالوفا
 سے منقول ہو چکی اور جرج اسی کی مخرج ہو چکی اور اس حدیث کی حسن میں کسید طرح کا شبہ نہیں
 بلکہ بعض محققین بخاری کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح بالاجماع ہے چنانچہ ابن حجر
 درمنظم میں لکھتے ہیں ثقینہ کلام ابن السکن انہ مجمع علی صحۃ بلفظ من جاز فی زائر الا لفظہ حاجۃ الا
 زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ وفی روایت من جاز فی زائر کان لفظہ
 علی امدان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ قال السبکی وبتوبی بن السکن مدلل علی انہ منہ ان المراد
 بعد الموت او ان بابل الموت داخل فی العموم ہو صحیح انتہی اور ذوالوفا میں ہے روحی الطبری
 فی الکبیر الاوسط والدارقطنی فی مالہ والوبکر بن المقرئ فی معجمہ من مائتہ مسلمۃ بن سالم الجعفی قال حدیث
 عبید السم بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من جاز فی زائر الا لفظہ حاجۃ الا زیارتی
 کان حقا علی ان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ وفی معجم ابن المقرئ بلفظ کان لفظہ حاجۃ الا زیارتی
 الجعفی موسی بن ہلال فی شیخہ عبید السم العمري والطرق کلام فی روایتہ متفقہ علی عبید السم بالتصغیر
 الا ان سلم بن حاتم الانصاری رواہ عن سلمۃ عن عبد السم بکبر اور الحافظ ابن السکن ہذا الحدیث
 فی باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کتابہ السبکی البصری الصحاح المناویرۃ عن رسول اللہ
 وہو حافظ ثقہ مات بمصر سنۃ ثلاث وحمسین ثلاث مائۃ وکتابہ ہذا محمود وکتابہ الامانہ مقبض
 ما شرط فی خطبۃ ان یکون ہذا الحدیث قد اجمع علی صحۃ ولذلک نقل جماعۃ شہم الحافظین الدین
 العراقی انہ صحیح فاما ان یکون ثبت عندہ من غیر طریق مسلمۃ او ارتقی الی ذلک بکثرۃ الطرق فتی
 قال تیسری حدیث من حج وزار قبری بعد موتی کان من زارنی فی موتی اس حدیث کی
 اسناد میں حسن بن الطیب وخص بن سلیمان ہی فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انہ وہب
 الحدیث وقال الدارقطنی لا یساوی شیعاً یحدث بما لا یسمع عن یطین انہ کذاب اما حفصہ بن یزید
 فكان اہیا فی الحدیث وقال عبد السم بن احمد عن ابیہ نہ تروک الحدیث وقال ابن معین لیس ثقتہ
 وقال النجاری تروکہ وقال ابو یوسف تروک لا یجوز بہ وقال ابن خراش کذاب یضیع الحدیث کذابی
 میزان الاعتدال للذہبی بقول عبارت یہ ان میں یہ ہے قال عبد السم بن احمد عن ابیہ

متروک الحدیث فہذہ روایت ابن ابی حاتم عن عبد اللہ واما روایت ابی علی الصوف عن عبد اللہ
 عن ابیہ انہ قال صالح مولف نے روایت توشیق کو بالکل حذف کر کے کلام کو منتظم کر دیا اور
 علامہ برہان الدین ابو الوفا اہلبی تلمیذ حافظ زین الدین العراقي اپنے رسالہ الکشف الخفیث
 عن می بوضیح الحدیث میں لکھتے ہیں حفص بن سلیمان ہحفص بن ابی داؤد ابو عمر والاسد
 صاحب القراءۃ قال ابو خراش کذاب قال کعب لقع انتہی اور سبکی نے رسالہ شفاء الاسقام
 فی زیارۃ سید الانام میں حفص بن سلیمان کی توشیق کو حرج پر مرج کیا اور حدیث مذکور کو مقبول
 لکھا و فاروق فامین ہر رومی الدار قطنی والطبرانی فی الکبیر والاوسط وغیرہما سن طریق حفص
 بن ابی داؤد و سلیمان القاری عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فزار
 قبری بعد وفاتی کان من زارنی فی حیاتی و زواہ ابن الجوزی فی میثرا الغرام و ابن السکین سن ط
 الحسن بن الطیب حدثننا علی بن حجر حدثننا حفص بن سلیمان عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال
 رسول اللہ من حج فزار قبری بعد موتی کان من زارنی فی حیاتی و محبی قال ابن عساکر لفر و بقولہ
 و محبی الحسن بن الطیب عن علی بن حجر و فیہ لفظ وہی زیارۃ منکرۃ قال سبکی لم یفر وہا ابی الطیب
 فقد رواہ کذلک ابن عدی فی کاملہ سن طریق الحسن بن سفیان عن علی بن حجر ابی السنہ المتقدم
 و زواہ ابو یعلی سن طریق حفص بن سلیمان عن کثیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عمر
 بدون قولہ و محبی و التشبیہ بن صحبہ لا یقتضی التشبیہ بن کل رجس و زوی بعض الحفاظ للمعاصر
 لابن ہندۃ ہذا الحدیث سن طریق حفص بن سلیمان عن لیث بلفظ من حج فزارنی فی مسجدی
 بعد وفاتی کان من زارنی فی حیاتی قال سبکی و حفص بن ابی داؤد و ثقہ احمد غمر و فی لک
 عنہ بطریقین قال و ذلک مقدم علی سن وی عنہ لتضعیفہ و ضعف جماعہ و ہو لم یتفر وہذا الحدیث
 و دعوی البیہقی الفرادۃ بحسب اللامۃ فقد جاہ فی الکبیر والاوسط للطبرانی متابعۃ فانہ رواہ سن
 طریق عائشۃ بنت یونس امراۃ اللیث عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر انتہی قال حیثی حدیث
 من حج حجتہ الاسلام و زار قبری و غری غزوۃ و صلی فی بیت المقدس لم یساہ الہ عماد القری
 علیہ فوا ید مجموعہ میں لکھا ہی قال فی الذیل باطل اقوال اس حدیث کو ابو الفتح ازہدی نے
 روایت کیا ہی طریق عماد سے قال حدیثی خالی سفیان عن منصور عن ابن ہریرہ بن علقمہ

عبداللہ قال قال رسول اللہ من حج حجة الاسلام الحدیث جسکی شفاعت الاستقامت میں لکھنے میں
عمار بن محمد بن اخیوت سفیان و یحییٰ بن سلم و احسن بن عثمان الزیادی موثق و الراوی عنہ ائمت
حاله و ابوالفتح من اهل العلم و الفضل کان حافظا ذکره الخطیب و ابن السمعانی و ابی علیہ محمد بن جعفر
بن علان انتہی قال بانچوین حدیث میں و حدیث سے فلم نیرنی فقد جفانی شہوکانی فوائد مجموعہ
میں لکھتا ہوں و ابی عدی و الدارقطنی فی غرائب مالک ابن حبان فی الضعفاء و ابن الجوزی
فی الموضوعات اقول توثیق اس حدیث کی کہ معنی تحدیو ساتھ حدیث میں حج و لم نیرنی فقد
جفانی کی عنقریب مذکور ہوتی ہے قال جہتی حدیث میں ارنی و زرارہ ابراہیم فی عام واحد
الجبۃ فوائد مجموعہ میں مسطور ہے قال ابن تیمیہ و النووی انہ موضوع لا اصل له قال السیوطی فی
الذیل اقول متفاد میں ہی اس حدیث کو موضوع لکھا ہے عبارت اوسکی یہ ہے حدیث میں ارنی
و زرارہ ابراہیم فی عام واحد دخل الجبۃ قال ابن تیمیہ انہ موضوع و لم یرو واحد من اهل العلم بالحدیث
و کذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل له و اسیطرح ملا علی قاری نے ذکر کر کے الموضوعات
میں لکھا ہے و العلم عندہ قال شاتوین حدیث میں حج و لم نیرنی فقد جفانی فوائد مجموعہ میں مذکور ہے قال
الصغانی موضوع و کذا بلفظ میں حج فلم نیرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا موضوع و کذا قال الزیجری
و ابن الجوزی ہی نہیں ان میں لکھا ہے قال ابن عدی حدیثنا علی بن اسحق حدیثنا محمد بن محمد بن النعمان
بن شبل حدیثی الی حدیثی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا میں حج فلم نیرنی فقد جفانی ہذا موضوع
خلاصہ میں لکھا ہے لابن عدی و جماعۃ بلفظ میں حج و لم نیرنی فقد جفانی و لا یصح ابن طاہر قفنی نے
تذکرہ میں لکھا ہے قال الصغانی ہو موضوع و فی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف و بالغ ابن الجوزی
تذکرہ فی الموضوعات محمد بن عبد اللہ ادی معروف باین قدیمہ نے صادم میں لکھا ہے ہذا حدیث
منکر حد لا اصل له بل ہو من المسکذوبات و الموضوعات و ہو کذب موضوع متعلق علیہ لم یثبت
بہ قط و لم یروہ الا من جمیع الغرائب المناکیر اسکی سند میں محمد بن محمد بن النعمان و اق
نسبت تقریب التہذیب میں مرقوم ہے محمد بن محمد بن النعمان بن شبل و ابی اہل البصری متروک
انتہی و حافظ ابو الحسن ارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان میں ہذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان
بن شبل الامن و ایۃ ابن ابنہ و الطعن فیہ علیہ لا علی النعمان انتہی و حافظ موسیٰ بن ابراہیم نے

کہ اگر مخرج و تعدیل سے ہی اسکو مستمم بالکذب والوضع جانا اقول مخفی نہ ہے کہ محضین چند
 فرقہ پر مشرق ہیں ایک فرقہ وہ محدثین کہ احادیث کے لکھنے میں نہایت تساہل کرتے ہیں
 اور احادیث موضوعہ کو بھی درج تصانیف کرتے ہیں اور غیر صحیحہ کو صحیح بناتے ہیں دوسرا
 فرقہ وہ لوگ کہ مسائل تحقیق پر چلتے ہیں نہ موضوع کو صحیح لکھتے ہیں اور نہ ضعیف کہ موضوع
 بناتے ہیں اور حکم موضوعیت و عدم موضوعیت سے بغیر تحقیق رجال کے خوف لکھتے ہیں
 اور تیسرا فرقہ وہ لوگ ہیں کہ تشدد مزاج ہیں کہتے ہیں احادیث صحیحہ کو ادنیٰ قدح راوی سے
 موضوع لکھ دیتے ہیں اور احادیث ضعیفہ و مشکوہ پر بغیر خوف و خطر حکم وضع کا دیتے ہیں
 اور ربا النوع اس فرقہ کے میراث ابن جوزی ہیں کہ انہوں نے صدہا احادیث ضعیفہ کو
 بادی قدح راوی موضوع لکھ دیا بلکہ احادیث حسان و صحاح کو مثل حدیث صلاۃ التبسیح کہ جامع
 ترمذی وغیرہ میں مروی ہے و حدیث شمس وغیرہ موضوع لکھ دیا اور اسقدر نہ سمجھے کہ جس طرح
 حدیث کاذب روایت کرنا منع ہے اسی طرح نے باک ہو کر حدیث ضعیفہ کو یا صحیح کو موضوع
 لکھ دینا گناہ ہے اور سیوہ سے محققین محدثین باب وضع میں ابن جوزی کے قول کا اعتبار
 نہیں کرتے ہیں اور حاجی اونیپر تشبیح بلیغ کرتے ہیں حافظ ابن الصلاح مقدمہ اصول
 حدیث میں لکھتے ہیں ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات فی نحو مجلدین فاودع فیہا
 کثیرا مما لا یلزم دلیل علی وضعہ وانما حقہ ان یدکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی حافظ ابن
 شرح الفیہ میں لکھتے ہیں اراد ابن الصلاح بالجامع المذكور بالفرج ابن الجوزی انتہی اور بخدا
 فتح المغیث شرح الفیہ احادیث میں لکھتے ہیں رجا اور ابن الجوزی فی الموضوعات احسن
 والصیح ما ہو فی الحدیث صحیحہ فیضلا عن غیرہا و ہو توسع منکرہ نیشا عنہ غایۃ الضرر من ملن بالیئس
 موضوعا مما قد یقلدہ فیسیدنا للظن بہ و کذا انتقد العلماء سیوہ اجمالا و المتوقع کہ استنادہ فی غایۃ
 لضعف راوی الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیدہ من جہ آخر و ربا کیوں اعتمادہ فی التفرّد
 قول غیرہ من کیوں کلامہ فیہ محمود لا علی النسبی ہذا مع ان تفرّد الکذب بل الوضاع ولو کان بعد
 الاستقصاء فی التفتیش من حافظ مبتخر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلك لذلك کان حکم
 من المتأخرین علیہا بخلاف الائمۃ المتقدمین الذین منہم اسد المتبحر فی علم الحدیث والتوسع

فی حفظ اشعبه وابن القطان وابن سعدی و نحوهم مثل احمد و ابن المذنبی و ابن مہدی بن زہویہ
 ثم اصحابہم مثل البخاری و مسلم و ابو داود و الترمذی و النسائی و کذا الی زمن الدارقطنی و البیهقی کذا قال
 العلانی ثم سن الحجب ایراد ابن جوزی فی کتابہ العلل المتناہیۃ کثیرا مما اورده فی الموضوعات کما
 اورد فی الموضوعات کثیرا من الاحادیث الواہتہ بل قد اکثر فی اکثر تصانیفہ الوعیۃ و ما شہما
 من ایراد الموضوع و شہدہ انتہی او اسیطرح علامہ زکریا الفزاری فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی
 میں لکھتے ہیں اور خاتمہ الحفاظ جلال الدین السیوطی نے موضوعات ابن جوزی کو ملخص
 کیا ہے اور او میں جابجا ابن جوزی پر تعقب کیا ہے اور اسیطرح مر قاة الصعود شرح سنن
 ابی داؤد میں بھی ابن جوزی پر چند جات شیع کی سلفیہ اور حفاظ ابن حجر ہی بنی تصانیف
 میں جابجا ابن جوزی پر طعن کرتے ہیں اور اس کے حکم وضع کو غیر مقبول سمجھتے ہیں اور منجملہ
 مقلدین ابن جوزی کے صاحب سفر السعاده ہیں کہ احادیث صحیحہ کو ثابت نشدہ لکھتے ہیں
 اور ہرگز خوف و خطر نہیں کرتے ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعاده میں
 تحریر کرتے ہیں بدانکہ شیخ مصنف درین خاتمہ بسیار تو غل نموده و ما لفظ کار فرمودہ است
 و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ رجلا احادیث صحیح طعن کردہ است بعض
 حکم بعدم صحت کردہ و بعض بعدم ثبوت و بعض حکم بوضع و افتراء نموده حال آنکہ دران میان
 احادیث است کہ درکتب معتبرہ مذکور است و نزد کباری علمائے بن از فقہا و محدثین مقبول
 انتہی اور بعد ایک رق کے لکھتے ہیں بایدہ النسبت کہ از کرباب انتقاد احادیث جماعہ اند کہ درین
 باب غلو و افراط دارند و براہ تعصب و تعیل و نہ باندک توہمی و شائبہ بھی نسبت بوضع کنند
 و بدان مبارزت نمایند مثل ابن جوزی و امثال دی مجر دانکہ بعض مردم در بعض و ات حدیث
 حکم کردہ مثل آنکہ گفتہ فلان ضعیف بالیس لقوی یا متروک یا سطعون و امثال آن حکم بوضع کرد
 انتہی اور بعد چند سطور کہ لکھتے ہیں مصنف خود در رسالہ نقد الصبیح لما اعترض علیہ سن احادیث
 المصباح گفتہ است کہ حکم بر حدیث بوضع بغایت مسیحتہ زیرا کہ مسورت نہ بندد مگر بعد از ترجیح
 طرق و کثرت اقتباس و تحقیق آن کہ این متن را جز این طریق واحد کہ بر روی طعن کردہ شدہ است
 طوقی دیگر نمود و وجود قرآن کثیر کہ باعث شود حفاظ متجربہ بر جرم کذب و این در غایت

اشکال انتہی اور منجملہ بالغین کے محدث وقت حسن بن محمد الصفانی مین کہ دور سالہ موضوعات
 مین تصنیف کہ سکتے بہت احادیث ضعیفہ کو موضوع لکھ یا سخاوی شرح الفیہ مین لکھتے ہین
 مین انفرادی طور مین جوڑی کر استلزامی الغوی ذکر نہا احادیث مین الشہاب بقضائی
 والنجم للعلیشی غیر ما ولا لیسر الابن ودعان وفضائل العلماء محمد بن سرور البلخی والوصیہ لعلی ابن طیار
 وخطبہ الرابع واداب النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واحادیث ابی الدنیا الاشیخ ونسطور وبقیم
 بن سالہ ونسخہ سمعان مین النس وینہا اکثر الضیاع الصالحین وایحس الضعیف بما فیہ ضعف لیسر انتہی
 اور منجملہ بالغین کہ جو زقانی ہین سخاوی لکھتے ہین در مجوز قانی ایضا کتاب الاباطیل اکثر فیہ
 من حکم بالوضع لمجد ومخالفة السنة قال شیخنا وہ خطا، الا ان تعذر الجمع انتہی اور منجملہ بالغین کے
 علامہ خود احمد بن عبد علیہ مین تمیہ ہین منہاج السنہ فی رد منہاج الکرامۃ للحلی مین کتنی احادیث
 غیر موضوعہ وضع بنادیا اور احادیث حسان کو باطل لکھ دیا ابن حجر لسان المیزان مین لکھتے ہین
 وابن تیمیہ علی الحلی فوجدتہ کثیر التحال فی رد الاحادیث التي یوردہا ابن المطہر الحلی ورد فی ردہ
 کثیرا من الاحادیث الجیاد انتہی اور منجملہ بالغین کے جلال الدین سمودی ہین یک سالہ احکا
 موضوعات مین ہی بنماز علی اللہ تصدیق ہی اسمین ضعیف اور حسن پر ہی موضوع کا حکم ضعیف
 ہی چنانچہ اسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور منجملہ بالغین کے قاضی محمد رشوکانی ہین کہ نوامجوبہ
 مین ابن جوزی اور جوز قانی وغیرہ کی متابعت سے جا بجا حکم وضع کا دیتے ہین اور احادیث
 مسان کو موضوعات مین شمار کرتے ہین ہر گاہ ان بالغین کا حال ظاہر ہو گیا پس حکم وضع شد
 من حج ولم یرئی فقد جفائی کا جو مولف نے النسہ نقل کیا ہی پایہ اعتماد سے ساقط ہو گیا اور زہبی
 کی میزان سے جو حکم وضع نقل کیا ہی شاید ان میزان کو ملاحظہ نہیں کیا کہ اوس مین اسکی موجود
 ہی عبارت اسکی ہی الشہان بن شبل البانی ابی عن ابی عوانہ والک قال موسی بن ہارون
 کان تہا وقال ابن ہبان باطل مات وقال ابن عدی حدثننا علی بن سحاق حدثننا محمد بن النعمان
 بن شبل حدثنی ابی حذنی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فلم یرئی فقد جفائی
 اور موضوعہ حدثننا احمد بن ابی شمس حدثننا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل سندہ عن ابن عمر قال قال
 رسول اللہ من حج فلم یرئی فقد جفائی انصف قلت حدیث ابن عمر لعلی ابن عدی نہ موضوع دامامہو

کلام المصنف وجمع فی ذلک ابن الجوزی فانما وروہ فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر
 ترجمۃ النعمان لم ار فی حدیثہ حدیثا قد جا وزلہ وقال فی اول ترجمۃ حدیثنا صالح بن احمد بن ابی رافع
 حدیثنا عمران بن موسی حدیثنا النعمان بن شبل وکان نقۃ انتہی اور سبکی نے اس حدیث کو مقبول لکھا
 او طعن کو مطعون کیا جیسا بچہ شفا را الاسقام میں لکھتے ہیں عن موسی بن ہارون ان النعمان متہم
 وبہ التہمة غیر معتبرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا والحدیث ذکرہ الدارقطنی فی غرائب الک و قال لغزو
 بہ ہذا الشیخ و ذکر ابن الجوزی لہ فی الموضوعات سوء کذا فی وفار الوفا آورد در شرط میں ہی حدیث
 سن جحلم ہر زنی نقد جفائی رواہ ابن عدی بسند صحیح بہ وقول الدارقطنی انہ منکر لہما ہوں من حیث
 متفرد صادر و آتہ لکما اشار الیہ ابن عدی وغیرہ لاسن حیث المتن وقول بن جبان نہ یاتی عن النعمان
 بالطلات مبالغۃ فی الاحکار و ذکر ابن الجوزی فی الموضوعات اسارۃ منہ و غایۃ امرہ انہ غیب
 قال السبکی مما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالاکار والاستخرا ب قد کیوں محبت لک الطریق قلا
 ینہ منہ فی لک متن الحدیث فلا جرم قبلنا کلام الدارقطنی و رد و نا کلام ابن الجوزی انتہی اور لغو
 نے جو جرح محمد بن محمد بن النعمان کی تقریب نقل کی ہی اور اس سے موضوع ہونا حدیث کا لازم نہیں آتا ہی
 غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ ضعیف ہوا جمل حکم کرنا اسکی وضع کا جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہی بڑی سبکی
 ہی قال اب جاننا چاہیے کہ وجب یا قریب ہو جب کہنا غلط ہی کیونکہ وجوب یا قریب ہو جو
 کے دلیل نہیں ہو سکتی ہی گھر وہی حدیث جسمین جفائی کا لفظ آیا ہی اور اس کے ضعف و موثوقیت
 کا خال ہی واضح ہو اس یہ حدیث لائق احتجاج کے ہرگز نہیں ہو سکتی اقول حکم غلط کا غلط ہی
 کیونکہ وجوب کا ثبوت بذلال عقلیہ و نقلیہ بخوبی ہو سکتا ہی اور حدیث جفائی کی قوت و وثاقت کا
 حال ہی معلوم ہو چکا حکم موضوع ہونیکا اور سکے مردود ہو چکا اور تعجب ہی مولف سے کہ سالتا
 در مختار کی عبارت سے تصنیف قول وجوب کے قائل ہوئے اور یہاں حد سے تجاوز کر
 غلط لکھنے لگا و حصہ ثبوت وجوب کا حدیث جفائی پر کرنے لگے تراویح کے باب میں ابن ہما
 کے قول پر کہ او نے قلم کی لغزش سے حکم مذہب کعات نامہ کا آئینہ پر کل گیا اعتماد کیا اور ہاں
 سکوت ابن ہمام سے محمول وجوب پر اعراض کیا اسکی کیا وجہ ہی وہ حال سے خالی نہیں یا کہ
 تقلید ہو چکی ہے بن یا نہیں اگر بن تو حکم غلط کا کسی حنفی نے نہیں دیا اور اگر نہیں ہی تو غفلت

جمہور کو کیوں بنام کیا قال اور جو کوئی مدعی وجوب یا قریب وجوب کا ہو اس کو چاہیے کہ اس
 حدیث کی رجال کی توثیق کرے اور اس کی صحت یا حسن کا ثبوت یونہی کرے ورنہ خطر الفتاد
 اقول جو امر مطلوب ہے وہ ہو چکا اب کہاں مغر ہو نظر انصاف سے دیکھو اور اپنے قول سے رجوع
 کیجئے قال پس احتجاب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوا اور ظاہر
 ہوا کہ دعویٰ وجوب یا قریب وجوب محض بلا دلیل ہے اقول نہ نہ بلکہ وجوب ثابت ہوا اور دیکھا
 وجوب کامل ہو گیا اب کیا منظور ہے قال اور محتجب کا حکم یہ ہے کہ اس کے کر نیوالے کو
 ثواب ملتا ہے اور اس کے ملنے پر ملاست نہیں ہوتی بلکہ اس کے ترک میں کی طرح کی گرفت
 تک ہی نہیں ہے ترجمہ المختار میں مرقوم ہے قال فی الابداء حکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی ترک
 و دلیل بکرمۃ تنزیہ الی البحر لا انتفی اور یہی اوسمیں مرقوم ہے قال فی البحر ہناک ولا یلزم من ترک سجد
 ثبوت لکراہتہ اذ لا بد لہما من لیل خاص اقول و نہ ہوا ظاہر از کراہتہ ان النوافل میں ایسا
 کا الصلوۃ والصوم وغیرہما فعلیہ اولیٰ من ترکہا بلا عارض ولا یقال ان ترکہا مکروۃ تنزیہاً اقول
 و لا یجب ہونا جب ثابت نہ ہو سکا تو حکم اس کا بیان کرنا نہ فائدہ واقع ہوا قال افسوس
 ہوا و ن لوگوں کے حال پر جو حدیث موضوع سے سند لاکر اوپر جو حج بیت اللہ سے مشرف
 ہوئے اور سبب عذر معقول کے زیارت قبر آنحضرت سے بہرہ اندوز نہ ہونے پائے اور داغ
 حسرت حیران نصیبی اپنے ساتھ لائے اور شرط استطاعت المادۃ بصر زیارت حرمین شریفین کا
 کہتے ہیں طعن تشنیع کہتے ہیں اور ان کو ظالم ٹھہرتے ہیں اور کلمات ناملائم ان کے حق میں
 زبان پر لاتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ مارک شجب اگر جبلا عذر ہو شرعاً ہرگز لائق مذمت
 نہیں چاہیے عذر معقول موجود ہوا اور اگر حدیث موضوع اس بات کے ثبوت کے لیے کافی
 سمجھی جاوے تو یہ حدیث اور تمام اہل استطاعت کے ظالم ہونے پر دلالت کرتی ہے جو زیارت
 کہ نہیں کئے چاہیں حج کو گئے ہوں یا نہیں اقول افسوس ہوا و ن لوگوں کے حال پر جو غلط
 بناتے ہیں اور باوجود قرب کے اور متعلق ہونے بعض عائد کے اور سمجھنے رفقا و فضلاء کے
 مدنیہ سنو نہیں جاتے ہیں اور عند التقویہ نے باک ہو کے کہتے ہیں کہ زیارت کچھ ضرور نہیں ہے
 چاہے بجائے اور چاہے بجائے اور بظاہر کوئی عذر ان کو نہیں ہوتا ہے نہ شرعاً اور نہ عرفاً ہر جب

مراجعت کرتے ہیں اور ہر صغیر و کبیر بلاست کرنا شروع کرتا ہی تو متوجہ احتیاج کے اثبات کی طرقت ہوتی ہیں
 اور جو ہر حنیفہ پر اقرار کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ اور حدیث کو موضوع و باطل ٹھہراتے ہیں اگر نہیں گئے
 کا شنیعت ہوتی اور سکوت کرتے تو بہتر ہوتا عوام کو احتیاج ثابت کر کے اور احادیث کو لغو ٹھہر کر
 خراب کرنے میں کیا فائدہ ہے نفوذ بابد میں شر و الفسنا و سیات اعمالنا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام
 و من اسد التوفیق و الاعتصام و کان لک لیلۃ الجمعۃ الثامنۃ عشرین شہر جمادی الثانیۃ سنۃ
 تسع و ثمانین بعد الالف و المائین من ہجرتہ سیدین علیہ علیہ الصلوٰۃ و التسلیم

خاتمة الطبع الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ علی رسول محمد وآلہ اجمعین اما بعد مخفی نہ رہے کہ
 اس میں بانیین عجب طرح کے عقائد فاسدہ شائع ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے اس کے حیرت زدہ ہوتے ہیں
 اور وہ لوگ جو اہل علم سے معذور ہیں ایسے امور شائع کرتے ہیں کہ عوام ان سے گمراہ ہوتے ہیں
 منجملہ ان کے ایک یا امر ہو کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کہ مدرسہ اکبر آباد میں مدرس ہیں
 حرم محترم کو واسطے تحصیل سعادت کے تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج کے حجت متقویٰ کر کے چلے
 آئے اور باوجود تقییم عوام و خواص کے مدینہ منورہ کی طرف قصد نہ کیا خدا جانتا ہے ان دنوں کیا فائدہ
 سوچا جب اکبر آباد میں تشریف لائے اور یہ شہرت پذیر ہوا ہر طرف اس کا شور ہوا مولوی صاحب
 موصوف نے ایک رسالہ مسمیٰ بالقول المحقق المحکم لکھا اور اس میں زیارت نبوی کو مستحب ٹھہرایا
 اور احادیث نبویہ کو جو باب زیارت میں وارد ہیں ازراہ فقرہ باطل و عاطل بنایا جب یہ رسالہ
 شائع ہوا دیکھنے والوں کو سخت تعجب ہوا مولوی صاحب نے ایسی شیم پوشی اظہار حق میں فرمائی اور ایسی
 نقل عبارت میں قطع و برید کی کہ کسی کو پسند نہ آئی نظر اسکے کہ عوام گمراہ نہ ہوں اور ان کی رسالہ کو معاینہ
 پریشان نہ ہوں فاضل لدغی عالم بیعی مولوی عبدالحکیم صاحب ملکا پوری نے ایک رسالہ مسمیٰ بالجلال المبرور
 فی نقض القول المحقق المحکم تالیف کیا بظاہر اس رسالہ میں شرح ہے اور فی تحقیق جمع ہے امیدوار ہوں
 انصاف سے یہ کہ شیم غور ملاحظہ فرمائیں اور تشریح مزید ہوسکتی ہے باز آئیں نظر بران حسب فرمایش مصنف و
 بطرز خوب و قلعہ کاغذ مرغوب خوش وضع و خوش قطع اس عاصی پر عاصی محمد علی بخش خان مالک طبع
 علوی نے چھاپ کر پیشکش اہل سلام کیا فالحمد للہ و لا اؤلا و لا آخر و ان الحمد للہ رب العالمین

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

ایک شخص دعویٰ کرتا ہے اس بات کا کہ چھ تہل آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے موجود متحقق ہیں اور تہل سے یہ غرض کہ کتاب ہے کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے آپ کے سبع سموات و الارض میں اور پیش کرتا ہے قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب و منشور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا و کم و نوح کا و یم کا و ابراہیم کا و اسمٰئیل کا و عیسیٰ کے عیسیٰ کے نبی کنیکم آیہ قول اوسکا یعنی موجود و متحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کا عالم میں یعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہے یا نہ اہل سنت و الجماعت کے اور ذلیل میں جو حدیث پیش کرتا ہے اوسکا کیا حال ہے اوس سے یہ عقیدہ ثابت ہے یا نہیں مینوا توجروا نقطہ

ہو المصوب

اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السناد و جابر ہے ارباب تحقیق نے اوسکی توثیق کی ہے حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف میں لکھتے ہیں ردی احاکم فی سند کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنیکم و آدم کا و کم و نوح کا و یم کا و ابراہیم کا و اسمٰئیل کا و عیسیٰ کے عیسیٰ کے نبی کنیکم آیہ قول اوسکا یعنی موجود و متحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کا عالم میں یعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہے یا نہ اہل سنت و الجماعت کے اور ذلیل میں جو حدیث پیش کرتا ہے اوسکا کیا حال ہے اوس سے یہ عقیدہ ثابت ہے یا نہیں مینوا توجروا نقطہ

شرح صحيح بخاري من كتبه بين قال الله او دى في قوله تعالى ومن الارض مثلهن دلالة على ان الارضين
 بعضهما فوق بعض وقيل عن بعض التكلمين ان المثلية في العدد وخاصة وادى السبع متجاوزة ويحكى ابن التين
 عن بعضهم ان الارض واحدة قال هو مردود بالقرآن والسنة قلت لعله لقول بالتجاوز والافصاح
 في المخالفة ويدل لقول الظاهر رواد بن جبر من طريق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابى الصمى عن ابن
 عباس في قوله تعالى ومن الارض مثلهن قال في كل ارض مثل ابراهيم ونحوها على الارض من الخلق بهذا اخرجه
 مختصرا واسناده صحيح واخرجه الحاكم والبيهقي من طريق عطاء عن ابى الصمى سطولا وادى سبع ارضين في كل
 ارض ادم كما ذكره ونوح كنوحا وابراهيم كابراهيم وعيسى وعيسى بن مريم قال البيهقي اسناده صحيح الا انه
 شاذ وظاهر قوله تعالى ومن الارض مثلهن يروى على اهل الهيئة في قولهم ان لا مسافة بين كل ارض من الارض
 وقد روى احمد والترمذي من حديث ابى هريرة مرفوعا ان بين كل سماء وسماء مسافة عام وان بين
 كل ارض ارض مسافة عام اخرجه ابن ابي عمير والبراء بن حديث ابى ذر نحوه انتهى لمخض او رعله
 شهاب الدين خفاجى حنفى كاشفة تفسيره في ارضين من كتبه بين الذي لفتقده ان الارض سبع كالسموات
 ولها سكان من خلقه يعلم الله تعالى او سليمان حمل شهابه جلالين من كتبه بين ذكر الله تعالى ان
 السموات سبع طبقات ولم يأت للارض في التنزيل عدد وصرح لا يتصل التاويل الا قوله تعالى ومن الارض
 مثلهن في اختلافه فيعتل اى في العدد والان الكيفية والصفة مختلفة بالشأبة والاخبار ثقتين العدد
 وقيل مثلهن اى في الغلظ وما بينهما وقيل اى سبع الا انه لم يفتق بعضا عن بعض قاله الماوردى والصحيح هو
 الاول وانما سبع كالسموات انتهى او يعلى عرس من تحرير كرتى بين روى عن عبد الله بن مسعود
 عن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم انه قال بين كل ارض الى التي تليها مسيرة خمسمائة عام وهي سبع
 طبقات الارض الثانية سمح الريح ومنها يخرج الرياح المختلفة في الارض الثالثة خلق وجوههم كوجوه آدم
 واقواهم كاقوا الكلاب وايدىهم كايدي الناس اطيعهم كاطيع البقر واذا نهم كاذان البقر واشعارهم
 كصوف الضان لا يعصون الا مطرقة عين نهارهم ليلا ونهارهم ليلا والارض الرابعة فيها حجارة
 الكبريت التي اعد الله لاهل النار يسبح بها جهنم قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم والذي نفسي بيده
 ان فيها اودية من كبريت لو ارسل الله فيها الجبال الرواسي لقضعت والارض الخامسة فيها عذاب
 اهل النار والسادسة فيها اهل النار واعمالهم وسهمها سبعين السابقة مسكن الملائكة بنودها انتهى لمخض

اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بذائع الدہورنی وقائع الدہور میں لکھتے ہیں قال اہب
 بن ہبہ لما خلق الله الارض كانت طبقة واحدة فتفتقا فصيرا سباعا كما فعل في السموات
 وجعل بين الطبقة والطبقة مسيرة مسماة عام وهو قول تعالى فتفتقنا بها وجعلنا سباعا فكان اسم
 الطبقة العليا اوجا والثانية بيطا والثالثة لقتلا والرابعة بطيحا والخامسة صينا والسادسة
 ماسكة والسادسة الثرى وسكان الارض الثانية اسم تعال لهم الطمس وطعامهم من الحبوب وشربهم
 من ميم والطبقة الثالثة سكانها امم وجمہم كوجہ نبی آدم وافواہم كافواہ الكلاب وايدہم كابد
 نبی آدم وارجلہم كرجل البقر وعلى ابدانہم كصوف الغنم وھولہم ثياب والطبقة الرابعة سكانها
 امم تعال لهم الحکام ليس لهم اعین ولا اقدام بل لهم حنجرۃ كاحنجرۃ القطا والخامسة بها امم تعال
 لهم الخشن وجمہم كمشال البغال ولهم اذنان كبكل فنب نحو ثلث مائۃ ذراع والسادسة بها امم تعال
 لهم الحثوم وجمہم سود الابدان ولهم مخالب كخالب السباع وتقال ان الله تعالى يسلمهم على باحرج
 وما جوج من يخرجون فينكلم والطبقة السابعة فيها مسكن الميں وجنودہ من المرقۃ والشياطين
 انتہی ملخصا وثالثا معلوم كزنا چاہیے كہ جملہ طبقات باقیہ میں انبیاء كا ہونا ہی ثابت ہے چنانچہ چہ
 مذکور كہ صحیح ہے دلالت كرتی ہے اور قرآن پاک میں ہے لكل قوم ہادی یعنی ہر قوم كے واسطے ہادی
 مبعوث ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے كہ ہر قوم كے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہے پس ہر گاہ طبقات
 باقیہ میں وجود مخلوقات الہی كا ثابت ہے اور كوئی مخلوق حق تعالیٰ كی ممل نہیں چھوڑی گئی لایذکر
 كہ وہ ان ہی راہ نما ہوں گے اور علامہ جلال الدین محلی كی تفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہے كہ حضرت
 جبریل طبقات باقیہ میں ہی وحی لے جاتی تھی چنانچہ جبریلین میں لکھتے ہیں الله الذي خلق سبع
 سموات ومن الارض مثلهن ليعني سبع ارضين تنزل الامم الوحي فيهن من السموات والارض فيز
 به جبرئيل من السماء والسادسة الى الارض السابعة انتہی ہر گاہ یہی امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا چاہیے
 كہ لفظ نبی كینكہ سے اگرچہ كیك كیك نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ میں ثابت لیكن اس كا مثل
 ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم كے ثابت نہیں ہو سكتا اس واسطے كہ كلام
 عرب میں كاف تشبیہ كے واسطے مستعمل ہوا تشبیہ میں لازم نہیں ہے كہ مشبہ بمثل یا قوی
 مشبہ سے بلکہ كسی تشبیہ قص كے ساتھ مجرد تہیہ كے واسطے ہوتی ہو قرآن پاک میں حق تعالیٰ فرماتا

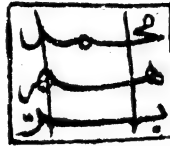
اسد نور السموات والارض مثل نور مشکوۃ فیہا مصباح اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے نور کو شبیہ
دی ہے ساتھ نور مشکوۃ کے اور پڑھا ہر جو کہ نور الہی بدرجہ ہا اس نور سے اعلیٰ و حسن ہے چہ نسبت
خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کہنیکم سے یا مہر گز نہیں ثابت ہے کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا
مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہے بلکہ یہ تشبیہ فقط لتعلیم و تقنین کے واسطے ہے اس غرض سے کہ
جس طرح سے خاتم الرسل اس طبقہ میں ہے اسی طرح سے کیسا ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو نہ یہ کہ وہ
خاتم مثل اس خاتم کے ہے بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاتم مثل
ہمارے خاتم الانبیاء کے نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں لفظ آدم کا ذکر بھی وارد ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ مخلوقات طبقات باقیہ کے اولاد ہمارے آدم کی نہیں ہیں بلکہ دوسرے آدم کے
اور تمام کتب عقائد میں یہ مصرح ہے کہ اولاد آدم اس عالم تمام مخلوقات سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی
افضل ہے اور آیہ ولقد کرمنا نبی آدم سے یہ مفہوم ہوتا ہے کیونکہ تمام مفسرین اور علماء کا اتفاق ہے
اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت میں ہمارے آدم ہیں نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیاء کہ قرآن
پاک میں ان کا ذکر ہے اور جسے مراد انبیاء اسی طبقہ کے ہیں نہ انبیاء طبقات باقیہ کے اور حدیث
صحیح میں وارد ہے انا سید ولد آدم ولا فخر آورد دوسری حدیث میں وارد ہے انا اکرم الما ولین اللہین
اب یہاں سے دو مقدمے مہم ہوئے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم سے
افضل ہیں دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات افضل ہے بعد ترکیبان و نون
مقدموں کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہیں تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیاء
طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ مماثلت
میں اتحاد و ہمت و اتحاد قسم ضرور ہے کیسا سب انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہے اور انسان جن
یا فرشتہ کے مماثل نہیں کہلاتا ہے اور عبارت بلائع اللہ ہر وغیرہ سے جو سابقاً منقول ہوئی
معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں ہے اور یہ خصوصیت
سے ثابت ہے کہ نبی ہر قوم کا وہی قوم کی صنف ہے جو تباری تا امت اس کے ساتھ ارتباط پیدا
کرے اور اسکی متابعت کرے اسی واسطے نبی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث
نہیں ہو لیس ضرور ہے کہ انبیاء و مخلوقات طبقات باقیہ کے انہیں کی صنف سے اور انہیں کی

جنس سے ہوں گے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے ہیں پس دونو خاتم میں مماثلت
 کہ عبارت ہے اتحاد صنف و صفات کیونکہ ہوگی اسے اس قدر میں دونو شریک ہیں کہ ہمارے
 بنی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقہ کے خاتم ہوئے
 لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہیں ہے اگرچہ اصل حدیث مذکور صحیح ہے اور عقیدہ
 موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہے اور اس
 حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہے مقام انیسویں وجہ
 ہے کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کے گزرے اور اس مدت
 میں صد ہفتہ اور محدثین اور ہزار ہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری
 مگر کسی خیال مبارک میں موجود ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس حدیث
 عقیدہ کی خاطر حاطر میں آیا انا اللہ وانا الیہ راجعون تقدیر رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
 بدرالدین غریبا و سیمود غریبا تا زم برین عقل و دانش مگر شیوع جبل کی یہی کیفیت رہی و کیا
 چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا
 فساد اس عالم میں برپا کرینگے والی اللہ الشکلی ومنہ البدو والیہ الرجعی ہذا ما خطر بالبال واسئل علم
 بحقیقۃ الحال حررہ الراعی غفور بقوی التعود من شرور اصحاب الطغیان والغی البو الحسنات محمد عبد
 تجا و زائد عن ذنبہ الجلی والخصی

محمد عبدالحی
 البو الحسنات

واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم میں یعنی مذکور
 کے باطل ہے اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت و جماعت کے ہے اور دلیل میں جو حدیث
 پیش کرتا ہے بحسب قول حاکم کے صحیح ہے لیکن اس سے یہ عقیدہ ثابت نہیں
 واللہ اعلم حررہ البوالاحیاء محمد نعیم غفر عنہ

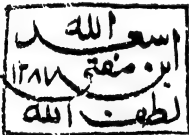
حدیث مذکورہ صحیح و معتبر ہے اور اس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط کیا ہے وہ باعث کم غسلی و نافرمانی کا ہے اور محض خلاف عقائد المسند و جماعت کے ہے اس کا جواب جو انہی مغنم برادر مکرم مولوی محمد عبدالحی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کافی و روانی ہے اوسیکے موافق عقیدہ کہنا چاہیے و اسد اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب منقہ خادم اولیاء الدار الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم و متوفی فقط



ہو الموفق للحق

اسد الرحیب حیث اتی بجواب الحق عجیب فی الواقع و تشبیہ مشارکت تشبیہ بہ نفس و جسمی باشندہ در امور دیگر مثلاً در زید کا لا اسد مشارکت و شجاعت ست بس من اللہ مائت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید نمکذا فیما نحن فیہ و اسد اعلم کتبہ العبد الاثم الاواه محمد سعد الدغنی السعدی

اجواب صحیح و الراعی صاحب شیخ ۵



ہو الموفق

یہ جواب متل ہو اور نہایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے غسلہ اسد تعالیٰ والقاء اور فی الواقع غرض کا قیاس ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بنی کنینہ فقط تو نبیج اور میں ہی نہ مائت ہج جمع صفات کمالیہ تصدیقات شریف کے کیونکہ ہوا و حال آئنگہ یہ مخالف ہوا اکثر

احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہیں اور اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ان صفات
 کے اور یہی اگر خاتم الانبیاء ہر طبقہ کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ
 ان صفات کے ایک صفت یہ ہے کہ آپ طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیاء ہیں پس چاہیے کہ وہ ہی طبقہ
 فوقانی کا خاتم الانبیاء ہو نہ باطل قطعاً اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعضوں کے نزدیک
 طبقات سبع زمین کے ثابت نہیں تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگوں کے ماقول
 ہوگی و نہ عبارتہ ظاہر الایۃ تدل علی ان الارض متعدده وانما سبع کالسموات و ذہب بعضہم الی ان
 قوله سبحانه مثل من فی الخلق لانی العدد و قیل من الاقالیم السبعہ والدعوة شاملۃ لجمیعہا و قیل انما سبع
 ارضین بین کل احد سیرۃ خمس باتہ عام کہا جاتی کل ارض مہنا خلق و فی کل مہنا آدم و حوا و نوح و ابراہیم
 و یم یشاہدون السما بین جانب ارضہم و یشہدون الضیاء مہنا و جعل اللہ لہم نوراً لیتضیئوا و فی ذکر
 الثعلبی فی تفسیرہ فصل فی خلایق السموات والارضین و اشکالہم و ہما نہم ارضینا علی یراد ہا لعدم الوثوق
 بمیل تک الروایات انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلایق کے
 بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث صحیح سے اظہار اور جو یہاں
 سلمہ اللہ تعالیٰ واسطے اس کے شافی اور کافی ہو واللہ اعلم
 کتبہ العبد العاصی الی الامام سی النور علی عفی عنہ

ہرم بنی علی
 سبع النور

خاتمة الطبع مداحمد والمنہ کہ مقدمہ حدیث چھٹل آنحضرت کے ایک مستفاتی سخطی
 علما متبحرین و فقہاء محدثین و مجاہد متقین کا کمان شرع میں مغنیان احکام کی واسطے حدیث متنبین کے
 مطبع طلوی مقام لکھنؤ میں محمد علی بخشان مہتمم مطبع موصوف کے اہتمام سے چھپ کر مطبع طبایع طامس عام ہوا

و علی بن محمد بن حسن خان سوادکوهی و
مطبع عالم محمد حسن خان سوادکوهی و

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد المن جلنا ما لم نعلم وصلوة علی رسول المکرم وعلی آلہ وصحبہ ذوی الہم اما بعد کہتا ہوں بندہ
 گنہگار اسید وارحمت پروردگار محمد عبد العزیز ابن عبدالقادر القنوجی کان اسلما
 تکیذہ یولانا الحاج الی افظ ابو الحسنات محمد عبد الحی ادا م فیضہ العلی کہ اس زمانہ میں
 شیوع جہل اسقدر ہو گیا کہ تمام کثاف دیار و اطراف امصار اصناف جہل سے پھر ہو گئے
 اور فقدان علم میں مرتبہ پونہ کی کہ ارباب اذہان واصحاب اسحاق مفقودہ النجم ہو گئے علی الخصوص
 فن حدیث کہ عوام و خواص اسکو نہایت آسان سمجھنے لگے اور باطن نظر کو چوڑے کے ظاہر نظر
 جاننے لگے اور بعض اس فن کو بیفائدہ جاننے لگے بلکہ اسکی تحصیل کو فیضیہ عمر بھرنے کے کسی گمان میں
 یہ بھی کہ ہر کو در مختار و عالمگیری کافی ہو و جامع الرموز و رد المحتار وافی ہو جو مسئلہ ان کتب میں
 اور امثال اسکے میں ہو وہی صحیح ہو اگرچہ حدیث صحیح اور اسکے خلاف وارد ہو کسی کے اعتقاد میں
 یہ ہو کہ جو حدیث صحیح ستہ میں ہو وہ مقبول ہو اور جو انہیں نہیں ہو بلکہ اور جو امع و سانیہ
 ہو وہ غیر مقبول ہو کسی کا بوقت مذاکرہ حدیث یہ کلام ہو کہ ہر کو کتب فقہ سے غرض یہ حدیث ہی
 کیا کلام کوئی مدراحت حدیث صحیح مشہورہ کو سمجھتا ہو اور باورای کو غیر صحیح جانتا ہو یہ سب
 آرای جاوہ اعتدال سے متجاوز ہیں اور جمل توسط ذخیرہ کتب منفہ بین اللہ و نبیہا ولائز
 قلوبنا بعد ما صرفتنا عنہا اور اعلیٰ ترین قبائح و شنائع جو اس زمانے میں پراگندہ ہیں یہ ہے

کہ علما زمان اپنی تصانیف میں طریق مناظرہ کو چھوڑ کے مسلک جہال و عناد اختیار کرتے ہیں اور طریقہ متوسط سے کنارہ کشی کر کے سبیل فساد پر چلتے ہیں ایک دوسرے کو اپنی رسائل میں شیطانی و جال بناتا ہے جو چاہتا ہو وہ کہ سناتا ہو ہر گاہ علما کی کیفیت ہو جاہلون پکیا تشنیع کریں اور جب ارباب فضل کی یہ شان ہو ارباب جہل کو کیا کمین قبل ازین لوی محمد بشیر سہسوانی نے ایک سالہ سہمی القول الحق الحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم تصنیف کر کے شائع فرمایا اور اوس میں تجاب زیارت قبر نبوی کو طرف جہور حنفیہ کے منسوب کیا اور احادیث زیارت پر حکم غیر معتبر ہونیکا دیا چونکہ یہ تحریر انکی حینر توسط سے خارج ہو گئی بنظر احتیاق حق و الباطان اہل کی ایک تحریر انکے جواب میں کی گئی نامعلوم کا کلام المبرم فی نقض القول الحق الحکم کہا گیا اور اوس میں طریقہ مناظرہ اختیار کیا گیا اب بعد عرصہ دراز کے مولوی صاحب موصوف متوجہ اوسکی رد کی طرف ہوئے اور ایک سالہ سہمی القول المنصور فی زیارۃ سید القبور تالیف کر کے مطبوع کیا اور اوس میں طریقہ مجادلہ و مکابرہ کو اختیار فرمایا صاحب کلام مبرم کی شان میں کلمات احمیہ لفظیہ علما سے بعد میں تحریر کیئے اور فقہا و کبار اولی الایدی والابصار پر الفاظ طعن کے ثبت کیئے سابقا مسموع ہوتا تھا کہ مولوی صاحب موصوف داب مناظرہ سو خوب واقف ہیں اور فہم حدیث و اسما و حال وغیرہ میں متبحر ہیں لیکن ہر سالہ نے اس کے خلاف ظاہر کیا بچند جہود اول اینکه سابقا اس امر کے قائل ہوئے تھے کہ بعض فقہاء وجوب کی طرف بھی گئے ہیں اور اس سالہ میں اسے اعراض کر کے استحباب پر جماع نقل کیا اور اپنے زعم میں اسکو نہایت صحیح و درست سمجھا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ مرادند سے جن کتب میں اوس پر جماع منقول ہے مطلق طاعت ہے نہ استحباب و وجوب و سنت ہے و دوم اینکه قول سنت انکار حجت فرمایا اور یہ تحریر کیا کہ سنت موکدہ ہونے زیارت کی کسی نے تصریح نہیں کی اور شرح مواہب کو بھی جو متداول بین الناس ہے معاینہ کیا ستونم اینکه تالیف و دل کو ایسا مفتوح کیا کہ قول وجوب بر سنت کو بھی اچھ طرف استحباب کہے گیا اور خیال کیا کہ اگر ایسی ہی کتابیں مفتوح ہو و گیکاماتہ نظام شریعت و بالاحوال کا چہارم اینکه متحدی لازم کہ سنی میں فریق کیا اور حنفی کو جو حدیث میں حج و عمرہ زنی نقد جفائی ہیں اردو میں شکار جو حدیث میں اجماع میں ہے تو تصویق کیا و چونکہ عبدالحی نقل میں ایسا باقیہ کر دیا کہ کسی علمی علم کو تہذیب و تہذیب جانا جو عیار میں اپنی مدعی کو موافق تعین انکو نقل کر دیا

اور جو عبارتین احقاق حق کی تحمیل اور نگوہ پور دیا شدہ تھیں انیکہ قول قریب جب کو جو بانیات
 میں بعض فقہاء کے کلام میں وارد ہی سابقہ مثل وجوب جہا اور اس رسالہ میں جایا او سکو استحب
 پر محمول کیا ہنتم انیکہ جرح رواۃ حدیث میں سعی بلیغ فرمائی اور عدم مقبولیت جرح مبہم جو تمام کتابت
 منقول ہی نظر میں نہ آئی ہنتم انیکہ جرح کے مقدم ہونیکو تبدیل پر اختیار کیا اور جو مذہب جمہور
 محدثین کا ہو اور کتاب اصول حدیث میں مسطور ہی او سکو چوڑیا ہنتم انیکہ جہاں کلام مبہم
 نقل عبارت میں بقدر ضرورت اختصار ہوا تھا او سکو عین تحریف تصور کیا اور تحریف کو صاحب کلام
 مبہم کی طرف بیباک ہو کر منسوب کر دیا و کم من فرق بینما و تظہر انیکہ فقہاء و محدثین کو مجہولین اور تحین
 مشددین کو غیر مشددین اور غیر متساہلین کو متساہلین بنایا اور وعید سو ظن افتراء کی کچھ خطر
 نہ فرمایا ان لموسر او ایشال الشہ جو ناظر رسالہ پر مخفی نہیں گے حال کمال استداد و فطانت و مبلغ
 علم و ذکاوت مولوی صاحب موصوف کا واضح ہو گیا اور چونکہ ایسے امور کے سبب عوام فقیہین
 بچ گئی اور خواص تردد و تحیر ہو گئی اس سبب جواب دہ سالہ کا تحریر کرنا پر ضرور ہوا بنا علیہ
 ایک سالہ سہی بالکلام المبرور فی رد القول المنصور ایک مہینے سے کم میں باوجود
 اشتغال کثیر و عواقب عدیدہ کے تحریر کیا گیا اور اس میں قول مولوی صاحب مدد مع بلفظ قال
 اور جواب او سکا بلفظ اقول لکسہ کا اتفاق حق کیا گیا اور ترتیب او سکی ایک قدر دور و بات ہوئی
 امی ناظرین بلاضافہ سے یہ کہ اس سالہ کو بنظر غائر ملاحظہ کریں او باطل و حق حق کو باطل سے
 متمیز کریں و ہذا اراد ان الشروع فی المقصود متوکلا علی صاحب الکلمہ الحیو مقدمہ مفتی نے یہ کہ باب ۱۲
 قبر نبوی میں تین اقوال ہیں ایک یہ کہ تحجب ہی اور اس قول کو فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ضبط
 قال مشایخنا نقل کیا لیکر اس سے نہیں مفہوم ہوتا ہے کہ یہ قول جمہور حنفیہ کا ہی کیونکہ جمع موقوف الیہ
 نص و میں نہیں کہا لیکن میں البطل وغیرہ و ذکر ہے کہ سنت ہی اور اس قول کو شرح میا صاحب میں
 جمال الدین بالکی ہی اور شفاء الاسقام میں نجم الدین صنیعی سے نقل کیا ہی تیسرے یہ کہ وجوب ہی اور جو لوگ
 قریب واجب لکھتے ہیں او سکا مرجع وجوب کی طرف ہی اور اس قول کو امامہ لکھتے ہی او عمر
 اور امامہ شافعیہ سے ابن حجر مکی و سیوطی نے اور امامہ حنفیہ ہی شارح مختار و صاحب مجمع الامم
 و طرابلسی شہید اولی صاحب خزائن الفقیہین و گوانی و صاحب باب المساکت وغیرہ نے اختیار کیا

اوزابن ہمام اور صاحب منہ الغفار اور صاحب منہ المدی وغیرہ نے اس قول کو نقل کر کے سکھایا
 چنانچہ عبارات اس کی ہر مین منقول ہیں اور ایک عبارت ابن حجر مکی کی اس مقام پر
 جو کلام ہرمین منقول نہیں ہے لکھی جاتی ہے کہ جس سے صاف ترجیح قول واجب مضموم ہوئی ہے علم ہمام
 ان میں ترک الصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک زیارتہ مع القدرۃ علیہا التاویاتی ان
 کلامہما جفا و صلی اللہ علیہ وسلم وان جمیع ہذہ الاوصاف القبیحۃ الشنیعۃ الی ثبوت التارک الصلوٰۃ علیہ
 عندہ معاذکرہ نجشیں ان میں ثبوت نظیر التارک الزیارتہ نجشیں علیہ ان کیوں تقدیرا غم ملائف مستحقا و
 التارک عبادۃ صلی اللہ و رسولہ و دعا علیہ من جبیر بل من نبیا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت بالحق بخوبیا معلوم
 لادین لہ لایری وجہ بنیہ کا تحضر ذلک و حفظہ و اخیرہ میں تھا و ان فی ترک الزیارتہ مع قدرۃ علیہا لہ
 یا و ان حاملہ علی الفصل من ہذہ القیاس و الرجوع الی اللہ تبارک و تعالیٰ الہی ہو وسیلۃ و کونایۃ سائر الخلق
 و لقد شاہدنا کہیں ترکوا الزیارتہ مع القدرۃ علیہا و اور شہدنا کہ طمۃ محسوسہ علی جوہر و تیرہ عن
 قطعہ عن عبادۃ اللہ و شغلتمہ بال دنیا الی ان ماتوا و کہیں غلبت علیہم مظالم الناس الی ان منعوا منہا
 قہرا و لقد اخبرت عن بعضہم من اہل مکہ انہ کما اراد ان یخبر بہا منہ عائق فلما زال الناس یخرجونہ تبرک
 الزیارتہ الی ان خدنی ابہا فہمز و اخذ جمیع الہیہ قال لہم اخرجوا قبلی و انکم فلما جسدہم کوہ اراد
 ان یرکبہ مسلط اللہ علیہ صلب لہم کبشرۃ فاحشۃ فخلف و ذہب الہیہ لایزیدہ و عاودا و قد عوفی ثم
 متحسر الی ان مات من غیر زیارتہ لہا نہ حق علیہ کلمۃ الحسن ان انتہی اور اسکی طرف بحر العلوم ارکادہ و
 اشارہ کر کے لکھتے ہیں یعنی من حج ان یتوجہ بعد الفراغ من الحج الی المدینۃ لیزور قبر المصطفیٰ لئلا یموت من حج و جفا
 اور سیو حہ محمدین او ان لو گون پر جو زیارت کو نہیں گئے طعن کرتے ہیں چنانچہ ذہبی کتاب العبر بخبر من غیر من
 و قالع ۱۲۰ میں لکھتے ہیں مات فیہا العارف البیہود محمد بن عبد العزیز محمد بن الشافعی طبع الشیخ الی العیال
 عن ثمان ستمین منہ جاوز مکہ و ملا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی و ریتہ قول اگرچہ نظر عام بعض خواہ میں نہایت مستند
 معلوم ہوتا ہے لیکن بعد قابلیت احتجاج ہونی و اسکی یہ سبب مرفوع ہو جاتا ہے اور نہ خیال کرنا چاہیے کہ فتویٰ جانتا ہے اگر
 قول کے مخالفی فقہاء کو کیونکہ ایک طائفہ فقہاء و مذاہب تابعہ اس طرف ہی گیا ہے اور وہ علی اس کا کہنا کہ جمہور
 حنفیہ سبب کہ طرف گم ہیں مطالبہ دلیل ہے کسی لفظ صراحۃ نسبت اس قول کی طرف چھوڑ کر نہیں معلوم ہوتی اور
 لہذا عوام کا کرنا احتجاج پر محض غلط ہے چنانچہ تحقیق میں سبب اس کی اور اس جزوہ یہ متعلقہ کی غلط تہیب

ظاہر ہوتی ہو انشاء اللہ **باب اول** ہر دین اور ان قوال کے جو مولوی محمد بشیر صاحب سے میا بڑا
قول تصور میں اور اسکو بابل میں واقع ہوئے ہیں آری باب انصاف کو چاہیے کہ تامل وافر فرما کے
ملاحظہ کریں کہ مولوی صاحب موصوف نے اس باب میں کیا کیا استقدا و ظاہر کی ہے اور ہر وہ اعتقاد
ایک آن میں کس طرح ہو مثل غبار منتشر کے ہو گئی **قال** سلمہ بعد اقالی باب بعد جانا چاہیے کہ ایک سالہ
مولفہ مولوی عبدالحی صاحب گنہروی کے محمد عبد الجبار کے نام سے لکھا گیا ہے اور موسوم بالکلام العبرم فی
نقض القول الحق الحکم ہو نظر سے گذر اکمال تعجب پیدا ہو اکیونکہ پہلویہ مسوع ہوا تھا کہ مولوی صاحب
موصوف کو نسبت ساگر علمای فرنگی محل کے علوم دینیہ کو ساتھ ہذا یہ مناسبت ہو اور علیہ تقویٰ دینا
و تہذیب محل میں لیکن اس سالے نے اسکو خلاف ظاہر کیا ایک نوزہ تقویٰ یہ ہے کہ سالہ آپا لیف کر کے
محمد عبد الجبار کی طرف منسوب کیا اور وعید کذب کے کہہ اندیشہ نہ فرمایا اور ثبوت یانت یہ ہے کہ نقل عبارت
میں تحریف اختیار کی اور تہذیب کے کیفیت کہ اس سالہ میں ایسے کلمات تحریر فرمائی کہ شرف اہل علم کی
شان سے از بس بے حدین اگر بغیر آید کہ یہ دین انصر لفظ فاولک علیہم من سبیل جواب تنگی ترکی
دیا جاتا تو مضائقہ تھا لیکن متبضای دین صبر و غفران ذلک من عزم اللہ موصوف میں مناسبت معلوم ہوا
اقول علیا قدیم و جدید کا شرکا و غریبہ متوریا کہ اپنی تلامذہ کا نام اپنی تصانیف میں درج کرتے ہیں اور
بزبان حال تلامذہ موصوف کی گفتگو کرتے ہیں اور سرسہ میں یہ ہے کہ حال مثل مثال کے گویا سمجھا جاتا ہے اور علی
مثل مقالی کے تصور کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حال تلمیذ موافقت استاد ہی پس مقال استاد بعینہ مقال تلمیذ
ہو نہار علیہ السیو نسبت فعل کذب نہیں ہو سکتی اور شرعا کوئی قباحت اس میں جائز نہیں ہوتی نظر اسکی بحث
نطقہ الحال ہو جو تلب حافی و بیان میں مفضل ہو و اوین شعرا و تہذیب و مقامات بغا و تحریف و ملاحظہ فرمائیے
کذب واقعی کو صدق و غیر فرمائیے خود اپنی حال کو اور تقویٰ یا کچھ کہ بمقابلہ مولوی امیر احمد صاحب سہوانی کی انجیر بعض
تلامذہ کو نام ہی آپنے تحریر کی تھی اور بمقابلہ بعض اخبار الد آیات کے آپنے تلمیذ کو نام ہی تحریر کی تھی یہاں
ایہا الذین امنوا لم تقولون الا القولون کبر مقتا عندنا ان تقولوا مالا تفعلون اور نسبت تحریف اور
کلمات و اہیہ کے صاحب کلام ہر م کی طرف بہتان ہو کلام ہر م میں کہیں تحریف ہو اور نہ کوئی کلمہ غلط
شان ہے کہ استیضغ غفریب علی کل لہیب ایوب بلکہ یہ معکوس ہے یہ ہے کہ آپنے اس کو کتب
تلمیذ عالم کر تقویٰ پر اعتراض کیا اور وعید سنو ظن ہو ہرگز خوف نہ کیا اگر مقتضا کما تہدین تامل و نظر

بلیغ کیا جاتا تو مضائقہ تھا لیکن بات قضای حدیث لاکو نوافلہ اعراضنا سبب ہم ہوا قال مخفی
 نہ ہو کہ زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میں اقوال ہیں ایک استحباب دیگر سنت مرکبہ
 تیسرے وجوب اور چوتھ لوگ کہ قریب بواجب لکھتے ہیں تو مرجع اور کیا سنت ہو کہ کی طرف ہی بواجب
 کی طرف اقوال رجوع قول قریب واجب طرف سنت یا استحباب کے فی و دش ہو سبب ہو کہ جو شر ایک
 کے قریب ہوا و سکا حکم اسی ہو گا کہ ہوتا ہو نہ اس کو مانت کا اور کسی فقہ نے قریب بواجب کا اطلاق مستحبین
 بلکہ فقہاء نے اطلاق اس کا البتہ وجوب پر کیا ہی کہما تیغ عن قریب پس قریب جب کا مرجع جب کی طرف
 ہو گا سنت اور مستحب کی طرف اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تخریر فرماتے ہیں کہ جب کسنا اور قریب
 کسنا دونوں قول مغارب میں آوری لکھتے ہیں کہ ظاہر ان دونوں قول کی دلیل ہی ایک ہی ہو گی
 یعنی وہ حدیث تیسرے نسبت تا کر کے لفظ جہانی آیا ہو آوری ہی لکھتے ہیں کہ ایک کی تصنیف کیا
 کہ دوسرے کی تصنیف آوری ہی لکھتے ہیں کہ طوطاوی اور شامی نے جو اقوال میں دونوں کے نقل کیے ہیں
 کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہیں اس مقصود صرف بیان قول مرجع و ان سبب تحریرات اللہ علیہ
 کہ آپ کے نزدیک ہی قریب وجوب حکم وجوب میں جواب بعد عرصہ دراز کے اسکو سنت اور مستحب کے بیان
 راجع کرنے لگے مگر اصل الا تعارض حکم و تناقض حکم قال بالجملة اس باب میں میں نقل ہیں در مجمع و
 لائق فتویٰ ان میں ہی استحباب ہو چند وجوہ اول یہ کہ یہند بجمہور ضعیفہ کا جو اولیٰ و ثانی کا ثبوت کسی
 طرح ہو ہو کہ فتاویٰ عالمگیری و فتح القدیر و دارکان و بعض اس قول کی نسبت لفظ شایعنا کا لکھا ہو
 جیساکہ عنقریب انشا اللہ تعالیٰ ان کتب کی عبارت منقول ہونگی اور قاعدہ اصول کا کہ جمع صرف بغیر لا
 فائدہ استغراق کا دیتی ہو توضیح میں مرقوم ہو و الجمع المعروف بغیر اللہم نحو عبیدی حرار عام البضائع و
 پس اس واسطے مستثنیٰ ہو گئے سو او ان بعض کو چکا استثناء کتب فقہ و ثبات ہوا اقوال مرجع
 فائدہ استغراق کا اسوقت دیتی ہو جب غرض اضافت استغراق جو یہ مطلقا بیل اسکو کہ علماء طہانی
 و بیان بحث مسئلہ میں اضافت کی فوائد سو استغراق کہ ہی لکھتے ہیں نہایت علامہ سعد الدین
 تفتازانی مطلق میں لکھتے ہیں و قد کیوں بالاضافۃ لاغنائما عن تفصیل مستغنی عن اتفاق اہل الحق علی لغا
 او متعسر بحال البلد محل کذا اولاً منع من التفصیل مانع کتفہیم بعض علی بعض من غیر مرجع نحو حضر الیوم
 علما البلد و کالتصریح بزم و المانہم نحو علما البلد فعلوا کذا و کانتہ السامع او المسموع نحو حضر الیوم

منہ سال تاہم نہ لاری طہانی

۵
 ۱۰ التخصیص بالاضافة تحریضاً علی الکرام او اذلالاً من نحو ما نحو صد لیکل و عدد کل بالباب و لا فائدة الاضافة
 جنسية و هیما انتی تخصیصاً اس سے صاف ظاہر ہو کہ جمع مضاف مطلقاً مفید استخراق نہیں ہو سکتا بلکہ
 کبری اضافت واسطے اختصار اور دفع ترجیح بلا مرجح کی ہوتی ہے جیسے نصر الیوم علماء البلد اور ظاہر یہ ہے کہ
 مشائخنا اسی قبیل سے ہے اور اصولین کی مراد یہی ہے کہ جب جمع مضاف باضافت استخراقیہ ہو تو وہ الفاظ
 عموم میں محدود ہونے مطلق جمع مضاف قال و م یہ کہ رد المحتار میں اس قول کی نسبت لفظ لاطلاق
 الاصحاب موجود ہے اور الاصحاب جمع محلی باللام ہے۔ وہ فائدہ استخراق کا دیتی ہے تو ضیح میں لکھا ہے و منها الجمع المحلی
 باللام اذ المکین معہوا **اقول** خود صاحب المحتار نے شرح لباب و رجوشی منہ سے یہ قول جو کہ او ذلک علیہ
 اور شرح مختار سے یہ قول و ترے جو کہ نقل کیا ہے پس اس کے قول لاطلاق الاصحاب میں استخراق کیونکر مراد ہو سکتا
 ہے کیونکہ جمع اصحاب قائل استجاب نہیں ہیں بلکہ بعض جو کہ کی طرف ہیائل ہیں جیسا کہ خود او سبکی
 عبارت سے معلوم ہے اگر یہ اختلاف ہو کہ جب استخراق جمیع اصحاب مراد نہ ہو تو ہم اس کو اکثر اصحاب پر محمول
 کرینگے و ہو مشتبہ باللام تو اس کو یوں رفع کرنا چاہیے کہ جمع محلی باللام جب عمل مراد نہ ہو موضوع ہی واسطے
 استخراق جمیع افراد کے اور اکثر افراد اور اقل افراد اس کے معنی مجازی ہیں اس میں مفید حقیقی نہیں ہو سکتا تو یہ
 مجازات متساویۃ الاقدام میں بغیر قرصہ کے تعین ممکن نہیں اور ما نحن فیہ میں کوئی قرصہ اکثر پر حمل کرنا چاہیے
 موجود نہیں علامہ یہ ہے کہ محلی باللام مفید استخراق اس وقت ہوتی ہے جب عہد میں ہو جیسا کہ عبارت
 توضیح کی مفید ہے اور عبارت رد المحتار میں عہد ممکن ہے بطوریکہ مراد اصحاب قائلین بالاستجاب
 ہوں قطع نظر اسکے کہ اکثر ہوں یا اقل اس عہد کو ہو چکے استخراق پر حمل کرنا خلاف اصول
قال استقامتہ مشائخ حنفیہ لکنہم کہ اگر جملہ ہو تو اختیار ہی چاہیے بقدر ساتھ جمع کر کے اور چاہا نہ نیات
 اور زیارت متفرع ہے استجاب پر کیونکہ اگر زیارت واجب یا سنت ہو کہ ہوتی تو تسویۃ تخییر کے کیا معنی بلکہ چاہیے
 کہ قبلہ بالزیارت حسن ہوتی پس مسئلہ صریح دلالت کرتا ہے اس پر کہ زیارت قبضہ کی نزدیک ہو حنفیہ کے
 مستحب علی الخصوص صحابی عالمگیری اور صاحب تہذیب القدر اور صاحب بیان ربیعہ اور صاحب مختار بعدل
 استجاب کے قول جو کہ قرصہ جو کہ نقل کر کے مسئلہ کہ متفرع ہے استجاب پر بیان کرتے ہیں اقول متفرع ہے
 اس مسئلہ کا اور پر استجاب زیارت کے متفرع ہے بلکہ قول جو کہ یہ مسئلہ ہی مفید ہے اس وجہ کہ زیارت بر تقدیر جو کہ
 واجباً مطلق ہے نہ واجباً مقید ہے اور تخییر میں التطوع والواجب المطلق جائز ہو مثلاً اگر کسی شخص پر چار کھوت

واجب ہو جہند مطلق بخیر مقید بوقت میں اسکو وقت اختیار ہو کہ چاہے نفل ادا کرے یا نہ ادا کرے یا کہ
اگر نہ مقید بوقت ہو سب سے پہلے مطلق ہونے کے لئے علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع رکعات اس صورت میں ہی اسکو
اختیار ہی چاہو اور ہمدان اولاً تطوعات ادا کرے اور چاہے نذر ادا کرے یا نہ ادا کرے اگر نہ مقید بوقت ہو
مثلاً کہ اللہ علی ان صلی علی نبیہ والہ وسلم اربع رکعات اس صورت میں البتہ اسکو تطوع کے مقدم نہ ہوگا
اختیار نہیں ہوتا فوات واجب لازم نہ آوری و برین قیاس بہت مسائل ہیں کما لا یغنی عنہ من جملة تطوع اور
ظاہر ہو کہ زیارت قبر نبوی بر تقدیر وجوب واجب مقید بوقت مضیق نہیں ہو بلکہ عام عمر میں ایک مرتبہ
میرے اسکا ادا کرنا لازم ہو پس اس مرتبہ میں حج تطوع اور زیارت میں غیر مستحب کی نعم الی پر کیا واجب ہو کہ اگر نفل
خیال کیا جائے اس لئے جہد و زحمت کا و نفل الی مستقیم ہو سکتا ہے غایۃ فی الباب یہ کہ بعض فقہاء نے مثل بلادی شامی کو
قول استحباب بخیر فرمایا اس سے نہیں لازم ہو کہ زیارت قبر نبوی نزدیک جہد و زحمت کے مستحق ہو
قال اور صاحب المختار نے جس مقام پر زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کر لینے ذکر کیا
وہاں قول استحباب ہی کو اختیار کیا ہے اور قول خوب و سنت ہو کہ کو غیر معتد بھی کہ راستہ تو عرض کیا
عبارت و سب سے پہلے استحباب یا زیارت قبر صلی اللہ علیہ وسلم للنساء الصبیح نعم بلکہ اگر نہ شہر طہا علی با صرح
بعض العلماء اعلیٰ الامح من مذہبنا و موقوف الکرخی وغیرہ من ان الرخصة فی زیارة القبور ماتیة للرجال
والنساء جميعاً کما لا شکال اعلیٰ غیرہ فلذلک نقول بالاجاب لاطلاق الاجاب انتہی **اقول** استحباب
مندوب کا اطلاق عرف فقہاء و مفسرین میں سنت ہو کہ پر ہی آتا ہے چنانچہ مفتا زانی نے بلوغ میں اور
ملازمہ اور حلی نے حواشی میں اسکی تصریح کی و ان شئت فاجع الیہا پس شامی کا قول سنت ہو کہ کو
غیر معتد سمجھنا کما لہ ثابت ہوا کیونکہ جائز ہو کہ قول اسکا استحباب و قول اسکا بالاجاب ہوں اور
معنی عام کے کہ شامل ہو سنت ہو کہ کو اور مندوب کو اور بر تقدیر تسلیم اس کے کہ استحباب عبارت رد اختیار
محمول ہی مقابل واجب سنت ہو کہ پر اختیار صاحب المختار سے قول استحباب کو اختیار ہو جہد لازم
نہیں **قال** اور جذبات فلوب میں مرقوم ہو صحیح السنن کہ زیارت کن سرور و صاحبہ عجبت بہت مر حال
و نساہ را عموما **اقول** حکم صحت اس عبارت میں خلق ہی نہیں کی ساتھ نہ قول استحباب کے ساتھ **قال**
و جہد دوم وجہ ترجیح سے یہ کہ امام ابو حنیفہ سے ہی بصورت نفل کے حج کے اختیار و نہ ہو نفل ہی پر ہند
میں لکھا ہے **قال** فی شرح للباب قد روی الحسن عن ابی حنیفہ انہ اذا کان فرضاً فالاحسن ان یبدو باج

اپنے قول سے رجوع کیجئے آپ ہم مایلہ بالقلب کے تھے میں اور آپ کی تقریر کو محکوس کے کہتے ہیں کہ سبب دیکھ
امام کے موافق عبارت جذبات قلب کے زبانت قبضہ ہی واجب ٹھہری اور خلاف اس مسئلہ میں صاحبین کا
منقول نہیں ہے تو امام کے قول پر فتویٰ بنا لازم ہو اکیونکہ حسین امام اور صاحبین کا خلاف ہوا تو میں بالحقنا
عبارت درمختار فتویٰ قول امام پر دینا چاہیے پس جس میں اختلاف صاحبین منقول نہیں بالاولیٰ اور میں
امام کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے اور ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے باب پر جمع قول موجب میں ہماری مدد کی
کیونکہ سابقہ کلام ہم میں عبارت فقہار درباب موجب منقول ہوئی نہیں مگر ان میں مصافحہ امام اعظم سے تصریح
وجوب کی تھی اور آپ نے عبارت جذبات قلب کو پیش کر کے ہماری راہ کو موافق فرمایا فجزاکم اللہ جزا خیرا
قال وجہ شکوک قول استحباب کی دلیل قوی ہے کیونکہ دلیل اس کی احادیث صحیحہ میں جو زیارت مطلق قبور پر لگا
کرتی ہیں اور دلیل وجوب حدیث جفائی وغیرہ جسکی موضوعیت کی طرف اکثر محدثین متفقین گئے ہیں اور
فتویٰ اس قول پر چاہیے جو اقویٰ ہو از راہ دلیل کے درمیان میں مرقوم ہو و صحیح فی الحادی القدسی قویہ الدلیل
اقول احادیث کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتی ہیں ان کی کین نفی وجوب بعض افراد کی نہیں
مفہوم ہوتی ہے اور حدیث جفائی کہ بنا تحقیق طائفہ محدثین قابل احتجاج ہے وجوب پر دلالت کرتی ہے پس اغذ
اوسکو ساتھ البقیہ علی النصوص جبکہ روایت وجوب کی امام اعظم سے ہی وارد ہوگئی تھیں شرح منیہ میں ہے لانی
ان یعمل عن الدراۃ اذا واقتہار رواۃ انتہی تاوردعوی کرنا اس امر کا کہ حدیث جفائی کو اکثر محدثین معتبر
نے موضوع کہا ہے بل دلیل پر لازم ہے آپ پر کہ متفقین محدثین کی خبر سے متنبہ نہ ہوئے اور ایک عدد بنامہایں ہیں کہ
منعصر کہیم بعد از ان انہیں سے اکثریوں کی عبارات سے حکم موضوعیت کا سوا نہ کر لے اور مجردیت دلیل قابل استقامت
نہیں لان جبکہ فی الشیء لیمیصر **قال** نتیجہ چارہ قول استحباب بلق بالانس ہے نسبت قول وجوب کہ است
موکہ کہ اور ارفق بالانس لائق فتویٰ کے ہوتا ہے **اقول** مگر روایت یہ کہ ہر ارفق بالانس لائق فتویٰ ہے تو قطعاً
کیونکہ بعض ارفق کی دلیل مستند ہوتی ہے فتویٰ اور کہو نہ کر دی سکتے ہیں اور خود آپ سابقہ احادیث و نقل کر چکے ہیں
کہ فتویٰ قوی مدد رکھ لائق قوی بلایں دینا چاہیے اور یہ سبب موضوع ہوا و ان مواضع سے جہاں آپ کے تلامذہ اربع ہوا و
ازین لازم تاہم کہ بل جماعت میں قول استحباب پر فتویٰ دیا جاوے کیونکہ یہی ارفق بالانس ہے نسبت قول
سنت مولدہ اور وجوب کے لیس کہ مذکور فی البحر الرائق المراجہ عندہا لایستحب الا وجوب فقہ فیہ بلایں مریانہ
منہا انتہی اور ایشال اسکو بہت ہیں کہ ان میں ارفق بالانس فیہا لایستحب الا وجوب فتویٰ بنا و نہ کر کہ جائز ہو اور

منہا انتہی اور ایشال اسکو بہت ہیں کہ ان میں ارفق بالانس فیہا لایستحب الا وجوب فتویٰ بنا و نہ کر کہ جائز ہو اور

اگر مردی کہ بعض موانع میں ارفق بالناس فتویٰ بنا چاہیے پس لیل و نیت ہی کیونکہ شکل اول میں کلیت کرہی
 شرطی و اذا فاق الشوط فاق الشوط قال فی ترجمہ جامعہ جاہر شافعیہ مالکیہ و مبنیہ کاہی یہی قول ہے جس کا کہ
 ارکان الربیع سے ظاہر ہوا و ازہدوی و فاروقانیہ میں لکھتے ہیں الحنفیۃ قالوا ان یاتہ قبر رسول اللہ من
 افضل استجابات بل تقرب من درجۃ الواجبات و لکن لک نص علیہ مالکیہ و الحنابلہ اور اس جملہ کے کتاب الفوائد
 میں لکھا ہے قال الرافعی فی وخر باب الحج وحبس بشر من لم یزرم و ان یدرجہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و آتہ وسلم قال فی الروضۃ استحب الغزالی الضیاء و قال البغوی فی التہذیب فاذا حضر یزمرہ ان یصلی کتبتین او
 ساعۃ و یزور قبر النبی علیہ السلام قال الشیخ محی الدین فی الاذکار اعلم انہ منی کل من حج ان یتوجہ الی زیارۃ قبر
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سواء کان کما طریقہ او لم یکن و قد صرح الشیخ موفق الدین استجاب زیارۃ قبر النبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام و صاحبہ صرح بہ فی کتاب المعنی و الکافی و صرح بہ الخطاب فی کتاب البدایہ لہ فقال وحبس المجاور
 بکملہ و اذا فرغ من الحج استحب لہ زیارۃ قبر النبی علیہ السلام و صاحبہ قول یکلام مخدوش ہے کہ چہ وجہ
 اول یہ کہ ابقامولف نے عبارت ارکان کی بون نقل کی ہے علم ان یاتہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم اتفاق شاخنا الکرام و اتفاق الشافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ و حنبلیہ من اسم الذرات و منبع البرکات
 و فی شرح الحدائق قریبہ عمل لوجب لمن لہ سعة انہی اس عبارت میں اتفاق شافعیہ مالکیہ مقول ہے نہ قول
 جامعہ شافعیہ مالکیہ پس تنادہ مولف اس امر پر کہ قول استجاب قول جامعہ مالکیہ شافعیہ ہر ساتھ اس عبارت کے
 درست نہیں ہے کیونکہ مولف کے کلام میں معلوم ہوتا ہے کہ بعض شافعیہ مالکیہ قول جب کی طرف گئے ہیں اعتبار
 ارکان اتفاق معلوم ہوتا ہے و این ہذا من ان و سر کہ یہ بحر العلوم نقل اس عبارت کے لکھتے ہیں منی من حج
 بعد الفرج من الحج الی المدینۃ لیزور قبر العطفۃ للملاکین من حج و بقاء منی اس سے ظاہر ہے کہ بحر العلوم قائل اس
 میں کہ حج کرے اور زیارت کو نہ جاوے وہ جانی ہو اور خلاف مقصد مولف ہے سو جب یہی مولف اس سے چشم پوشی
 اور یہ اول موضع ہو اور موضع میں نہیں مولف نے فقیر کی تیسری کہ بحر العلوم بعد عبارت منقولہ سے لکھتے ہیں
 ولا یحتاج فی ہذا الکلام الی دلیل لہذا لجد التصدیق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل و من نکرہ ذلکا فقل عن نبی
 و متبعیہ فقد سقہ لکسہ و انکر الواضحات الاسلامیہ و مجرد طریق الوصول الی البرکات الغبطیہ و بالجملة ان الکلام
 کو زیارۃ قبر الرسول من اعظم محامات الطرات و الحق بانہ لا فائدہ فیہا جمل عظیم و حرمان عن غیر عظیم و قول ان
 لا عمل لہ و لا ادب لہ و امثال ہذا الا قائل لا منی بان شیعہ ہا فضلا عن ان یظن بہا و ہذا العلم بالحدیث الصحیح

منی اول حدیث مولوی محمد رفیع صاحب

لا تشد الرجال الا الى ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجدى هذا المسجد الاقصى لعل على غايه اجل مستدل فان الذى لا تشد
 الرجال لصلواتى مسجدى باسوى هذا المساجد انتهى اس سے معام ہوا کہ اعظم المندوبات ہر ادا عظم القربات ہے
 نہ مندوب جو مقابل سنت و واجب ہو کیونکہ انکار ان تہیتہ کا جیسا کہ بعض کتب میں منقول ہے متعلق نفس
 قریب کے ساتھ جو نہ مندوب یعنی اخص کے ساتھ اور دلیل دل سپر یہ ہو کہ بحوالہ علوم اعظم المندوبات جو پر
 اتفاق شافعی مالکیہ نقل کرتے ہیں اور پر ظاہر ہو کہ بعض شافعیہ بعض مالکیہ جو بکی طرف گئے ہیں جیسا کہ
 مولف کو بھی قرار عوا البتہ نفس قریب ہو نیز اتفاق شافعیہ مالکیہ یہ پس لاد ہو کہ اعظم المندوبات سے منہی
 قائم ہے حادین نہ منہی غرض اور یہ دوسرے موضع پر اودن مواضع پر جن میں مولف سے قطع ہو رہی ہو فائدہ
 محضی نہ ہو کہ مشہور ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کفر نفس قریب سے زیارت قبر نبوی کریم لیکن تلافی دیکر اسکا حکم کون ہے بلکہ
 اور کہتے ہیں کہ وہ کفر نفس قریب ہو کی نہیں ہیں بلکہ سکر قریب ہوئے سفر کے واسطے زیارت کے حدیث
 نہیں شدہ حاکم کے ہیں اور اس مسئلہ میں دو کتب بعض علماء شافعیہ ہی ہوا انہی سے جو گئے ہیں اگرچہ جمہور محققین
 اس میں ہمساکو نہ کرتے ہیں چوتھی یہ کہ استہدام و مولف کا عبارت ہے کہ مولف سے اس واسطے کہ سہولت ہو مالکیہ
 اور حنبلیہ اور حنفیہ طرف قول قریب جو بکونستہ کیا ہو اور قریب جو بکونستہ جو بکونستہ جو بکونستہ جو بکونستہ
 جماعہ مالکیہ حنبلیہ اس عبارت کے کماں ثانی ہے چوتھی یہ کہ عبارت رافعی اور نووی اور خطاب سے تعجب ہو زیارت کے بعد حج کر
 ثابہ ہوتا ہو اور یہ مسئلہ طوسی مختلف فیہا ہو کہ تعجب نفس زیارت پس استہدام ان عبارات بھی سنت نہیں کہ
 چوتھی یہ کہ عبارت نووی میں جو لفظ یعنی و افعی و بعض استجاب میں نہیں ہو کیونکہ اگر فدا میں یعنی کا استعمال
 و جب میں آتا ہو جیسا کہ روایات میں کتاب البہاؤین ہی المشہور عن الشاخرین استعمال میں یعنی منہدب و ثانی
 معنی بیکرہ تنہد یا دان کن فی عرفہ لنقد میں احتمال فی اہم من لک ہو فی القرآن کثر لقولہ تعالیٰ ما کان منشی لسا
 ان نخد من و نلک من اولیا و قل فی الصباح یوتی ان یكون کذا معناه عجب او عجب عجب با فیم من الطلب یعنی
 قال ششم یہ کہ کتب علماء میں استجاب پر اجماع منقول ہو شامی میں منہدب کی تحت میں مرقوم ہو ای
 باجماع المسلمین ما فی البہاؤین جذب القلوب میں کہا ہو زیارت حضرت سید المرسلین باجماع علماء دین لا یفلا بفضل سنن ہا کہ
 مستحبات انتی اور سنن الہدیٰ میں کہا ہو علم ان زیارۃ النبی العزیز العزیز المکی صلی اللہ علیہ وسلم سنتہ من سنن المسلمین علیہ
 ہیں علماء الدین و شفا فاضل ہا میں ہو زیارۃ قبر علیہ السلام من سنن المسلمین مرجع علیہا فضیلہ عن عبد بنیہ اوفی
 یہ چند روایات جو چند وجہ اول نقل اجماع کے استجاب پر نقل ہیں مقبول نہیں بلکہ بعض مالکیہ نقل فاضل وجہ ہیں حنفیہ میں

مستحب و عدم تعظیم موزی تعظیم

صحیح میں انظر الی قال ولا تنظر الی من قال و سرشت کے یہ کہ جب کتاب میں استحباب ندب پر اجماع
 منقول ہو اس سے مراد ہاں ندب بالمعنی العام یعنی کبھی قربت مطلقہ نہ بمعنی ندب مقابل وجوب
 و سنت بدیل اسکے کہ ناقلین اجماع خود ہی قول وجوب کو بھی نقل کر لے ہیں چنانچہ صاحب جناب القلوب
 نے اجماع اور افضل سننے اور اذکار استحبات ہونے کی نقل کی اور یہ قول فریب جب کو بھی نقل کیا ہے کامر
 سابقاً قیصر کے یہ کہ مراد سنت سے جو عبارت سنن الہدی اور شفا میں واقع ہے معنی لغوی ہی یعنی طریقہ
 بقریۃ لفظ سنن المسلمین کے مستحب و اطلاق سنت کا اس معنی پر شائع و ذائع ہے چنانچہ ملا یعقوب نے
 سیاح علی مفاتیح الجنان شرح شریعۃ الاسلام میں لکھتے ہیں علم ان المصنف مذکر السنۃ تارخ حیث یقول السنۃ
 کما لا یمکن اللفظی السنۃ او نحو ذلک یہاں سنۃ سیلہ المسلمین صلی اللہ علیہ علیہ وسلم تارخ اخری ذکر و یہاں
 سنۃ اہل السنۃ و الجماعۃ تارخ ذکر و یہاں سنۃ السلف القضاہین تارخ ذکر و یہاں سنۃ اہل الکمال
 و دین المسلمین غیر ذلک فہذا السنۃ بمعنی الطریقۃ تھی جو سنۃ کے کہ سنن الہدی میں جو عبارت منقولہ و لکھا
 ہے و قال الکرامی من صحابنا الخفیۃ انما سند و تہذیب الی الوجوب فی حق من کان سنیۃ علی بدیل علیہ الاحادیث
 انتہی بعد اسکے ابو عمرو سے اور ابن حجر سے ہی قول وجوب کو نقل کیا چنانچہ عبارت اوسکی تمامہ کلام مبرم میں
 مرقوم ہے اس عبارت میں جملہ علی بدیل علیہ الاحادیث سے ظاہر ہے کہ صاحب بن الہدی بھی اہل الی الوجوب ہے
 اور مراد سنت کے اس کے عبارت سابقہ میں طریقہ نہ مندوب مصطلح اور چونکہ یہ عبارت مخالف مسلک اہل
 تھی اسوجہ سے عبارت اولی پر وہ نہیں نوکثفا کر کیا یہ تفسیری جگہ ہے اور ان جگہوں میں جہاں مولف نے
 قطع و برید فرمائی قال جاننا چاہے کہ سنت کا اطلاق جو ان عبارت میں زیادت پر کیا گیا وہ منافی
 استحباب نہیں ہے کہ چونکہ سنت کا اطلاق مستحب پر آتا ہے و الحنا میں باب العیدین میں مرقوم ہے قال لوط القند
 و حاصلہ تجوز اطلاق الیہ مستحب علی السنۃ و مکلفہ تھی ماقول سنت ان دنوں عبارتوں میں محمول ہے اور یہ
 طریقہ متعارفہ کے نہ اور یہ مستحب کے کما مر علاوہ یہ ہے کہ سنت کا اطلاق وجوب پر بھی آتا ہے زائد ہی معنی شرح مختصر
 قدوری میں تحت قول قدوری الجماعۃ سنت کو کہہ سکتے ہیں لہذا صاحبنا فقہ اختلاف لکروایات منہم نقل انہما
 واجتہدوا سنۃ کو کہتے غایتاً لکھتے قلت الظاہ نعم ارادوا بال تاکید الوجوب انتہی اور بحرائق میں نیز ذکر
 صاحب البدائع و غیر ان القائل منہ ان الجماعۃ سنۃ مکلفہ تفسیر مخالفی الحقیقۃ بل فی العبارة لان السنۃ المکلفۃ
 و الوجوب سوا حصصہا کان من اشعار الاسلام تھی اور بعد الاشراف شرح فقہاء میں باب العیدین میں مذکور

مرقوم ہے کہ سنۃ کو کہتے غایتاً لکھتے قلت الظاہ نعم ارادوا بال تاکید الوجوب انتہی اور بحرائق میں نیز ذکر

مصنف و شرطها شرط الجمع و جوابا و ادوار و لکھتے ہیں فادھہ العبارة ان الملوۃ العید واجبہ و ہوا تہ عن
 ابی حنیفہ و ہوا لاصح قول انہا سنتہ عن علی بن النعمان محمد قال عیدان جمعہ فی یوم واحد فالاول سنتہ والثانی
 فریضۃ فاجیب بان محمد انما سماہا سنتہ لان جوابہا بالسنتہ انتہی لکن فی المملاتہ و نحوہا لا و اگر قطر و سبع کتب
 فقہائین باب الاذان اور باب الجماعۃ کو ملاحظہ کیجیے گا صاف واضح ہوگا کہ اطلاق سنت کا وجوب پر عرف فقہاء
 میں شائع ہے پس لفظ سنت کا جو عبارت میں المملی و شغائیر اقویٰ اگر اس معنی پر محمول ہو کہ جو نقصان نہیں
 ہو اور حمل کرنا اسکا محتجب پر فطانت سوق عبارت ہوگا کہ لایحیی علی من لادتی تدبر قال اگر کما جواسے
 کہ جیسا اطلاق سنت کا محتجب پر آیا ہو و لیس ابی طلاق محتجب کا سنت پر ہی آیا ہو پس جن عبارت میں لفظ
 احتجاب ہو اسکو سنت ہو کہہ سکیں جن میں محمول کیا جائے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قول بالسنتہ الملوکہ صراحت
 کسی منقول نہیں ہے جیسا کہ ابی سکا حال تکشف ہوتا ہے بخلاف قول احتجاب کے اقول انکار نصیر صحت
 ہو کہہ کا کلیۃ غلط اسوسطے کہ بعض نے تصریح سنت ہو کہہ ہو کی کہی ہے مجملہ ذکر نجم الدین جنبل ہیں کہ جبکا
 ترجمہ سیدوطی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر القاهرہ میں لکھتے ہیں نجم الدین ابو عبد اللہ محمد بن حمدان الحنفی
 العلانی الکبیر شیخ الفقہاء مصنف الرعاۃ الکبریٰ انتہت لہ فی حوزۃ المذہبات بالقاهرہ فی صفر سنۃ ۳۸۳
 و ستائہ انتہی حیاتہ فی الدین مکی شفاء الاستقام کے باب ۱۲ میں لکھتے ہیں قال نجم الدین الحلی العبد الکریم یسین ابن یحییٰ
 من سکنۃ یازہ قمر الدینی صلی اللہ علیہ وسلم و قبر صاحبہ لہ ذلک بعد فراغ حجبہ ان شاذل فراغ انتہی و مجملہ فقر الیہ
 القاضی جمال الدین بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن سیدوطی نے سنۃ ثلاث و عشرين ثمان مائۃ لکھی ہے غیاث محمد بن عبد الباقی زرقا
 شرح ملوایہ لدینیہ بن محمد کرکرتے ہیں قد صرح جمال الانصاری فی شرح الرسالة بانہا سنتہ و کذا قال اگر کوئی شبہ ہو کہ
 اجماع کیونکر ہو سکتا ہو حالانکہ بعض واجب و بعض سنت ہو کہہ کہتے ہیں تو دفع اسکا اسطو یہ کہ سنت ہو کہہ نہ تو
 کسی منقول نہیں ہے یا ان بعض مالکیہ جو قول اوجوب منقول ہے اسکی دلیل و سر مالکیہ نے ساتھ سنت ہو کہہ
 کہی ہے جیسا کہ ابن حجر مکی جہنمی و منظوم میں لکھتے ہیں قال بعض المالکیۃ واجبہ و قائل غیر منہم فی البین
 او واجبہ انتہی اور قریب بواجب جو لوگوں نے لکھا ہے وہ بھی کہ نص سنت ہو کہہ پر نہیں بلکہ قریب جبکا
 حمل محتجب پر ہی ہو سکتا ہے البتہ وجوب بعض مالکیہ یعنی ابو عمران کی منقول ہے اور ظاہر اسعلوم ہوتا ہے کہ او
 لوگ جو وجوب کے طرف گئے ہیں بتقلید ابو عمران کی گئی ہیں لیکن یہ قول افع اجماع نہیں ہو سکتا کہند
 وجہ اقول اس کلام میں چند مناقشات ہیں اول یہ کہ انکار تصریح سنیت قلت متبع نے افع ہے

کیونکہ سابقہ لفظ چکا کہ نجم الدین اور جمال الدین نے تصریح سنت ہونے کی ہے دوسرے
 یہ کہ ابن حجر کی تصنیف کا نام درمنظوم ہے نہ درمنظوم تفسیر ہے یہ کہ محل کرنا قریب واجب
 مستحب پر بعد عن الغم ہو بلکہ قریب واجب حکم واجب میں ہو کما غیر مرہوتہ ہے یہ کہ ابو عمران
 کے جو لوگ سابقین وہ ہی قائل وجوب کے ہیں مثلاً امام ابو حنیفہ عیسا کہ عبارت جذب القلوب سے ظاہر ہو
قال اولیٰ کہ محتسب ہے کہ یہ قول باطل ہو جیسا کہ قاضی عیاض نے ابی عمر کو قول میں باطل کی ہے صحیحاً چنانچہ
 عیاض میں مرقوم ہے قال ابو عمرو واما کہ مالکان یقال طواف الزیارة وزیرنا قبر العینی علیہ السلام لا یصح
 الناس کبائیم بعضہم لبعض وکہہ تسبیح النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مع الناس یہذا اللفظ فیضا قال
 الزیارة مباحہ بین الناس وجب شد الرجال الی قبر علی لد علیہ علی الہ وسلم یرید بالوجوب مہنا وجوب
 مذہب و ترغیب تاکید اور جیسا کہ صاحب کتابی فاخرہ نے عمر شفی کے قول میں تاویل کی ہے عبارت اسکی یہ
 یستحب الزیارة فی کل سبع وافی رسالہ عمر السنائی بہ جب الزیارة علی المؤمنین فی کل سبع فالمراد بالحق الثابت
لا الوجوب اقول بالفعل جہت پیش نظر ہو تو میں لفظ وجوب سنن میں نہ وجوب مذہب اور اگر کسی باب
 تاویل مفتوح کیا جائے تو جو حکم ہو گا کہ جن عبارت میں اور کلام مستحبات واقع ہو اس سے مراد بھی جب ہو کیونکہ
 مستحب کا اطلاق مطلق قبرت پر بھی ہو اور اور کلام القربات واجب اور فرض پر نہیں باریت قبر نبوی بنا
 رکے جمیع صحابہ انداز ہے وجہ ہو جائیگی اور نہ وجوب کو نہایت قوت پر جملے کی **قال** وہم خلاف
 جیہا نفع جماع ہے وہ وہ ہے کہ جو عصر انعقاد جماع میں ہوا اور یا محل نزاع میں منوع ہو **اقول** یہاں جماع مطلق
 میں شرط ہو اور اس مسئلہ میں جو رجحان اور جذبات قلوب و سنن المدی سے جماع نقل کیا گیا ہے وہ
 جماع جملہ اہل اسلام و اہل علم ہے نہ جماع اصطلاحی جو کتاب اصول میں مذکور ہو اور اس جماع میں ایک شخص
 مسئلہ عالم کا انکار بھی مطلق جماع ہو گا علاوہ یہ کہ اس مسئلہ میں بعض مہم دین مثل امام ابو حنیفہ کے
 باقتضا کلمات اجاب تسلوب میرتب جب کا محض جب ہو حکم دیا پس جماع استحباب پر کیا مان لےئے ہو
 اور اگر کہے کہ جماع استحباب سے قبل عصر امام عظیم کے منع ہو گیا تو اسکو ثابت کیجیے **قال** ستون خلاف ان
 نوگوں کا مانع ہو کہ بخلاف یا ذاق کا جماع میں اعتبار ہو اور مخالفین استحباب کا اؤسن ہو ہونا غیر مسلم
 ہو **اقول** یہی شرط جماع اصطلاحی سے ہے نہ جماع متنازع کی شرائط کیونکہ جماع لغت بمعنی غم و اتفاق
 ہے جو اور اصطلاح عبارت اتفاق مجملہ متدین ایک مانے ہو اور ایک حکم شرعی کے اور یہی جماع مجتہدین

علم اصول میں ہر اور شرط بشرطی اور شرط مذکور اسی جماع کی ہر خیانت کو کتب اصول میں صریح ہر
 اور انھن فیہ میں صاحب التمسار نے جماع مسلمین نقل کیا اور صاحب جذب اور سنن الہدی نے
 جماع علماء میں نقل کیا اور کسی نے جماع مجتہدین کا اطلاق نہیں کیا پس خلاف ایک کم کا بھی اس
 جماع کو باطل کر دیا بلکہ خلاف ایک عامی جاہل کا بھی منافی جماع مسلمین ہو گا تو لانا ولی الیہ لکنہی
 شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں لا یجوز علی التبرہ ان الجماع الذی ہو اصداد لہ الاحکام لا یتحقق الا بالنفاذ
 المجتہدین فان قول العامی لا مدخل لہ فی ثبوت حکم اصلا واما ان یرید الیم کل الجماع علی اہمات الشرائع
 كالصوم والصلوة والزکوة والحج وغیر ذلک فلا شبهة لہ لا یجوز ان المجتہدین انتہی اور عبد الغفر بن نجاری نے
 شرح منتخب حسامی میں لکھتے ہیں من لیس من ہل الراعی الاجتہاد من العامی لہ حکم العوام حتی لا یعتد بخلافہ کلام
 الذی لا یعرف الماعلم الکلام المفسر الذی لا علم لہ بطریق الاجتہاد والحجرات الذی لا بصیرۃ لہ فی وجوہ الرئی
 وطرق المقائیس والنحو الذی لا معرفۃ لہ بالادلۃ الشرعیۃ فی الاحکام واما لا یحتاج فیہ الی الراعی لیشیرک
 فی ذکر الخواص العوام کالصلوات الخمس وجوب الصوم والزکوة ونحوہا فیشرط فی النفاذ والجماع فیہ اتفاق کل
 من الخواص العوام حتی لو فرض خلاف بعض العوام فیہ لا ینفقد بالجماع انتہی قال اگر کہا جاوے کہ جس میں
 جماع منقول ہر مراد اس سے عام ہو جو تحت سنت موکدہ وہ جب کو شامل ہو تو اس کا جواب دو وجہ ہے
 اول یہ کہ تاویل محض لغوی کیونکہ مقصود اس مقام پر بیان حکم شرعی ہر اور حکم شرعی استحباب خاص ہی نہیں
 مصطلح نہ عام دوئم قولان الوجوب میں جس کی دلیل ضعیفہ ہو اور علمائے اربعین تاویل کی ہر تاویل کرنا اور
 قولان الاستحباب میں جس کی دلیل قوی ہو اور کسی نے اربعین تاویل میں کی تاویل کرنا محض ترجیح بلا مرجح ہے
 اقول جو لوگ کہ استحباب پر جماع نقل کرتے ہیں ہی قول ہو جو کہ ہی نقل کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر
 ہو کہ مراد استحباب انہوں نے عام مراد لیا کیونکہ درمیان ذکر جماع جمیع مسلمین یا جمیع علماء دین کے اور استحباب خاص
 کو اور درمیان کر قول جو کہ متانی واضح ہر اہم کمین لہولہ الکبار اولی الایہی والابصار العلم ہذا الذی فی
 الواضح والناقض اللامح اور آپ نے جو دو وجہ جواب میں ذکر کیں ان میں سے وجہ اول مثل ہر بار مشورہ کے ہے
 اس واسطے کہ جب طرح استحباب خاص حکم شرعی ہو اس طرح اثبات قربت ہی حکم شرعی ہو جموعی شایہ اشباہ میں لکھتے ہیں
 ذکر شیخ الاسلام زکریا ان اطاعت فعل ما یثاب علیہ وقف علی نہاد الامر وامن لعلہ للجلہ اولوالاقریبہ فاما ما یثاب
 علیہ بعد معرفۃ من یقر بالیہ ان لم یقر فیہ فہو امرہ والنباتہ ما یثاب علی فواء وتوقف علی نہ فواء الصلوٰۃ خمس

والصوم والحج من كل ما يتوقف على النية قربة وطاعة وعبادة وقراءة القرآن الوقف العشق والصدقة ونحوها
 مما لا يتوقف على نية قربة وطاعة ليست بعبادة والنظر الموردي الى معرفة الله تعالى طاعة لا قربة ولا عبادة
 امتی وقواعد مذہبنا لا باہ امتی اگر یہ شک واقع ہو کہ مذہب ہونا زیارت نبوی کا بالمذہب النعم امرطہ ہر
 اوسکو کر کے کی ورا و سپر جماع نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی تو جواب وسکا یہ ہے کہ چونکہ بعض سے انکار
 اسکی قریب ہونے کا منقول ہے سو جو بعض فقہاء نے اسکی بیان کرنے کو مستحکم کہا اور آپ کے دوسرے وجہ کا جواب ہے
 کہ بابت دلیل با ضرورت کو مسدود کرنا ضروری و نہ جسکو جس مسئلہ کی دلیل نہ ملے گی یا ضعیف معلوم ہوگی
 اوسکی تاویل کر لیگا اور انظام شریعت نہ وبالہ ہی جائیگا قال اگر کسی کو غلبان ہو کہ ثبوت جماع موقوف نہ
 متصل ہے تو جواب وسکا یہ ہے کہ یہاں جماع بابت غیرہ نقل کیا ہے اگر تمہاری نزدیکہ معتبرین تو یہی کافی ہے
 اور اگر نہیں تو بعضی عبارات تائید و جو کے لیے نقل کی گئی ہیں انکو قائل استجاب ہی تسلیم نہیں کر سکتا
 اقوال فقیر اب مناظرہ سے خارج ہے بلکہ فرع مکابہ و مجاہدہ ہے کیونکہ محیب کو معتض سے یہ کہنا کہ اگر رقم
 ہمارے قریب نقل کو مسلم نہ کر دو گے ہم ہی تمہارے قول نقل کو نہ مانیں گے موافق علم مناظرہ کے جائز نہیں
 کتبہ نظرہ کو ملاحظہ فرمائیے بعد اوسکی میدان مناظرہ میں آئیے اور بابت غیرہ اگرچہ خصم کے نزدیک مقبول ہیں
 لیکن انرا جماع اسکا محمول ہے اور مطلق نہ کہ بالقرآن والحدیث کہ اسے غیرہ علاوہ یہ ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہو
 یہ نہیں لادہ کہ جو کہ یہ زمین و قوم ہو اگرچہ خلاف اتفاق ہے مقبول ہو جاوے اور عبارات تائید و جواب کی
 تسلیم کیونکہ ہم کو گناہ اسوبہ ہے کہ خود آپ ائمہ کے قائل ہیں کہ بعضوں کو نزدیکہ زیارت واجب ہے قال
 حال سنت ہو کہ وہ ہونیکا قطع نظر اس کے کہ کسی نے منقول نہیں ہے فی نفسہ بعض اصل ہے کیونکہ اکثر فقہاء کے
 نزدیک سنت ہو کہ وہ ہیں موافقت نبویہ شرط ہے اور اسکا فقدان محل نزاع میں بدیہی ہے اور موافق بعض کتب کے
 موافقت خلفا راشدین سے بھی سنت ہو کہ وہ ہوجاتی ہے لیکن اسکا تحقق میں مقام پر حیرت میں ہے قول
 یہ تمام حاقب سے ساتھ چند وجوہ کہ اول یہ کہ قبل سنت ہو کہ وہ کا یہی منقول ہے کہ ما غیرہ قرہ پس لب کلی اس
 بار میں خطا ہے وہ سہ سے یہ کہ اصل ہونا اس کا غلط ہے بلکہ اصل اسکی اثر ابن عمر سے ثابت ہے کہ اسکا
 اور اصل منقول مقابلہ منقول کا نہیں کر سکتے پیشتر یہ کہ انتساب اس امر کا کہ سنت ہو کہ وہ میں مطوہت
 نبویہ شرط ہے طرف اکثر فقہاء کے مطالب نقل عبارات ہے یک جم غفیر فقہاء کا مثل عینی ابن ہمام و غیرہ
 بخاری حسب کشف الاسرار و ابن ہلال ابیہ و لا خسر و صاحب نہ و صاحب ابیہ غیرہ سنت ہو کہ وہ کو عام

مواظبت بنویسند که این در مواظبت خلفا و کور و فعل سنت موکده کرتے ہیں چنانچہ عبارت ان سبکی
 تحفۃ الاخیر فی حیات سید الاربابین قول ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ مواظبت خلفا و صفائے کلمہ
 سے ثابت نہیں ہوتی ہے لیکن معاینہ چند احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر نبوی زماۃ خلفا و اشراف
 میں شامل تھی مولوی عبد الباقی بن عمر نے کہا ان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتى القبر
 المقدس فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا عیسیٰ بن ماریہ السلام علیک یا زکریا
 شرح مولوی عبد الباقی بن عمر نے کہا ان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتى القبر المقدس فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا عیسیٰ بن ماریہ السلام علیک یا زکریا
 السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی طالب السلام علی اہل البیت السلام علی اہل اللہ
 سن بالمرہ فحاشا من نفع تارة عن حاله اذا قدم من سفر فارة عن حاله بدون سفر انتی اور شفاء و الاستقام
 زیارۃ خیر الانام میں باب ثالث میں ہے من سافر فی زیارۃ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم عند بلال بن رباح
 سوزن سوال اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم سافر من الشام الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ روینا ذلک باسناد جید
 ومن کره الحافظ ابو القاسم من حسا کرد و ذکرہ الحافظ ابو محمد عبد الغنی المقدسی فی الکمال فی ترجمۃ بلال
 فقال لم یؤذن لاحد بعد النبی علیہ السلام فی راوی الامرۃ واحدة فی قدیمۃ قدمنا الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ
 قبل ان یؤذن لابی بکر فی خلافتہ ومن کثر ذلک الحافظ ابو الحجاج المقرئ القاهہ الصدوق و ہما ناوا و ہما سناد
 ابن کثیر فی ذلک بنابا عبد المؤمن بن خلف و علی بن محمد بن ہارون قالوا اخبرنا القاضي ابو نصر محمد بن ہبۃ الدین
 محمد الشیرازی ذنا خبرنا ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ الدین کہ التبعی قرأ علیہ انا سمع قال اخبرنا ابو القاسم علی بن الحسن
 قال اخبرنا ابو سعد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عبد الرحمن قال
 اخبرنا ابو اسحق بن براہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء عن محمد بن سلیمان عن ابيہ سلیمان عن
 ام الدرداء عن ابی الدرداء قال لما نفع عن الخطیبت المقدس الی بلال ان یقرء بالشام ففعل ذلک ثم ان بلال را
 فی منامہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام و هو یقول لہ ما ذہ بحفوة یا بلال اما ان لک ان ترونی یا بلال فاق
 حزینا و جانا انا و کانت حالہ و قصہ المدینۃ فاتی قبر النبی علیہ السلام ففعل من سبکی عنہ و یسرع و ھبۃ علیہ قال
 الحسن بن الحسن فی الضمیر القلیبما تھا لایا بلال انما شتی ان اسمع ذلک ففعل فلما سمع السجود فوقف
 موقفہ الذی کان یقف فیہ فلما اقبل اللہ الیہ لکبر لکبر تجتہد لہ نیتہ فلما ان قال اشھدان لا الہ الا
 ارادت علیہما فلما ان قال اشھدان محمد رسول اللہ خرجت علی القوم من خدوہ من و قالوا البعث و

در مواظبت بنویسند کہ این در مواظبت خلفا و کور و فعل سنت موکده کرتے ہیں چنانچہ عبارت ان سبکی
 تحفۃ الاخیر فی حیات سید الاربابین قول ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ مواظبت خلفا و صفائے کلمہ
 سے ثابت نہیں ہوتی ہے لیکن معاینہ چند احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبر نبوی زماۃ خلفا و اشراف
 میں شامل تھی مولوی عبد الباقی بن عمر نے کہا ان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتى القبر
 المقدس فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا عیسیٰ بن ماریہ السلام علیک یا زکریا
 شرح مولوی عبد الباقی بن عمر نے کہا ان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتى القبر المقدس فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا عیسیٰ بن ماریہ السلام علیک یا زکریا
 السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی طالب السلام علی اہل البیت السلام علی اہل اللہ
 سن بالمرہ فحاشا من نفع تارة عن حاله اذا قدم من سفر فارة عن حاله بدون سفر انتی اور شفاء و الاستقام
 زیارۃ خیر الانام میں باب ثالث میں ہے من سافر فی زیارۃ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم عند بلال بن رباح
 سوزن سوال اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم سافر من الشام الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ روینا ذلک باسناد جید
 ومن کره الحافظ ابو القاسم من حسا کرد و ذکرہ الحافظ ابو محمد عبد الغنی المقدسی فی الکمال فی ترجمۃ بلال
 فقال لم یؤذن لاحد بعد النبی علیہ السلام فی راوی الامرۃ واحدة فی قدیمۃ قدمنا الی المدینۃ لزیارۃ قبرہ
 قبل ان یؤذن لابی بکر فی خلافتہ ومن کثر ذلک الحافظ ابو الحجاج المقرئ القاهہ الصدوق و ہما ناوا و ہما سناد
 ابن کثیر فی ذلک بنابا عبد المؤمن بن خلف و علی بن محمد بن ہارون قالوا اخبرنا القاضي ابو نصر محمد بن ہبۃ الدین
 محمد الشیرازی ذنا خبرنا ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ الدین کہ التبعی قرأ علیہ انا سمع قال اخبرنا ابو القاسم علی بن الحسن
 قال اخبرنا ابو سعد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عبد الرحمن قال اخبرنا ابو احمد محمد بن عبد الرحمن قال
 اخبرنا ابو اسحق بن براہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدرداء عن محمد بن سلیمان عن ابيہ سلیمان عن
 ام الدرداء عن ابی الدرداء قال لما نفع عن الخطیبت المقدس الی بلال ان یقرء بالشام ففعل ذلک ثم ان بلال را
 فی منامہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام و هو یقول لہ ما ذہ بحفوة یا بلال اما ان لک ان ترونی یا بلال فاق
 حزینا و جانا انا و کانت حالہ و قصہ المدینۃ فاتی قبر النبی علیہ السلام ففعل من سبکی عنہ و یسرع و ھبۃ علیہ قال
 الحسن بن الحسن فی الضمیر القلیبما تھا لایا بلال انما شتی ان اسمع ذلک ففعل فلما سمع السجود فوقف
 موقفہ الذی کان یقف فیہ فلما اقبل اللہ الیہ لکبر لکبر تجتہد لہ نیتہ فلما ان قال اشھدان لا الہ الا
 ارادت علیہما فلما ان قال اشھدان محمد رسول اللہ خرجت علی القوم من خدوہ من و قالوا البعث و

عليه الصلوة والسلام فمات في يوم الاثنين بالمدنية ابن مروت رسول الله من ذلك اليوم
كما ذكره ابن عسكروني في ترجمته بالانتمى آو ربي شفاء الاسقام من يرد قد استفاض عن عمرو بن عبد الله
انه كان سيد البرية من الشام يقول سلمى على رسول الله عليه الصلوة والسلام ممن كره ذلك ابن الجوزي نقلته
من خطه في كتاب غير الغرر الساكن الى زيارة اشرف الاماكن ذكره ايضا الامام ابو بكر احمد بن عمرو بن ابي عامر
ووفاته سنة سبع وثلاثين مائتين في مناسك لطيفة حردا من اللسان بلقر ما فيها الثبوت فسفر بالمال في
زمن عهد الصبيته ورسول عمر بن عبد العزيز في زمن عهد التابعين من الشام الى المدينة لم يكن للزيارة
والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم ولم يكن الباعث على السفر غير ذلك من امر الدنيا ولا من امر الدين
لا من قصد السجود ولا من غيره انتهى آو ربي شفاء الاسقام من يرد في فتوح الشام انما كان ابو عبد الله
نازلا ببیت المقدس رسل كتابا الى عمر ميسرة بن شريك تدعيه الحضور فلما قدم ميسرة بن ميسرة رسول
صلى الله عليه وسلم فطمع اليلا و دخل المسجد وسلم على قبر رسول الله وعلى قبر ابي بكر الصديق رضي
ايضا ان عمر لما صالح اهل بيت المقدس وقدم عليه لعب لاحبارهم و فرج عمر اسلامه قال عمر بن الخطاب
ان تسيروا الى المدينة وتروا قبر النبي عليه السلام تفتح زيارته فقال لغم يا امير المؤمنين انا افضل من ذلك لما
قدم عمر المدينة اول ما بدا المسجد وسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى آو ربي شفاء الاسقام كروا
سابع من يرد في قدوى الواسع يحيى بن الحسن بن جعفر بن عبد الله الحسيني في كتاب اخبار المدينة قال صنعني عمر
خالد حدثنا يونس بن يحيى عن ابي بن زيد عن عبد المطالب بن عبد الله بن خطيب قال قيل مروان
فاذا رجع من قبر فاضد مروان برقبته وقال اهل تدرى ما صنعت فاهل عليه قال نعم في طمات الحجر ولم
الدين انما جئت رسول الله عليه الصلوة والسلام لالتبكو على الدين اذ اوليه الهة لكن اباو اعاليه اوليه
غيره ذلك الرجل ابو ايوب الانصاري قلت يونس ومن فوقه ثقات وعمر بن خالد لم يعرفه انتهى آو ربي شفاء الاسقام
سجدي صاحب مقام حسنة اتيها الاكباد و ابراج فقد الاولاد كى باشا ثمين تحريره كى من قالت
فاطمة بنت ابي النبي صلى الله عليه وسلم وقد انشدت قصيدة من تراب قبره فوضعت على عينيها و بكيت
والناس يقول ما هذا على من غير مرتبة الحمد ان لا يسم بدعى الزمان غواليها صبغت على مصائب لوانها
صبغت على الامم صرنا ليا ليا يا انتمى آو ربي شفاء الاسقام من يرد في فتوح الشام انما كان ابو عبد الله
كلمته بين يدي عبد الزقاق ما بساويح ان ابن عمر كرايا و اقام من سفر اتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم

فقال السلام عليك يا رسول الله في السوطا من اي يسمي ان ابن عمر كان يفتي على قبر النبي صلى الله عليه وسلم
 انه وسلم فسلم على علي بن ابي بكر وعمر بن الخطاب رضي الله عنهما حين كانا في بيته فبسطا يديهما في القبر
 فقال علي بن ابي بكر لعمر بن الخطاب قال حدثنا ابن عمر قال قال علي بن ابي بكر قال قال علي بن ابي بكر
 مروان بن ابي فوجد رجلا واضعا وجهه على القبر فاذن مروان برقبته ثم قال بل تدرى ما تصنع فاقبل عليه
 قال نعم اني لم ات الحج انما جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم لاسئله ان يقول لا تبكوا على الدين ذاوليه ابله ولكن ابكوا
 على الدين اذا وافقتموني اور منظم بين اي الحديث اخبره احمد والطبراني والنسائي فيه من ضعف
 النسائي كمن اخبره اخرون انتهى مخفي في ذلك بعض قاصدين من حديثه وادريث قصه بلال وقصه زيارت
 حضرت فاطمة رضي الله عنها في قبرها ان كعب بن مالك اخبره ان رجلا من بني النضير كان ياتي قبر فاطمة رضي الله عنها
 اوليا واليه كعب سائده ورسول الله صلى الله عليه وسلم سائده وادريثه سائدا وادريثه سائدا وادريثه سائدا وادريثه سائدا
 صادره يروي اليه في صورته بين فاعل ان امور كما مفهومة من جواز ان امور كالحالت اختيار بين
 ثابت هو تابع اور سائده اسطه اور صحابه في السيل مور وذي من بين بلال حضرت انس وغيره في مروي هو اور في
 حنفية سائده مالكية وجعلية تخرج كرت بين كس اسطه كس امور بدعت وكرهه بين كس قبر كس سائده فم
 قبر رسول هو ياقبر في هو ياقبر رشد هو ياقبر الدين هو كرت كرت نيا في تفصيل اسكي منظم وغيره بين
 هو اور في فار الفوار بين هو قال الحافظ ابو عبد الله محمد بن موسى بن النعمان في كتابه مصالح الطلام
 الحافظ ابو سعيد السعدي ذكر في ماريه عنة عن علي بن ابي طالب قال قدم علينا اعرابي يروي قضا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثه ايام فم في نفسه على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم من تراه على رسا قال رسول
 قلت سمعتا قولا في حديث عن انس بن مالك كان في القبر انك لو انتم اذ علموا انفسهم حاوكم يستغفروا
 الاثمة في ظلمت فاسمى جنتك تغفر في فنودي من القبر انه قد غفر لك تهى اور في فار الفوار بين هو قال يحيى
 في كتابه اخبار المدينة له حديثا مارون بن موسى قال سمعت جدي علقمة يسأل كيف كان الناس يسألون
 علي بن ابي طالب صلى الله عليه وسلم قبل ان يدخل البيت في المسجد قال كان يقف الناس على باب البيت
 يسألون عليه كان الباب ليس عليه غلق حتى يملك عاتقة انتهى ان اخبار وحكايات زيارت كرتا
 حضرت ابن عمر كبريات كرتا اور عكر اور فاطمة اور ابو ايوب انصاري وبلال رضي الله عنهم كا اور صحابه
 عظام كا زمانه وخطاب راشدين بين اور بعد اسكي ثابت هو اور اجتماع ان سب اخبار سوي اخبار ديكر

کہ وفاء و الوفاء وغیرہ میں مبسوط ہیں یہ مظاہر ہوتا ہے کہ زیارت قبر نبوی ماذہ صحابہ خلفاء وغیرہ خلفائین
 اور زمانہ تابعین میں متداول تھا اور اسکی فضیلت و اہمیت اور حضرت کی اذیان میں ہرگز نہ ہو بلکہ
 بعض اخبار سے سنت ہونا زیارت قبر نبوی کا بقول ابن عمر ثابت ہے اور بظاہر ہستاد و قائلین بابتہ کا اسی
 اثر کے ساتھ جو چنانچہ علامہ صدر الدین موسیٰ بن کریم باخفگی مسند امام غفر میں لکھتے ہیں ان حنیفہ
 عن نافع عن ابن عمر قال من السنة ان تأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة تجلجلج على راسك الى القبلة
 وتستقبل القبلة بوجهك ثم تقول السلام عليك يا النبي ورحمة الله وبركاته انتهى ملا علی قاری بھی سنن الانام
 فی شرح مسند الامام میں لکھتے ہیں اسی سنۃ الصحابة ومن تبعهم الى شتائهم اور وافی قاعدہ اصول حدیث کے
 لازم ہو کہ اس اثر کا حکم مرفوع کا ہو کیونکہ قول صحابی من السنة نزدیک حدیثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن
 شرح القیومین لکھتے ہیں قول الصحابی من السنة کذا لقول علی من السنة وضع لکف علی الکف فی الصلوة
 تحت السور و رواه ابو داود فی روایۃ ابن دہش و ابن الجوزی قال بن الصلاح المصالح مسند مرفوع لا
 الظاہر لا یرید بالاسنۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وایجب تباعاً منہی اور قاضی بدر الدین ابن
 اپنے مختصر میں لکھتے ہیں قول الصحابی امرنا انکذا او ننہا عنکذا اور امر بالکذا او من السنة کذا مرفوع
 اہل الحدیث و اکثر اہل العلم ظہور ان النبی علیہ السلام ہوا الامر و انہا سنۃ وقال الاسماعیلی قوالم میں مرفوع
 والاول الصحیح سوار قال الصحابی ذلک فی حیاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابودہ انتہی اور حسن طبر
 شارح مشکوٰۃ اپنے خلاصہ میں تحریر کرتے ہیں قول الصحابی امرنا و ننہا او من السنة کذا مرفوع عند اہل الحدیث
 و اکثر اہل العلم انتہی و کذا فی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للسخاوی و فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقي شیخ
 زکریا الانصاری و قد مر اصول الحدیث لابن الصلاح و غیر ذلک من کتب الفہم پس باتقضاء اس قاعدہ
 کہ قول ابن عمر کا طریق سنۃ حکم میں مرفوع کے ہوا اور اس سنت سے سنت نبویا راہ کرنا ضرور ہوا اور سنت
 نبویہ لازم الاتباع ہے حدیث علیکم سنۃ سنۃ الخلفاء الراشدین پس زیارت قبر نبوی لازم ٹھہری اور
 سمجھوئے نے وفاء و الوفاء میں ہی اس اثر ابن عمر کو حکم مرفوع میں شمار کیا ہے عبارت اسکی یہی ہے مسند
 ابی حنیفہ عن ابن عمر قال من السنة ان تأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم من قبل القبلة تجلجلج على راسك
 الى القبلة وتستقبل القبلة بوجهك ثم تقول السلام عليك يا النبي ورحمة الله وبركاته اخرجه الحافظ طبرانی
 محمد فی مسندہ عن صالح بن احمد عن عثمان بن عید بن عبد الرحمن المغیری عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن

وقد تقرر ان قول الصحابي المنسب كذا محمول على سنته صلى الله عليه وعلى آله وسلم فانه علم المرفوع اهتدوا به
 استقام برود شك كه مشككين كے اذان میں بوقت معاذتہ تحریر نہ كے خطور كر سكتے ہیں بناو علیہ ہوں
 رولون كا جواب كد تیرہین تا پكرسی مشكك كو جاوون چراكی باقی نزد ہوا و سنیست زیارت بقضائ انرا بن
 عمر تسلیم كرنا پڑی شكك اول یہی كہ رواة اشترین امام ابوحنیفہ كوفی ہیں اور وہ تصریح وار قطنی اور ابن
 عدی اور ابن القطان ضعیف ہیں جواب اس شكك كا یہ ہوكہ کہ سبھ امام ابوحنیفہ كی شان میں مقبول ہیں
 اور نقادوں حدیث امام كی توثیق كرتے ہیں اور جرح جرحین كو مردو كرتے ہیں بدالدین قاضی القضاة
 محمدا العینی بنایہ شرح ہدایہ میں كتاب الكرامۃ میں بعد ذكر حدیث ان بعد ذكر مكنة فخر مع رباعہ او نہ كہ كلیتے
 اما قول ابن القطان وعلیہ ضعف ابی حنیفہ فاساؤة اوٹ فانه حیا رتہ وان مثل الامام الشوری الزیاریك
 واضر ابعاد القوتہ وانشوا علیہ غیر امام شہادین ابی حنیفہ عندہ ہوا رواة امام وقد شہدنا الكلام فہو فی مناقبہ
 فی تاریخنا الكباریہ انتہی رك كتاب المصلوۃ میں بعد ذكر حدیث میں ان الامام نقاد الامام قراۃ كے كے كے ہیں
 سبھ نبی بن نبین عربی ابی حنیفہ فقال لفقہ ما سمعت ابی حنیفہ عنہ و كان حلقۃ سبھ من الصدف ولم یمكك
 وكان بامونا علی بن ابی الحدیث وانی علیہ جاتہ من الكبار مثل ابن السباك وسفیان
 بن عیینہ والاشرف سفیان الثوری وعبد الرزاق وحامد بن زید ودكیع فقد طهر لنا من هذا حال الدار
 علیہ تعصب الفاسدین این كہ الضعیف ابی حنیفہ و هو حق الضعیف و قدری فی سندہ احادیث
 سقیمہ معلولہ و منكروہ و غریبہ و موضوعہ انتہی اور ابو عبد اللہ ذہبی كاشف میں تحریر كرتے ہیں النعمان
 ثابہ بن زوطا الامام ابوحنیفہ فقیہ العراق مولی بنی تیمم اللہ بن ثابہ راى انسا رضى اللہ عنہ وسمع عطارد
 ونا فوا وكرتہ و عنہ ابو یوسف ومحمد والوفیم افردت سیرتہ فی جزئ انتہی شكك و ثم یہی كہ عمل كرنا سنت كا اثر
 عمر میں سنت نبویہ میں نہیں ممكن ہي اسوجہ ہي كہ سنت نبویہ عبارت ہي اوس فعل ہي جیسے آنحضرت صلى الله عليه
 وآله وسلم ہي موطبت ثابت ہوئی ہو اور زیارت قبر نبوی میں یہ وہفقو ہي جواب و سكا یہ ہي كہ یہی سنت
 كے اصطلاح فقہاء میں ہي اور یہ اصطلاح بعد قرن صحابہ كو عادت ہوئی اور ظاہر قول اصحاب ہي كہ
 جس فعل آپ حضرت صلى الله عليه وآله وسلم نے ترغیب بلعج فرمائی اسی فعل كی جس كیكہ معلوم ہوتا ہو كہ كہ
 كوئی بالغ نہوتا تو خود آنحضرت اہل پر موطبت فرماتے اوسكو ہي جن نبویہ میں شمار كرتے تھے اور مجملہ
 لوامع الاتباع كی اوسكو جاتے ہي اور ظاہر ہي كہ آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم نے اپنی قبر كی زیارت كی طرف ترغیب بلعج

فرمانی ہوا اور اسی حدیث میں ارقبری وجہ سے شفاعتی حدیث میں حج فراقبری بوسعہ فاتی کان کنی ابنی
فی حیاتی حدیث میں جاؤنی زائر الا تملک حاجۃ الزیاری کے خود ابن عمر میں نہیں ومنون بمقتضا انہیں
ترغیبات بلکہ کے زیارت نبوی پر حکم نیست کا دیا اور اگر زیادہ تحقیق میں عیسیٰ کے منظور ہو تو سہا یہ فی
مانی شرح الوقایہ نو کیسے کہ اس میں تو غریبات سنت ہو کہ کہ جو فقہاء ہی مقبول ہیں مقدوح کیسے گئے ہیں اور
بعد تحقیق و تحقیق یہ سب کے یہ قوم ہی قول الدینی صلی اللہ علیہ وسلم للفقہین للامر بالشیء مثبت لا وجوہ
علی ما حقیقۃ الامر لم یخالف کتابا او قولاً علی سندہ واجماعا واما تنضم الیہ فریۃ بدل علی خلاف کف فان کان
من ذہ الامور کان لیلا علی عدم الوجوب باعلی الاحتیاط علی الاباحۃ وان لم یکن الامر صریحا لکنہ تحمل علی انہ
نہد کذا الزجر علی الراغب عنہ کان ذلک فیضا الامارۃ للوجوب الترغیب الذی یبلغ حد التکلیف ثم یفہم معہ
ما یدل علی التوجہ امارۃ ثبوت ثلثۃ الموکدۃ وثلثۃ التقریر علی فعل والالتزام للبعد و زیادۃ الرضا عن فعلیہ
وہو الذی ہمیناہ بالمواطبۃ التشرعیۃ فندبرتی قال علاوہ اس کے صرف مواطبت مختلفا راشدین کا مفید
سنت ہونا خلاف تحقیق ہی بدو وجہ اولیٰ کہ اگر فرض کیجئے کہ ایک فعل سیاسیہ کہ اوپر حضرت صلی اللہ علیہ
الہ وسلم نے مواطبت نہیں کی لیکن اس کی غیبت دلائل ہی نہیں فعل لامحالیہ کہ اسے تجب ہو گا اور بعد حضرت کے
خلفاء راشدین نے اسے تجب پر مقتضای حدیث صاحب عمل الی امداد و ما وان قبل مواطبت کو اگر خلفاء
کے مواطبت ہی سنت ہو کہ وہ ہو جاوے تو ہم پوچھتے ہیں کہ آیا احتیاطیاتی یا منسوخ ہو جائے گا یہ تقدیر
اول اجتماع متناہیین لازم آتا ہو اور بر تقدیر ثانی لازم آئے گا نسخ اور حدوث اہل شرعی بعد آنحضرت
اور یہ دونوں غیر محصور ہیں تو یہ میں کہا ہی واما النسخ فاما الکتاب السنۃ لا القیاس علی ما یقال ولا الامارۃ
اور بموجب من مسطور ہو والجمہور علی انہ لا ینسخ ولا ینسخ بلانہ لا یوں لامن اس شرط تاحید و رد و ثم بعد الدینی علیہ الصلوٰۃ
والسلام اگر کوئی شبہ کرے کہ یہ بابت مفروضین اسے فعل خلفاء راشدین میں نہیں ہر جگہ حدیث ہے کہ یہ سنت ہی
سنتہ الخلفاء راشدین جو ہو کہ وہ ہونے سنت خلفاء کی دلیل جو پس جواب وسکایہ ہی کہ اس میں یہ لازم
آتا ہو کہ اجماع کا نسخ ہونا ہی درست ہو کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت نسخ اجماع ہو گا بلکہ وہ آیات عطا
جو جمیعت اجماع کی دلیل میں بلکہ چاہیے کہ قیاس کا نسخ ہونا ہی درست ہو جاوے اور قول نسخ عبارت ہو
تبدیل حکم شرعی ہو جو وقت آدمی ہو بدلیل شرعی ہر اشئی پس اگر حکم شرعی موبہ ہو نسخ او سکا جائے تو یہ
اور اگر وقت ہو بعد آئے اس وقت ہر اشئی کو اجماع اس حکم شرعی کا ہو جائے گا اور اصل تغاع پر اہل نسخ

نہ ایمگا ملاحد صاحب روغرمرقاة الاصول میں لکھتے ہیں جو ان کی علی خلاف حکم شرعی دلیل شرعی مانع
 و محکم حکم شرعی لم یلقہ توقیت و لا تا بلایتی اور توقیت حکم کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ توقیت صریح
 بوقت معین ہو یا میں طور کہ شارع کہدے کہ یکم فلان سال تک ہنگام امتعت میں جب سال ایک حکم نفع
 ہو جائیگا نہ بوجود دلیل شرعی مانع بلکہ ببلوغ وقت مقرر اور مثال اس صورت کو احکام شرعیہ میں نادر و نادر
 ہو تحقیق شرح منتخب حسامی میں ہر اما الاول مثل ان یقول الشارع اذنتکم لکم ان افعلمہ اذنا الی مستحکما
 او قال اطلت الشمس الی شرمین یا وراثہ سنتہ قال لہا فی الوزید لیس لہذا القسم مثال فی المنصوصات
 شرعاً و ذکر فی بعض النواشی مثال قولہ تعالیٰ برزخ سنین یا اما قولہ جل فی کرم ثلثہ ایام
 و لیس ہر بدلان و لک لیس ہر لک حکام الشرعیہ و کلامنا فیہا انتہی دوسری صورت یہ کہ حکم شرعی
 منوط بعلت ظاہر ہو اور توقیت حکم تا وجوب و علتش ایسی نفس حکم ہی مغموم ہوتی ہاوس صورت میں جب
 وہ علت موجود رہے گی حکم ثابت رہے گا اور جب علت مرفع ہو جائیگی حکم ہی مرفع ہو جائیگا اور اس کو
 اذہلین ساتھ ساتھ احکام بانتهاء سبب بقیہ کرتے ہیں اور فتح ہی اس کو مفرق بنہتہ ہیں مولوی لی الدیج
 شرح مسلم القوت میں لکھتے ہیں فان قلت انفرق بین انہاء الحکم بالانقطاع موجبہ کا لقطع سہم المولفہ
 قاہم مثلاً و علی المنع عید انان کل نسخ لا بد من انہاء صلوٰۃ منوطہ بالمنسوخ او علت موجبہ فلتستمتہ
 اسد جہا نسخ اور اولیٰ تا غیر و اصلح قلت لا شہتہ فی کون حکم منوطاً بصلوٰۃ موجبہ نہ و لکن تکلیف صلوٰۃ
 قہر کہ ان بیت نفہم الفا حص ان الحکم منوط بہا من کلام الشارع فیہم تقابہ بقا ہا فاذا علم انتہا ہا
 یحکم بالقطع الحکم فہذا السن الشرع لا یغیر کا لقطع خضتہ الانظار بالاقاتہ و انقطاع التکالیف تمامہا بالکون
 و قد یاون بحیث لا یفہم من الخطاب لعدم ما یعلم بالفا حص ح اذا فوکا ن خا انتہی تہتہ صلوٰۃ یہ ہر
 کہ توقیت یک حکم شرعی کے دوسرے نص سے اسراحتہ اذ لا لہ معلوم ہو گئی کہ حکم سابق جواض سابق شرابیت ہر
 وہ فالملے وقت تکساقی رہے گا امتعت میں جب وہ وقت جو دوسرے نص ہی مغموم ہو جائیگا حکم نفس سابق
 کا ارتقاء نفس توقیت ہو جائیگا مثال اسکی حکم مزیر کہ احاو بیت مقرر اسکا اہل نہ پر بلا توقیت ثابت
 ہو اور نص آخر نے اس کو موقت بوقت نزول حضرت عیسیٰ علی نبیاء و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جائیگا
 ابو داؤد وغیرہ حدیث نزول عیسیٰ میں دایت کرتے ہیں فبندق الصلیب لقتیل الخنزیر و یضع الخنزیرہ سیو
 مرقاة الصعود شرح سنن ابی اودین لکھتے ہیں قال النووی معنی وضع الخنزیرہ مع ہا مشرقہ فی ذہ الشریعہ

ان شہود میں تہمت مقیدہ بنیول عیسیٰ علیہ السلام لہا دل علیہ نذر الخبز و لیس عیسیٰ بنایح حکم الخبز تہمیل نہیں اصری علیہ
 لکہ وسلم اللہین لغایتہا بقولہ انتہی ہر گاہ تہمیل فیض فیہ نہیں ہوگی لیس اب ہم شوق نانی اختیار کر کے کہہ سکتے ہیں کہ
 صحابہ خلفاء راشدین ایک فعل مستحب پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم فرما دیا میرا مطلب کی ہو موافقت کریں
 استجاب کا سکا مرفوع ہو جائیگا اور حکم سنیت کا دیا جائیگا اسوجہ کہ موافقت صحابہ یا تبع استجاب کی تالارم و
 کہ نسخ حکم شرعی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے بلکہ اسوجہ کہ حکم استجاب بضم حدیث علیکم بسنی و سنتہ خلفاء راشدین کے
 مقتدا وقت موافقت خلفاء و تبع او جوبہا بظہر خلفاء واقع ہوگئی وہ حکم شرعی بالذات اس حدیث توثیق کے مرفوع ہو گیا
 و لا حاجۃ فیہ اصلا اور اس جماع و قیاس کا یہی نتیجہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ جماع اور قیاس قبیل آری
 اس کے ہوا اور اس وقت و موجد و معرف توثیق حسن نہیں ہو سکتی بخلاف حدیث کے کہ ایک ہیث دوسری
 حدیث کو موقت ہو سکتی ہے اتنی اصل ماخوذ فیہ میں رفع حکم موقت ببلوغ وقت تھا لازم آتا ہے نہ نسخ حکم شرعی
 بعد وفات نبوی فاللارم لیس بحال و الحال لیس بلازم قال و تم یہ کبھی بھی کا کوئی فعل یا قول یا تقریر دلیل
 مستقل واسطے حکم شرعی کے نہیں ہو سکتا بلکہ محتاج اس امر کا ہے کہ اس فعل یا قول یا تقریر کے سند کتاب
 و سنت آنحضرت ہی ہو بیان سکا یہ ہو کہ صحابہ عموما و خلفاء خصوصا مسائل میں باہم مناظرہ کرتے تھے
 اور ہر اقد میں تلاش دلیل شرعی کرتے تھے اور ایک سے کے قول کو رد کرتے تھے اور اگر اسکی سند طاہر
 کتاب و سنت نہ ہوتے تھے تو اسکو بدعت میں داخل کرتے تھے پس اگر قول فعل و تقریر خلفاء یا اہلبیت
 یا دیگر صحابہ دلیل شرعی منقول ہوتی تو امر مذکور کیوں مرفوع میں آتا علاوہ اسکے حدیث میں احداث فی الامر یا
 مالیس منہ نور و بخاری و مسلم میں موجود وہو حواشی مشکوٰۃ وغیرہ میں لکھا ہے و لہذا فی ان میں احداث فی الاسلام
 را یا لکن فیہم کتاب و السنۃ سند طاہر و حقی مفوظا و مستنبطہ و مورد و علیہ اس حدیث سے صاف ظاہر
 ہوتا ہے کہ احداث الیسے کا کہ جسکی سند کتاب و سنت ہی نہ ہو سیکجا نہ نہیں اہل بیت کو اور نہ خلفاء راشدین
 احد نہ سائر صحابہ کو پس اگر فعل خلفاء راشدین دلیل منقول ہوتا تو چاہیے کہ انکی لیے احداث فی الدین جائز ہوتا
 اور حال انکہ حدیث سے شخص کے لیے ناجائز معلوم ہوتا ہے کیونکہ کلمہ میں کا الفاظ عموم سے ہی اور صحابہ و ائمہ
 مجتہدین سے ایسے اقوال منقول ہیں جو اصل میں دلالت کرتے ہیں وہی الیہی عن ابن مسعود انہ کان یقول
 لا یقلل من رجل جلا فی نہ و کان عمر ان افقی للناس فی عمل نہ اری عمر فان کان ہو با فسن لہما ان کان
 فسن عمر و علی الیہی عن مجاہد و عطاء انما کاننا یقولان ما من احد الا و ما خوذ من کل امۃ مر و و علیہ الارسل اللہ

وکان الوصیفة یقول لا یمنی لاحد ان یقول فعلی حتی یعلم ان شریعة رسول اللہ قبلہ کذا فی المنہ ان لا یسقط
 اور غیر نبی کے فعل و قول و تقریر کی حجت مستقلہ نہ ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ حکم شرع میں نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ اور
 اس کے حکم کو دریافت کرنا غیر نبی کو متصور نہیں مگر یا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قیاس و وجوہ
 مستنبط ہو کتاب و سنت و شقیں و لدین تو بدیلی بطلان میں کیونکہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر نبی کی حجت
 شرعیہ میں اور بقدر اخیرین دلیل مستقل نہ ہوئی بلکہ مستند ہوئی طرف کتاب و سنت کے پس قول و فعل
 و تقریر غیر نبی دلیل ٹھہرائی جاوے تو نہ ہوگی مگر غیر مستقل پس مع اسکا اس وقت میں کتاب و سنت کی طرف
 ہوگا اور کتاب و سنت سے جو حکم صراحتہ یا استنباطا او سکر لیے ثابت ہوگا اسی کو او سکا
 مصداق ٹھہرایا جائیگا بعد تمہید اس امر کے جانا چاہیے کہ مواظبت خلفاء فعل غیر نبی ہے
 اور کوئی فعل غیر نبی دلیل مستقل نہیں ہو سکتا اور دلیل غیر مستقل افادہ حکم میں تابع دلیل مستقل
 کے ہوتی ہے پس حکم کا افادہ دلیل مستقل متبوع کرے گی وہی حکم دلیل غیر مستقل سے بھی ثابت
 ہوگا پس اگر دلیل متبوع افادہ و وجوب کرے گی دلیل تابع ہی افادہ و وجوب کرے گی اور اگر وہ افادہ و سنت
 کرے گی تو یہی افادہ سنت کرے گی اور اگر وہ افادہ استحباب کرے گی تو یہی افادہ استحباب
 کرے گی نہ یہ خواہ مخواہ افادہ سنت ہو کہ نہ کرے اور قطع نظر متبوع سے کسی حکم کا افادہ نہیں کر سکتی اور قول
 اس کلام میں چند طرح سے خدشات ہیں اول یہ کہ دلیل مستقل سے کہ جسکو مولف منحصراً کتاب و سنت میں
 ٹھہرائے ہیں اور اقوال افعال صحابہ کو اس سے خارج سمجھتے ہیں معلوم نہیں کہ کیا مل دیا ہو اگر مراد یہ ہو کہ دلیل
 مستقل وہ دلیل ہے جو غیر کی طرف محتاج نہ ہو اور فی ذاتہ مثبت احکام ہو تو اس معنی سے سنت نبویہ ہی
 دلیل مستقل نہیں بلکہ فردا و سکا نقط کتاب و سنت ہی اس واسطے کہ سنت نبویہ ہی محتاج طرف کتاب و سنت
 کیونکہ اگر کتاب و سنت میں حکم امتثال امر و نہی کا نہ ہو تا کیونکہ قول نبی فی فعل مثبت احکام ہوتا کتاب و سنت
 اصل ہے مطلقاً اور باقی سب فروع ہیں اور کتاب و سنت کی طرف محتاج ہیں عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ
 شرح مولد ہندی میں لکھتے ہیں قدم المصنف للکتاب نہ فی الشرع اہل مطلق من کل وجہ و کل اعتبار
 و عقبہ بالنسب لان کونہا حجت ثابت بالکتاب آخر الاجماع منہما لتوقف موجب علیہما انتہی اور علامہ
 قاسم حنفی شرح مختصر میں لکھتے ہیں قدم الکتاب نہ اصل من کل وجہ و آخر النسب عن الکتاب لکن
 حجیتہا علیہا آخر الاجماع عنہما لتوقف حجیتہ علیہما و آخر القیاس لانہ فرع بالنسبۃ الی الاولیٰ و انتہی اور

ملاحظہ فرمائیے جو میں تحریر کرتے ہیں قال الامامی الاول فیہا الکتاب لانه راجع الى قول الامامی شرح کلام
 السنۃ مخفیة عن قول الامام وحکمہ وسمند الاجماع راجع الیہما واما القیاس فی الاستدلال فرفع تابع لہما انتہی
 وکلمۃ فی شرح المسار لایں ہلک التخصیص وغیر ذلک اور سراسر میں یہ ہے کہ حاکم نزدیک اہل سنت کو
 ہی کہ انہیں جلیل شانہ اور کوئی بشر خواہ نبی یا غیر نبی طاعت شرع حکام بغیر حکم حق کے نہیں کہتا ہی پس کلام الامامی
 بہت احکام حقیقہ و بالذات ہوگا اور کلام بشر خواہ نبی ہو یا مجتہد نسبت فی نفسہ نہیں ہو سکتا بلکہ کلام
 کہ انہیں ہے وہ بالاسرحت اور اجماع اور قیاس یہ سب دلیل غیر مستقل ہوتی اور دلیل مستقل بالمعنی المذكور
 فی رد المحتار ہوتی اور اگر مردوں مستقل سے وہ دلیل جو اثبات احکام میں اور استدلال میں تہ و تسبیح
 و غیرہ کہ ہو یا وہ دلیل جلیل اصل قطعیت ہو اگرچہ بسبب کسی عارض کے ظنی ہو گئی ہو تو یہی کتاب سنت
 راجع الیہ بلوق آتی ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں مستقل فی الاحتیاج و بخلاف قیاس کے پس اس تقدیر پر
 صوابی قولی صوابی عملی یا تقریری ہی کہ قول فعل و تقریر غیر نبی ہو دلیل مستقل نہیں بلکہ اجماع مطلق مجتہدین ایک
 صوابی ہر وہاں یا غیر صحابی ہی و اصل ہونے اور حصر کرنا مولفہ کا دلیل مستقل کہ کتاب و سنت میں اور اخراج کرنا
 فعل و قول انہیں غیر نبی کو مطلقا غلط ہو تحقیق شرح حسامی میں اور کشف الاسرار میں ہر لکن الثالثہ مع تفاد
 و ردیاتہما مجمع موجبہ للماحکام قطعاً و لایہ وقف فی اثبات الاحکام علی ثبوت علی القیاس لہذا ہی توقف
 فی اثبات انہیں علی عقلیہ انتہی اور تاویح میں یہ فہم الثالثہ الاول اصول مطلقہ لکونہا اولہ مستقلہ مثبتہ حکام
 و القیاس اصل میں و جب کہ استدلال حکم الیہ و ان وجہ لکونہ فرعاً للثالثہ لا بناء علی علتہ مستنبطہ منہ اردالکتاب
 و السنۃ و الاجماع فالکتاب با تحقیق مستند الیہا و اثر القیاس فی انہا احکام و غیرہ صنف من الخصوص الی العموم میں ہوتا
 یقال لا اصول ثلثہ و الاول الرابع القیاس مستنبط من ہذا الثالثہ انتہی اور شرح منار لابن الملک میں یہ ان قلت
 القیاس ان کلان اصلاً فہم لہما علیہ ان اصول الشرع اربعہ وان کم من اصلاً فہم قال الاول الرابع القیاس
 قلت الماشارۃ الی الخطا و رابطہ لان القیاس من النسبۃ الی طمۃ فرج النسبۃ الی الثالثہ اولانہ لیس یقطع
 بخلاف الثالثہ فان قلت الایۃ الما و لہو العالم المخصوص والاجماع المنقول الینا بالاحادیث لیس یقطع فی القیاس علی
 منصوصہ قطع فی الثالثہ الاول القطع و عدمہ بالعارض امر القیاس بالعکس انتہی و خواص و سراسر
 خدشہ یہ ہے کہ صحابہ کے باہم مناظرہ کرنے سے او سبائل کو طرف کتاب سنت کو راجع کرنے سے یہ نہیں لازم کہ غیر صحابہ
 کے واسطے انحصار دلیل کل و دوفرو میں ہو جاوے توضیح اسکی یہ ہے کہ دلیل حکم عبارت اس جنس ہی ہے جو مثبت حکم ہو

یعنی حکم اوست محال ہو خواہ محتاج طرف دوسرے کے ہو یا نہ ہو جیسا کہ تلویح وغیرہ میں مرعہ ہزار و صدقات
اسکا با اختلاف مستندین مختلف ہے نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے احکام کا ثبوت اور دلیل
ہوتا تھا یک ہی الہی متلو ہو یا غیر متلو دوم اجتہاد غیر مخصوص میں اب حاجت مختصہ الاصول میں کہتے ہیں انھیں
صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کان متعبدا بالاجتہاد لئلا مثل عفا اللہ عنک لم ازنت ام ولو استقبلت من امر
ما استدرت لما سقت الہدی ولا یستقیم لک فی ما کان لابی جوحی قالوا واما یطعن علی ابی جوحی ان ابی جوحی بوحی
بان انظار ہر دو قولہ افتراء ولو سلم فاذا نسبنا بالاجتہاد بالوحی لم یطعن الا عن حی انتہی لخصاص اس سے معلوم ہوا
کہ آنحضرت دون مسائل میں جنہیں جناب الانہیں ہوئی اجتہاد فرما کر حکم دیتے تھے اور جو مسائل کہ انہیں نبی نزل
ہوئی انہیں موافق ابی جوحی کے ارشاد انام فرماتے تھے اور نسبت صحابہ کے زمانہ و حیات آنحضرت صلی
علیہ علی کہ وسلم میں تین چیزیں مدار اثبات احکام تھیں یک کتاب اللہ دوسرے سنت نبویہ تیسرے قیاس
چنانچہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے ان سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم اراد ان یبعث معاذ الی امین
فقال کیف نقضی اذا عرض لک قضاء قال نقضی کتاب اللہ قال فان لم تجد قال فان لم تجد
فی سنتہ رسول اللہ ولا فی کتاب اللہ قال اجتہد برائی ولا الا کو ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم فقال الحدید اللہ
وفق رسول اللہ ما یرضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم یطعن علی حدیث کی کہتے ہیں کہ شواہد موقوفہ ہر عمر میں
وزید بن ثابت و ابن عباس و قضا خیرہا البیہقی فی سنتہ عقبہ بن جبر بن الحدیث لقویۃ لہ انتہی اور بعد زمانہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے جو تہی لیل کا ہی وجود ہوا اور زمانہ نبوی میں اجماع صحابہ کی حاجت تھی
کما فی حواشی التلویح وغیرہ آیات نسبت تابعین بالبعد ہم الی یوم الدین کے چار دلائل احکام کے مقرر ہوئے
ایک کتاب و دوسرے سنت تیسرے اجماع چوتھے قیاس و زمین ان سب متقل ہیں اور قیاس غیر مستقل کما مر
تفصیلہ اور چند احادیث میں مثل اصحابی کا بنوعہم یا ہم اقتدیہم اقتدیہم و اقتدوا بالذین من بعدی الی بکرو
علیکم لیسنتی کوۃ الخلفاء الراشدین وغیرہ سے جو کہ تحفۃ الاخیار میں مبسوط ہیں یا مرصاف لما ہو تا ہی کہ
اقوال و افعال تقریرات صحابیہ و دلائل احکام شرعیہ کے واقع ہو سکتے ہیں اور اثبات احکام شرعیہ میں
ساتھ آثار صحابہ کے استناد کر سکتے ہیں اور یہی مزمع مجتہدین اور سلف صالحین سے ہی منقول ہے نیز ان
شعرائی میں جو ردی بوجہ الشیخ الامری بسندہ النص الی الی حلیۃ انہ کان یقول کذب و ابعد و انفری
علینا من یقول عنانا نقول علی النص بل محتاج بعد النص الی قیاس کان یقول عن انھیں

الا عند الضرورة المشددة وذلك لما ننظر اولاً في دليل تلك السنة من الكتاب السنة او اقتضية الصحابة
 فان لم نجد دليلاً فسنأخذ في رواية اخرى عن الامام انا نأخذ اولاً بالكتاب ثم بالسنة ثم باقتضية الصحابة و
 في رواية اخرى انما فعل اولاً بالكتاب بعد ثم بسنة رسول الله ثم بما حدث الي بكر وعمر وعثمان وعلى في رواية
 اخرى انه كان يقول جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم العيين بالي هو وادمي ورسولنا في الفقه وما جاء عن
 اصحابه بخيرنا وما جاء عن غيرهم فمهم رجال ونحن رجال وكان ابو مطيع البلخي يقول كنت يوماً عند الامام في منقبة
 في جامع الكوفة فدخل عليه سيفيان الثوري ومقاتل بن حيان وحامد بن سكتة وجعفر الصادق وغيرهم
 من القضاة فكلوا قلوبنا انك تكثر من القياس في الدين وانا نخاف عليك منه فان ابل
 من قاس بالمسألة فاطرحه الامام من مكره هذا المجمع الى الرد الى عرض عليهم مذنبه قال اني اقدم العمل بالكتاب
 ثم بالسنة ثم باقتضية الصحابة مقدماً ما العقوا عليه على ما اختلفوا فيه وخيلنا اقيس فقا سوا كلهم وقبلوا
 رايته ويره وقالوا انت سيد العلماء فاعف عنا في بعض غسان وتبيننا نيك بغير علم فقال غفر الله
 لنا ولكم جهن انتهى ثم اورد اصول النبي تصانيف بين ايك باب اسطى احتجاج كسائته اصحابه
 معقود كراتي بين او اوسمين اقول انفعال في تقريرات صحابك لوجه طرف سنت او قيا لوجه ارجاع كراتي
 قابل احتجاج شهرته بين منار الاصول بين من تقليد الصحابة ووجب لاحتمال السماع من النبي عليه السلام
 وقال الكرخي لا يجب تعليله الا في ما لا يدرك بالقياس قال الشافعي لا يقلد احد منهم وقد اتفق عمل اصحابنا
 بالتقليد في ما لا يعقل بالقياس كما في اقل الخيض وشرار ما باع باقل ما باع قبل نقد الثمن اختلف علمهم في غيره هذا
 الاختلاف في كل ما ثبت منهم من غير خلاف ومن غير ان يشبه ان ذلك بلغ غير قائل فسكت مسلماً والا كما
 اجماعاً انتهى او شرح مسلم للمولوي والى المدرج بين ج قال ابو بكر الرازي والبرقي والبرقي والبرقي والبرقي
 وصيد الاسلام الوالد الميرزا تاج محمد مالك الشافعي في القديم واحمد في رواية قول الصحابي المجهدي ما بين
 فيه الراي في حكم ما بين اثباته بالقياس لمحق بالسنة فيقدم على القياس ويكون حجة على غيره لكن للمشكلة
 من الصحابة بل لمن بعدهم من التابعين وتبعهم ونفي اي لحوق قول الصحابي بالسنة الشافعي في قوله الجديد
 والكركي من المنعينة وجماعة منهم القاضي البوزيد ولكن الشافعي لفاه مطلقاً سواء كان في ما يدرك
 بالقياس او لا فيل انما يمتنع بالسنة قول الي بكر وعمر فقط وقول الصحابي في ما لا يدرك بالراي فعند
 اصحابنا يمتنع بالسنة اتفاقاً يجب متابعوه قال الشافعي في الجديد على احكامه اسبلى عن والده كذا في

انتہی بالخصوص دکنذانی شرحی لبرودی لالہ دالہ بنو نفوری و عبد الغفر النجاری شروح المنار و التوضیح
 و حاشیہ وغیرہ ہر گاہ تفصیل و تحقیق ذہن نشین ہو گئی پس اب سمجھنا چاہیے کہ چونکہ صحابہ کے واسطے
 دلیل مستقل نہ تھی مگر کتاب و سنت اس واسطے وہ لوگ سندان و دونوں ہی تلاش کرتے تھے بعد تلاش کے
 اگر سندان ملتی تو جہاد فرماتے تھے اور جو لوگ کہ بعد صحابہ کے ہیں ان کو واسطہ چند دلیلین مثبت احکام
 ہیں کتاب سنت و اجماع و قیاس آثار صحابہ اور یہ سب سو کا قیاس کے دلیلین مستقل ہیں پس ان کو کون کا
 منصب یہ ہو کہ اول دلیل مسئلہ کتاب سے تلاش کریں اگر نہ ملے تو سنت سے اگر نہ ملے تو آثار و اقوال صحابہ
 سے کہ یہ بھی اجماع طرف سنت کے ہیں خصوصاً فی مالائیکہ بالبرہین اگر نہ ملے تو اجماع سے اگر نہ ملے تو قیاس
 پس آثار و اقوال و افعال صحابہ کے حجیت سے انکار کرنا جیسا کہ مولف سے صادر ہوا خلاف معقول نہ قبول کرے
 تفسیر خدشہ یہ ہو کہ انصار دریافت کرنے غیبتی کا حکم کو امام اور محض و کتاب و سنت و انبیاء
 میں باطل ہو کیونکہ بھلا سود یافت کر نیکی جماع ہو کہ وہ بھی دلیل قطعی مستقل ہو اور منجملہ اس کو نسبت نہ ہو
 متاخرہ کے آثار صحابہ ہیں کہ وہ بھی کشف عن السنۃ النبویہ ہیں اگر کہیے کہ جب آثار صحابہ کا کشف عن
 قول الہی او فعلہ و تقریرہ ٹھہرے تو پھر دلیل مستقل کہاں باقی ہی تو ہم کہیں گے کہ نسبت ہمارا آثار صحابہ
 بھی دلیل مستقل ہیں باری معنی کہ جب کسی مسئلہ میں ہم حدیث مرفوع بعد تلاش کے نہ پاویں اور اقوال
 صحابہ یا افعال اوس میں موجود ہو تو ہم انہیں آثار سے استناد کریں گے خواہ سندان آثار کے ہم کتاب
 یا سنت سے پاویں یا نہ پاویں کیونکہ آثار صحابہ کا کشف عن آثار الرسول ہیں پس ان کو ساتھ استناد کرنا
 بعینہ استناد ساتھ سنت کرنا اور یہ گمان نہیں کر سکتے کہ صحابہ بغیر سندان کے قائل نہ تھے بلکہ ہوا اور
 اگر مجر د کشف ہونا آثار صحابہ کا مضر استقلال ہی تو سنت نبویہ ہی دلیل مستقل نہ ہے گی کیونکہ وہ بھی کشف
 عن حکم الالہی ہی بلکہ قرآن متلو ہی دلیل مستقل نہ ٹھہرے گا کیونکہ وہ بھی کشف عن الکلام النفسی ہی ہے چھوٹا
 خدشہ یہ ہو کہ دلیل تابع کو یہ لازم نہیں کہ افادہ حکم مثل حکم متبوع کرے ملاحظہ کیجئے اجماع تابع سند کے
 کہ مستنبط ہو کتاب یا سنت سے اور کہیں سند اجماع مستفاد خبر واحد ہوئی ہے اور بغیر سندان ہو اگر نہ ہو
 اور اجماع موافق اوس سند کے مفید قطع ہوتی ہے کما ہو مصرح فی کتب الاصول اس طرح جائز ہے کہ طبعیت
 صحابہ کے تابع کسی سند کے مفید نیست ہو اور وہ سند مفید احباب ہو یا نہ ہو ان خدشہ یہ ہو کہ اگر
 تبعیت حکم تابع کے واسطے حکم متبوع کو منس حکم میں تسلیم کر لیا تو تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے

جب کوئی نص و ستر تابع کے حکم کے باب میں آئی ہو اور اگر کسی نص سے فیض یافتہ حکم تابع ہو گئی ہو
 تو اس وقت تابع ہی موافق اسی نص کے افادہ حکم ہوگا اور باخبر فیہ میں چند احادیث وارد ہیں کہ
 اوسے فائدہ دینا مواظبت صحابہ کا سنیت کو معلوم ہوتا ہے پس خواہ مخواہ افادہ سنیت کر کے اہل
 جب کسی فعل پر خلفاء نے مواظبت کی تو یہ مواظبت مفید سنیت بوجہ لالت احادیث عدیدہ ہو سکتی ہے
 اگرچہ سند اس کی مفید صحابہ ہوا قال جانا چلیے کہ صاحب کلام مہم نے بزم خود بخود رسالہ فقہ الاحیاء
 میں اس مذہب کو قوی کیا کہ مواظبت خلفاء و شہدین مفید سنیت ہو کہ ہوتی ہے اور چونکہ یہ بات مخالف
 تحقیق مذکور کے ہے اس لیے اوسکار و لکھنا سنا مستلزم ہوتا ہے اور چونکہ رسالہ مذکورہ عربی زبان میں ہے اس لیے
 اوسکا جواب بھی عربی ہی میں لکھا جاتا ہے حال اسکا چند مواضع میں یہ ہے ان حدیث علیکم سنتی سنتہ الخلفاء
 الحدیث پہلے ہر صحابی نے زوم سنتہ الخلفاء کہا ہونطوق کلمۃ علیکم وحکم علی المعنی المجازی مما یا باہ الفہم السلیح
 ینصرح الجمع بین الحقيقة والحجاز فالسنة النبویة لازمة بالریب والاحتمال ان کلمۃ علیکم ناخلو اما ان یکون
 محمولا علی الذنب اما ان یکون محمولا علی لزوم واما ان یکون محمولا علی کلیمہ السبیل الی الاول فاللزام ان یکون
 السنة النبویة ایضا مندوبہ و لایسئل الی الثالث ایضا للزوم الجمع بین الحقيقة والحجاز فتعین بالاصطلاح فیما لایسئل
 او لا یسئل وما یؤیدہ عطف سنتہ الخلفاء علی سنتی و جمہما فی نسق واحد و ایضا لو کان غرض النبی من ہذا الکلام
 مذہب سنتہ الخلفاء من غیر لزوم لہا کان التخصیص الخلفاء بالذکر وجہ معتد بہ فان ہذا الامر جاری فی اقتداء جمیع الصحابہ
 و حدیث اقتداء بالذین من بعدی بل یکر و عمر یل علی خصوص لزوم الاتباع با شیعین و مواظبتہ النبی
 علیہ السلام التی ہی السنۃ تنقسم الی شیعین اہل المواظبتہ الفعلیۃ و ہی ان یواظب رسول اللہ علی
 فعل نفسه كالسنة المراد بغير ما وثاينهما ان یواظب علی تشريعہ و الامر بہ و الترغیل لہیہ کالاذان
 للصلوۃ فای سنتہ موکدہ باتفاق من یتد بہ من العلماء مع انہ فی فعلہ النبی علیہ الصلوۃ و السلام بنفسہ
 ایضا فضلا عن ان یواظب علیہ فوجہ کونہ سنتہ موکدہ لیس الا السوائیۃ التشریعہ و کذا لک نقول فی
 مواظبتہ الخلفاء و انما علی شیعین مواظبتہ فعلیۃ و مواظبتہ تشریعہ و کل من ہذا الاربعۃ واجب بذمہ علیہ
 ہر کما کما یدل علی حدیث علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین الہدیین حدیث اقتداء بالذین
 من بعدی غیر ذلک ہذا التفصیل وان لم یصرح بحجہ اصحابنا لانت استفادہ من کلماتہم فی مواضع ان
 سنتہ الصحابہ لازم الاتباع و تارکھا آثم وان کان ثمرہ و انہم تارک سنتہ النبویۃ ہی منقطع من اصحاب

اقول فيه بحث من وجه اثنان اولهما ان لا نسلم انه على تقدير جملة على المعنى المجازي يلزم الجمع بين الحقيقة والمجاز
 لم لا يجوز ان يكون من قبيل عموم المجاز اقول تدر صاحب التحفة الحل على المعنى المجازي اولاً بانها
 ياها الغم السليم وهذا شامل لعموم المجاز فانه ايضا مضمون مجازي وهو بعيد عن الغم المستقيم وثانياً بان يلزم
 الجمع بين الحقيقة والمجاز وهذا خاص بما اذا اريد الحقيقة والمجاز كل منهما على وجه في وقت واحد ولا
 يجرى في عموم المجاز ولم يدع صاحب التحفة ان الجمع بين الحقيقة والمجاز يلزم على جميع تقادير المجاز حتى
 يردها او ردهم قال انا ثانياً فلانا نختار انه محمول على الندب لمقابل اللزوم والضرورة وقوله يلزم
 ان يكون السنة النبوية ايضا مندوبة قلت لا ضمير في كون السنة الموكدة النبوية مندوبة بالمعنى المتعارف
 ملو جوب اذ هو بهذا المعنى شميل السنة الموكدة ايضا في التلويح ما ياتي بالكلف ان تساوي تركه وفعله فهو
 المباح والا فان كان فعله اولى فمفعله عن الترك واجب بدونه مندوب وقال لعيده المراد بالمندوب
 ما يشمل السنة والنفل اقول كلمة عليكم وامثاله في كلام العرب موضوع لعني للضرورة وعليه جري كلام المتقدمين
 وغيرهم فقال عبد الغني النابلسي في الريقة الندرية في شرح حديث عليكم سبنتي اى الزموا ليقال عليكم اي
 اى الزمة انتهى وقال على الغزيري في السراج النبوي شرح الجاسع لصغير في شرح حديث عليكم السمع الطاعة في
 عسرك يسرك الحديث هو سعمل معنى الزم انتهى وقال في شرح حديث عليكم بالصوم فانه لاشل اى الزمة
 في شرح حديث عليكم بالسجود والحديث اى الزم كثرة الصلوة وقال في شرح حديث عليكم تقوى الله التكبر
 على كل شرف اى الزم فعل امر به والكف ثمانى عنه وقال في شرح حديث عليكم بحسن الخلق اى الزمة فان كان
 خلقاً حسناً وينا وقال في شرح حديث عليكم كعتي الفجر فان فيها فضيلة اى الزم فعلمنا وقال في شرح حديث
 بكثر السجود اى الزم الاكثر من صلوة النافلة وقال في شرح حديث عليكم بالصدق لاول اى الزموا الصلوة
 واذا قرئ هذا فاعلم ان محل عليكم في الحديث المتنازع فيه على اللزوم متعين لا يصار الى الندب لانه معنى
 مجازي والمجاز لا يصار اليه الا عند عدم صحة المعنى الحقيقي لما في حاشي التلويح مما اخترت المجاز
 لا بد من قرينة تمنع المعنى الحقيقي وترجح المجاز انتهى في التلويح ان الحقيقة اذا كانت مبهمة فالعمل بالمجاز
 اتفاق والا فان لم يصح المجاز شعارفا فالعمل بالحقيقة اتفاقا وان صار شعارفا فعنده العبرة بالحقيقة
 لان الاصل لا يترك الا ضرورة انتهى في التحقيق الواضع انما وضع اللفظ للمعنى ليستفهم به في الدلالة عليه
 فصا كانه قال انما علمت بهذا اللفظ فاعلموا الى عنيت به هذا المعنى فمن تكلم بلفظة وجب ان يبين

ذلك المعنى فوجب جملة عند الاطلاق على حقيقة كيف وقد تجدد بالضرورة مباودة الذهن الى فهم الحقيقة
اقوى من مباودة الى فهم المجاز انتهى فان قلت للمانع عن اداة المعنى الحقيقة هنا هو ان سنة الصحابة
ليست بلازمة ومحمل عليكم على لزوم لزوم ذلك قلت هذا عين التنازع فيه فانه لم يدل على
عدم لزوم سنة الصحابة وهذا النص قد دل على ذلك بحضرة الحقيقة ولا قرينة تقضي في ذلك في ضرورة دعيتها
الى حمله على الندب المتقابل للزوم الذي هو معنى مجازي وتوجب حمل اللفاظ على المعاني المجازية بغیر قرينة مانعة
عن ارادة المعاني الحقيقية لنفس انتظام الشرع اذ كل ما ورد فيه من الاوامر والنواهي يسري فيه احتمال المجاز
قال واما الثالث فلما نقول محارضة ان كلمة عليكم لا يخلوا اما ان يكون محمولا على اللزوم والوجوب
اما ان يكون محمولا على الندب اما ان يكون محمولا على كليهما لا يسل الى الاول الا ان لم يكن سنة تكون السنة
النبوتية وسنة الخلفاء وجبته لا يميل الى الثالث ايضا للزوم المجمع بين الحقيقة والمجاز فتعين الاوسط
وخير الاسماء اقول هذا منوع بما مر من ان الندب معنى مجازي والمجاز لا يحمل عليه اللفظ الا عند
الحقيقة واذ ليس بين سنة الحقيقة هو اللزوم فلم يحمل عليه لا يقال يلزم منه كون سنة الصحابة وجبة
ولا فائدة لاننا نقول للزوم عبارة عن كون الفعل بحيث يوافق على تركه وهو شامل للمفروض والموجب سنة
الموكدة فان تارك كل منهما سوا عند انا تارك الاولين فبالعقاب اما تارك الثالث فبالملامة والعقاب
كما صرح به في البرزخية وغاية البيان والعناية وجامع الرموز بتحقيق والتبيين مرقاة الاصول وغير ذلك
وقد قلنا عبادا تم في تحفة الاختيار وما ثبت بالدلائل الاخر عدم فرضية سنة الصحابة وعدم وجوبها
عدم افتراض سنة النبي عليه السلام عدم وجوبها بقى للزوم فيها معنى انه يوجب تاركها وهو معنى السنة الموكدة
وتمن ظن ان اللزوم عين الوجوب فارادة اللزوم تستلزم افتراض السنن او وجوبها فقد خالف العقول
والنقول قال لما اجابنا لانه لو كان غرض النبي عليه الصلوة والسلام من هذا الكلام لزوم سنة الخلفاء
لما كان تخصيص الشخين بالذكر في حديث اقتدوا بالذين من بعدي لي بكم وعمر وجه معتد به فان هذا الامر
جاء في جميع الخلفاء الراشدين اقول تخصيصها بالذكر في هذا الحديث وان كان اقتدوا بجميع الخلفاء لازما
جميعها على انما دل من يقتدى به بعد النبي صلى الله عليه وآله على انه سلم وان الخليفة بعده ابو بكر ثم عمر
قال لما خاسا فلان قوله والذين للصلوة سنة موكدة باتفاق من يعتد من العلماء غلط فانه
عند الامم من كثرة كفاية ولا شك في كونه من الذين يقتدى بهم اقول هذا غير محقق بالمقصود فان

قاله يكون سنة مع عدم المواظبة الفعلية فيه الاتفاق قد يطلق على قول الاكثر كما ذكره العيني في
 شرح الحديث قال واما سادسا فلان القول بتقسيم مواظبة الخلفاء الى المواظبة الفعلية والمواظبة
 الشرعية قياسا على تقسيم المواظبة النبوية اليها انما يصح لو كان يتمسك في تقسيم المواظبة النبوية
 حديث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء فيقال ان لفظ السنة كما وقع بالنسبة الى النبي وعمر فذلك
 بالنسبة الى الخلفاء فليعم وهو ممنوع لجواز ان يكون المواظبة الشرعية عند قلما ثابتة بدليل آخر لقوله
 تعالى ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوه ونحوه ودلالة حديث عليكم على ان كلامه في
 النوع الرابع وجوبية ياتم تبركها غير مسلمة لم لا يجوز ان يكون كلمة عليكم محمولة على النذب كما
 انما قول لا يجوز حما على النذب كما عرفت سابقا وتقسيم المذكور غير موقوف على كون يتمسك
 تقسيم المواظبة النبوية هذا الحديث بل الغرض ان السنة النبوية لما كانت منقسمة الى تسعين سوار كان هذا
 الحديث اول غير ذلك قد وردت مساواة السنة النبوية وسنة الخلفاء في هذا الحديث فلا بد ان تقسم
 الخلفاء ايضا الى تسعين لما كان لفظ عليكم محمولا على اللزوم لعدم صارت ليصرفه دل الحديث المذكور
 اتم تارك تسعين بتمامها قال واما سادسا فلان سنة النبي وسنة الخلفاء مندرجة تحت لفظ عليكم في
 بينهما مع كونها من جنسيتين بل يفتى عليكم ان يجوز عندكم ان لا على الثاني لا يصح قوله ان كان الله دون فهم
 تارك سنة النبوية وعلى الاول لم لا يجوز التفرقة بينهما بان تكون السنة النبوية موعدة وسنة الخلفاء مستحبة
 اقول هذه التفرقة غير جائزة كما غير مرة ان الحمل على عموم المجاز من غير ضرورة غير جائز بل وجوب ان
 عليكم على اللزوم ويكون كل من استثنى اخلاخته وكون احدهما اودن من الاخر في اللزوم لا يقدر في شيء
 لانهما مشتركان في اللزوم بهذا الحديث معني انه لو اخذ تاركهما واما كون اثم تارك احدهما اقل من اثم تارك
 الاخر فامر آخر مثبت بالدلائل الاخر ولا يضر ذلك في اشتراكهما في نفس اللزوم قال واما سادسا فلانه لو
 سلم دلالة حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا بالذين من بعدي على اللزوم فلا تثبت منه السنة
 الموعدة بل الثابت انما هو الوجوب كما صرح به العيني في حديث اقتدوا حيث قال فاذا كان الاثم
 بهما سوارا يكون اجبا وتارك الواجب يحق العقاب التفصيل ان حديث عليكم بسنتي وحديث اقتدوا
 لا يدل على كون سنة الخلفاء وسنة النبي موعدة اصلا لان لفظ عليكم اما ان يكون محمولا على الوجوب
 واما ان يكون محمولا على النذب اما ان يكون محمولا على كليهما ولا دلالة على تقدير على كون سنة موعدة اما

على الاول فلان فيه احتمالين الاول ان يراد به وجوب اخذ السنة فحسب وجوب السنة الماخوذ بها والثاني ان
يراد به وجوب السنة الماخوذ بها على الاول من قبيل السنة الماخوذة اعم من ان يكون فرضا او واجبة او سنة
موكدة او غير موكدة فلا يثبت كونها سنة موكدة وعلى الثاني يلزم وجوب السنة لكونها سنة موكدة واما
على الثاني فلان المندوب يشمل السنة الموكدة وغيرها واما على الشق الثالث فعدم ثبوت السنة الموكدة ظاهرا
اقول عليكم موضوع في اللغة للزوم وهو اعم من الوجوب كما مر لانه عين الوجوب المصطلح فان هذا الوجوب
المصطلح قد صدق بعد استقراء اللغة بزمان كثير بل بعد زمان النبي عليه الصلوة والسلام ايضا ومن ثم يتبع
من استدل بحديث غسل الجمعة وجب على كل مسلم على وجوب غسل الجمعة بان الوجوب المصطلح لم يكن في الزمان
النبي بل حدث بعده فلا يمكن ان يراد ذلك في كلامه فاذا نكل عليكم على اللزوم بمعنى ان يواخذ
تاركه واذا السنة فيعمل عليه لثبوت ان احسن النبوية ليست بلزمة لزوم الوجوب فضلا عن من الخلفاء
وهذا انما في التفصيل المذكور فانه قد ذكر شقوا باطله واعرض عن كراهية التقدير الصحيح وهو مطلق اللزوم
قال ليعلم ان حمل لفظ عليكم على الوجوب قرب الى الصواب لانه معنى حقيقته واما ان المعنى الحقيقي لا يصار
الى المعنى المجازي وتقايلة اياكم ومحدثات الامور ايضا فيقتضي حمل عليكم على المعنى الحقيقي كيف واما كم محمول
على المعنى الحقيقي اعني التحريم الذي يشعر عنه قوله عليه السلام وكل ضلالة في النار وقوله عليه السلام تسكوا
بها ومعضوا عليها بالنواخذ ايضا يوجب المعنى الحقيقي لكن يجيب ان يراد به وجوب الاخذ لا وجوب الماخوذ
به فان كان السنة على الطريقة فرضا فالأخذ على وجه الفرعية وان واجبة فعلى سبيل الوجوب ان السنة موكدة
فعلى طريق السنة وان تجبا فعلى طريق الاتعاب حتى لا يلزم من كون السنة واجبة ولا يلزم من حملها على الوجوب
كونها سنة موكدة كما عرفت اقول كون الوجوب المصطلح معنى عليكم الحقيقي ممنوع كما مر مرة بل معناه
مطلق اللزوم واما ان المعنى الحقيقي لا يصار الى المجازي وتقايلة اياكم البطلان على التحريم لا يدل على حمل عليكم
على الوجوب المصطلح كما لا يخفى على من تدبر قال واما تأسعا فلان لفظ سنتي وسنة الخلفاء اعم من
ان يكون سنة موكدة او غير موكدة فلو حمل على اللزوم يلزم ان تكون السنة الغير الموكدة ايضا موكدة اقول
قد خصصت الغير الموكدة من السنة بدلالة كل اخذالة على ان افعال النبي صلى الله عليه وآله وسلم الفعلية
احيانا غير لازم اخذها وليس هذا تخصيصا بغير مخصص بل مخصص قال واما تأسعا فلان لا يمكن ان يكون
المواد سنة الخلفاء هو سنة النبوية لا غير فالمعنى الزموا الطريقة التي اتا عليها وخلفائي وهذه الطريقة وجهة

کما يشعر علیہ قولہ علیہ السلام ما انا علیہ واصحابی فان الاصل فی العطف المناصرة کما
 مذکور فی المختصرات فلا یصل الی غیرہ بلا ضرورتہ **اقول** اسے ضرورتہ و عمتکم
 الی ابداع الاحتمال و ای امر اضطرکم الی هذا الاعتدال اثبت عندکم من دلیل آخر عدم لزوم الخلفاء
 ام نہ المیخرورا یکم وقد حدث فی زماننا من ابداع الاحتمالات فی الآیات القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ فانکر
 الضروریات الدینیۃ والواجبات العینیۃ فیما یدن فتنۃ الاحتمال لہی فتنۃ عیاش و صماء اعادنا ہذا
 ومن امثالہما قال اور قول بالوجوب کا یہ حال ہے کہ یہ قول نہ تو مجتہدین فی الشرع سے مانند اندر ہے کہ
 منقول ہے اور نہ مجتہدین فی المذہب جیسے ابو یوسف و محمد وغیرہما اور نہ مجتہدین فی المسائل جیسے
 حضاف و طحاوی و کرخی و مس الائمة حلوانی و خرمی نردوی و قاضی خان و غیرہم اور نہ اصحاب
 تخریج سے جیسے رازی اور نہ اصحاب ترجیح سے جیسے ابو الحسن قدوری و صاحب ایہ اور نہ اصحاب
 جیسے صاحب کنز و صاحب مختار و صاحب قایہ اگر منقول ہے تو انہیں فقہاء سے جو طبقہ سالکین و
 کہ غث اوسمین اور طب و ریاس میں فرق نہیں کر سکتے اور اکثر قائلین بالوجوب کا استدلال یہ
 من حج و لم یر فی نقد جفائی سے ہے اور یہ حدیث قطع نظر اس سے کہ اکثر محدثین اسکو موضوع اور بعض
 محدثین ضعیف کہتے ہیں وجوب یہ لالت نہیں کرتے کیونکہ لفظ جفا تو حدیث میں بداجاہین آئی ہے
 اوسکی نسبت مجمع البحار میں مرقوم ہے اسی من خرج الی البادیۃ اوسکن فیہا غلط طبعہ لعلہ فخالطہ الناس
 انتہی پس اگر یہ لفظ وجوب پر نفس ہو تو چاہیے کہ شہکار جناہی جب ہو جاوے اور یا وہ کارہنا حرام
 اور حال آنکہ اسکا کوئی قائل نہیں **اقول** یہ کلام مخدوش ہے ساتھ چند وجوہ کو اول یہ کہ سابقا
 آپ نے جذب القلوب سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ قائل قرآن وجوب کو ہیں اور آپ خود قول محقق ہیں تسلیم
 کر چکے کہ قرآن وجوب و در وجوب دونوں متقارب ہیں پس انکار کرنا اسکا کہ یہ قول کسی مجتہد سے منقول نہیں
 چشم پوشی ہے و دوسری یہ کہ قول وجوب کو یک طائفہ فقہاء نے جو کہ معتد علیہم و مستند الیہم سے نقل کیا اور
 بعضوں نے بطور خود بغیر نقل خبر کیا جیسا کہ عبارتیں او کی کلام مبرم میں مرقوم ہیں بخلاف او کی نہ بلالی
 ہیں جمہور او کی شان میں خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر میں کہتے ہیں الشیخ العمدۃ حسن الشربلہ
 مصباح الازہر و کو کہ المنیر لوراء صاحب سراج الولوج لا تنس من نوره او صاحب النطیقۃ لا تنس من غنیہ
 او ابن الحسن لان الفناء علیہ صاحب التخریرات و الرسائل التي فانت وکان حسن الفقہاء فی زمانہ ما

الربوبیہ اذا قولت بحینہا حدث فی زمن معاویہ و ما حدث من الخلفاء الراشدين فستد بلا شک لا یخذ
بہا واتباعہا بالنقل لقطع انتہی اور قول مذہب جو آپ نے اختیار کیا اوسکو قول محقق میں فتاویٰ عالمگیری
اور رد المحتار اور درمختار سے نقل کیا اور مصنفین انکو مجتہدین سے ہیں اور نہ صحابہ ترجیح سے اور نہ صحابہ
تخریج سے اور نہ صحابہ متون سے بلکہ فتاویٰ عالمگیری کے جامعین کا حال مہول ہے اور رد المحتار مصنف
کو عرصہ قلیل ہوا کہ وہ نونچ انتقال کیا اور کمال حال نہیں معلوم کہ کیسے ہے اور درمختار کے نسبت البتہ

اعلیٰ شرح شہابہ میں لکھتے ہیں قال فیما صالح لا یجوز الا فتاویٰ من لکتاب المختصرۃ کا لہر و شرح لکتر بلعینی
والد المختار ولعدم الاطلاع علی حال مصنفہا کشرح لکتر ملا سکین شرح النقایۃ للقمستانی والمقل الا

الضعیفۃ فیہا کالتحقیق للزاد ہی فلا یجوز الا فتاویٰ منہ الا اذا علم المنقول عنہ اخذہ منہ لکذا سمعتمہ وہو
علامۃ فی الفقہ مشہور انتہی اگر کوئی شہدہ کرے کہ عالمگیری غیر وہیں قول مذہب کو بلفظ قال شاخنا
ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول قدام حنفیہ کا ہے تو جواب سکا ہے کہ یہ کہ مشاخنہ کی نقیصین کسی فتا
میں نہیں ہے کہ اس سے کون کون مراد ہیں اور بغیر نقیصین کو کیونکر یہ قول منسوب قدام ہو سکتا ہے
خلاصہ یہ کہ قول مذہب ہی کتب معتبرہ میں مرقوم ہے پس اگر کسی نے موافق او یکسو بلفضام حدیث جفانی
کے فتویٰ دیا تو کیا نقصان دافع ہوا نہیں ہے یہ کہ حدیث جفانی کو اکثر محدثین کا موضوع کہنا
کمان میں ثابت ہوا قول محقق میں آپ نے صفائی اور زکشی اور ابن جوزی و زہبی و ابن عبد البر
حکم وضع کا نقل کیا اور کلام میں میں انہیں متحقق کر دیا گیا کہ صفائی اور ابن جوزی مباغنین فی حکم الوضع سے
ہیں اور انکا اعتبار نہیں اور ابن حجر نے لکھ دیا کہ ذہبی نے حکم وضع کا بتبعیت ابن جوزی کر دیا باقی ہی
زکشی اور ابن عبد البر و ابن عبد البر بعد ثابت ہوئے اس امر کے کہ ان دونوں نے بتبعیت مباغنین کے حکم میں دیا
بلکہ خود رواۃ کی نفی میں کہ حکم دیا ان کو کہ کسی اکثر کا حکم کمان سے لازم آیا اور اس حدیث کے عدم کسب
کا حال عنقریب اجماع ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ چوتھی یہ کہ معنی جفانی لغت میں چند معدود ہیں جابجہ قاسم

میں ہے جفاجواء و جفانی لم یلم یمکن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ
و لقیص جفانہ و جفانہ و جفانی لہ عن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ و جفانی لہ عن مکانہ

کرے ہیں فی الحدیث اذا سمعت فتاویٰ وہ من الجفاء البعد من الشیء يقال جفانہ اذا البعد عن جفانہ
البعد و الجفاء ایضا ترک الصلۃ و البر و منہ الحدیث البعد من الجفانہ بالذال المعجمۃ خمس من القول فی الحدیث

الآخر من بداحبا بالادل السطحة اى من سلكن فى السادة غلط طبعه لقائه فى الطة النان الجفا و غلط الطبع ومنه
 صفة البنى صلى الله عليه وعلى آله وسلم ليس بالجابى انتهى ان عبارات سرظا ہو کر جب جفا متعدی مفعول کس طبع
 بلا واسطہ ہوتا ہے معنی اوسکو ضد بر وصلہ کر یا بٹکنہ ہو کر ہیں اور جو جفا بمعنی غلط طبع کے ہے وہ لازم ہے یعنی کہ
 حدیث جفانی میں جفا متعدی میں لا بد معنی اوسکو ترک بر وصلہ کے اور ظلم کے ہو کر ایسوسطے قسط ملتی ہو
 میں لکھتے ہیں الجفا اذی الاذى حرام فجب لزیارة اذالالة الجفا وجبہ انتہی اور حدیث میں بداحبا میں چونکہ
 جفا متعدی مفعول کی طرف نہیں ہے اسواسطے معنی لازم پر محمول ہوا اور اگر جفانی میں کوئی اور معنی لیا جائے
 معنی یہاں ہو جائیگا کہ من فرق بینہما من لم یفرق فقد وقع فی غلطہ عظیمۃ قال بیان ہے مرجوحیت
 قول الاستلزام کہ اور قول جو کہ ثابت ہو کر اور قول مرجوح پر فتویٰ دینا فقہاء نے حرام لکھا ہے تو
 چاہیے کہ جسکے قول پر فتویٰ دیتا ہے اوسکی وایت و درایت کا حال تحقیق کر لے اور اس بات کی منت
 حاصل کر لے کہ قائل فقہاء کو کون سی طبقہ میں ہے نہ جیسا کہ صاحب کلام مبرم نے کیا کہ وجوب کہ ابو عمر
 مالکی مجہول الحال اور اوسکو مقلدین کا قول ہے بیباک ہو کر فتویٰ دیا اقول اس کلام میں چند تعقبات
 ہیں اول یہ کہ مرجوحیت قول جو کہ اور قول سنت کو جو وجہ بیان کر گئے سب وہ ہو گئے پس
 ثبوت مرجوحیت زعم باطل ہے دوم یہ کہ ابو عمران مالکی کا مجہول الحال ہونا کذب زور پر طبقات مالکیہ
 ملاحظہ کیجئے بغیر معائنہ کیے ہوئے کتب طبقات کو کسی کو مجہول کہد یا شان اہل علم و بعید ہے شوم
 یہ کہ صاحب کلام مبرم نے مجروح متابع ابو عمران فتویٰ نہیں یا بلکہ متابعیت یک طائفہ خفیہ و مقتضا
 حدیث جفانی اس ل کو اختیار کیا چارم یہ کہ آپ جو قول ندب پر فتویٰ یا دہ متابعیت ارباب
 عالمگیری و رد المحتار و در مختار فتویٰ دیا اور ان کا حال دریافت نہ کیا کہ کس طبقہ سے یہ لوگ ہیں
 باب دوم ردین ایادات مولوی محمد بشیر صاحب جو صاحب کلام مبرم پر کہئے ہیں بن ہم قول
 صاحب کلام مبرم کہ جو کہ جس پر مولوی صاحب نے ایراد کیا ہے بلفظ افاد نقل کرتے ہیں بعد اوسکو ازکر اید کو
 بلفظ قال نقل کر کے بلفظ اقول دفع کریگا افاد اس سال مولوی محمد بشیر صاحب سوانی تھیں تھیں
 تشریف لیگئے اور مشاہد خطام اور مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فرغت کی مرغیت
 مراجعت وطن کی کی زیارت قبر محترم سید رسل شفیع الامم کا ارادہ فرمایا قال اس کلام میں صریح
 تنافی ہے کیونکہ عربین تو عبادت مکہ معظمہ مدینہ طیبہ سے ہو غالباً صاحب الہ نے اپنی کمال علمی سے کہ

و حرمین میں امتیاز نہیں فرمایا اقول علماء و ارباب تدین کی شان بعید ہو کہ اس قدر سفور و درود را
 کرین او باب مدینہ پر پہنچ کر مدینہ میں اخل ہو نیکا قصد نہ کریں اور اگر سید را وہ کرنا کہ ہم فقط مکہ منظمہ
 جائیں گے مدینہ منورہ ہی مشرف نہونگر بڑی بیباکی ہو عوام ہی ایسا کہہ فی قصہ میں کہتے ہیں چاہو وہ لوگ
 جو فرقہ علمای میں داخل سمجھو جاتے ہوں اور چونکہ آپ مشہر بہ فضل و علم تھے لہذا صاحب کلام مہرم نے
 آپ کے حق میں حسن ظن کیا اور یہ سمجھا کہ اگر سے آپ را وہ حرمین کا کہہ گئے ہونگر مردان جا کر بسبب بہت
 فسخ غریبت کی لہذا صاحب کلام مہرم نے اولایہی لکھا کہ حرمین تشریف لیکن بعد اسکے لکھا کہ بعد
 فراغ حج کے مراجعت وطن کی کی اور یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ آپ گھر واکل کی وقت ہی قصد مدینہ کا نہیں کیا
 کیونکہ یہ شان جہلا ہی ہی بعید ہو چکا کہ علماء و اراکرا فرماتے کہ اگر سے قصد زیارت کا نہیں درست ہو
 جیسا کہ ابن تیمیہ کا مذہب ہے تو قطع نظر اسکے کہ مذہب ابن تیمیہ کا اس مسئلہ میں مردود ہو چکا جائیگا کہ
 قصد ہی نہوی کا اتفاقا دوست و افا و مخفی نہ ہے کہ جمہور فقہاء حنفیہ مائل بوجوب ہیں **قال** اولاً
 اس مقام پر صاحب سالہ لے لفظ مائل بمعنی لکھا اور صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۱۵ میں بالقاف تحریر فرمایا ہو اور یہ خیال
 نہ فرمایا کہ محقق حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہیں انتہی پس معلوم ہوا کہ صاحب سالہ
 قول میل میں ہی تیسرے نہیں اقول سبحان اللہ عجیب اعتراض عامی ہو کہ جسکے دیکھنے سے طلبہ بھی حیرت
 آپکو ہو را و محققین کے فرق کی ہی تیسرے نہیں **یہ قال** ثانیاً باب اول میں ثابت ہوا کہ جمہور فقہاء
 حنفیہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ بلکہ کل اہل اسلام معتقدین بہم قائل استحباب ہیں **اقول** کلام مخدوش
 ہو چہند وجوہ **اول** یہ کہ آپ نے قول محقق میں قول مذہب کو طرف جمہور کے منسوب کیا اور پسند
 اسکی عبارت در مختار و عالمگیری و رد المحتار گردانے حال نکتہ میں کتاب میں ایک محلہ کے وجود سے
 قول جمہور لازم نہیں آتا ہو اس رسالہ میں بلفظ مشائخنا اور مسئلہ تجنیس متناوہ کے قول جمہوریت
 حال انکہ لفظ مشائخنا نص عموم نہیں ہو بلکہ وہ قبیل حضرت علماء و اہل بیت سے ہو و مسئلہ تجنیس وجوب پر ہی
 متفرع ہو سکتا ہو پس قول جمہور کہاں سے ثابت ہو اود و سہرہ کہ جمہور شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے قول
 مذہب کو عبارت مہرمی و بحر العلوم و ابن حزمہ دلائل کیا حال انکہ عبارت بحر العلوم مطلق قریب پر دال ہو و عبارت
 مہرمی میں قریب جو بہ قول ہو اور وہ باقرار آپ کے متناوہ با وجوب ہو اور عبارت منقولہ ابن حزمہ
 استحباب بعدیت زیارت الحج پر دلالت کرتے ہیں استحباب مطلق زیارت پر مفسر یہ کہ استحباب ہیں

اجماع است و التعداد غیرہ سے نقل کیا اور یہ نہ خیال کیا کہ باوجود خلاف اجماع کیونکر صحیح ہو اور یہ جماع
 منقول یا مرسوم یا ماکول ہو کما تفرص فی ذلک کلمہ فی رد الباب الاول چوتھے یہ کہ لفظ معتدین ہم
 کس قاعدہ سے صحیح ہو شاید کمال ذکاوت سے غلط کو صحیح کر دیا قال ثانیاً یہ کہ بال دل میں معلوم ہوا کہ
 حنفیہ قول استحب کو نقل کر کے پہر قول اوجوب بیان کر کے تفریع قول استحب پر کرتے ہیں یا قول
 سابقاً گذر چکا کہ وہ تفریع وجوب پر ہی درست ہو قال ثانیاً یہ دعویٰ کہ جمہو حنفیہ قول وجوب کو
 نقل کر کے سکوت کرتے ہیں اور عبارت سے جو اوستی ثبوت کے لیے پیش کی گئیں ہرگز ثابت
 نہیں ہوتا بلکہ ان عبارت سے قول قریب وجوب منقول ہو اور وجوب قریب وجوب میں فرق نہ کرنا شر
 حمل سے ہو یا قول دروغ گور حافظ نہایت زیادہ اور اب چونکہ ثالث اور نسبت حمل کے ناشی
 حمل میں ہے کیونکہ قریب وجوب حکم وجوب میں ہے جیسا کہ عبارت فقہاء اور دلیل منقول سے سابقاً ثابت
 ہو چکا اور آپ قول محقق میں اس امر کی تصریح کر چکے کہ قول قریب وجوب اور وجوب دونوں متضاد ہیں
 اور دونوں کی دلیل ہی ایک ہی ہے اور تضعیف ایک کی دوسری تضعیف ہے پس اگر یہ فرق نہ کرنا حمل ہو
 تو لازم اسکا آپ کی طرف عالم ہو اور یہ چوتھا موضع ہے اور موضع ہی جنہیں آپ توافر واقع ہو قال
 پوشیدہ نہ ہو کہ عبارت منقولہ سے تو ایک ہی حنفی کا وجوب کو اختیار کرنا ثابت نہیں ہاں البتہ یہ بات
 البتہ ثابت ہے کہ ابو عمرو بعض شافعیہ و بعض مالکیہ قائل ہو وجوب ہیں اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ
 قول قریب وجوب کو نقل کرتے ہیں نہ یہ کہ جمہو حنفیہ قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کرتے ہیں یا قول
 قریب وجوب اور وجوب میں فرق نہ کرنا حمل میں ہے قال اگر کما جاوہر کہ کسی حنفیہ کا قول اوجوب ان
 عبارت سے ثابت نہیں ہوتا لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ عبد البنی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے وجوب کو نقل
 کر کے سکوت کیا پس حنفی کا قول نقل کر کے سکوت کرنا ثابت ہوا تو جو اسکا دسکا یہ کہ اول تو اس کے
 جمہو حنفیہ کا وجوب کو نقل کر کے سکوت کرنا ثابت نہیں ہوتا و وہم عبد البنی نے تو اسکا مسکا مختار کی
 دلیل سے کہ شدہ قال ابو یوسف البنی العربی القرشی النکبی شتہ من سنن السلفین یہ سب سکوت معارض اسکا
 تصریح کر کے کہ اسکا ہی قول عبد البنی کی عبارت میں جو مستند واقع ہے لقرینۃ المساکین کے معنی طائفہ
 متداولہ بین المسلمین کہ یہ ہیں قول مطلق قریب پر دلالت کرتا ہے نہ مجرد استحب یا پس اختیار اسکا
 استحب یا کہ ان ثابت ہو اقبال اور حضرت شیخ عبد الحق نے اول خبر قول مختار کی تصریح کی بلکہ وجوب کے

موسمہ شامیہ

تاویل ہی بیان کی لیکن دین کے کو صاحب سار نے اپنی یا نیت خذف کر دیا پوری عبارت شیخ کی یہ ہو گیا
 زیارت قبر خریف مسجد نبیہ انما عظم قربات واعلیٰ درجات مست لخصہ برائند کہ واجب کہ ہر ایک سویت
 چنانکہ امام عبدالحق کہ از اعانہ علماء حدیث مست ذکر کردہ و لفظ اند کہ مراد وی از واجب بنت مولا
 کہ در مرتبہ واجب است و بہ ثبوت پلوستہ کہ آنحضرت فرمودہ من زار قبری حبیبہ شفاعتی و مروی
 کہ من حبیبہ و لم یفد الی فقد جفائی صاحب مجاہد لفظ کہ ابن حدیث ظاہر است و حرمت ترک زیارت
 نیز کہ درین جفا اوی مست و جفا و انداز ان حضرت حرام مست جامع پس جب شد از لہ جفا و ان
 زیارت خواہد بود پس زیارت واجب ہستی یہ اول خریف ہو کہ صاحب سالہ اس سالین مرتکب ہوا
 اقول نام برین فہم علم شیخ نے اولاً حکم عظم قربات کا و علیٰ درجات کا دیا اور یہ عام ہو احتیاج و وجوب
 و سنیت ہو پس اختیار او کا احتیاج کو کس جملہ میں ثابت ہوا اور نسبت خریف کی طرف صاحب کلام
 برہم کے عجائب و زکار ہو کیونکہ خریف عبارت ہی کاڑنے ہو اور بدل ہو سی اور چونکہ تاویل وجوب کی
 جو عبارت شیخ میں منقول ہو نقل عبارت شیخ کے صاحب کلام مہم کو مواہب لدنیہ میں نقل کرنا منظور
 لہذا بنظر اختصار کے عبارت تاویل کو مذکور نہ کیا اور باقی عبارت پر اقتصار کیا پس یہ مختصر بخیر
 مستغنی عنہ ہوا نہ خریف شاید آپ کے نزدیک خریف و اختصار میں اتحاد ہو کہ اختصار پر حکم خریف پیدا
 ہو کر دوسری ہین یا و عید فترا و بہتان ہو خوف نہیں قراتے ہین قال علاوہ کہ وہ عبارت جس میں
 قریب ہو وجوب ہو از کا احتیاج پر محمول کرنا وجوب پر محمول کر نیسے آسان ہو کیونکہ افضل احتیاج
 کو ہی قریب ہو جب کہ نادرست ہو سلیس کہ قریب ہو نیک امر انسانی ہو بخلاف وجوب کہ او سپر اطلاق
 قریب ہو جب اس قریب سے ہو کہ نقل سلیم او سکا انکار کرتی ہو اور جن عبارت میں لفظ وجوب ہو او کو ہی
 احتیاج پر محمول ہو سکتے ہین اقول یہ کلام رد و ردی چند وجوہ ہو اول یہ کہ قول متقین میں آپ کی
 عقل سلیم نے قریب ہو جب کو وجوب ٹھہرایا اور بیان عقل سلیم عام فرمے لگی ان ہذا الشیء عجاب
 آور یہ یا نحو ان وضع ہو او ان مواضع ہو جان آپ تعارض واضح ہوا و ہم یہ کہ اطلاق قریب ہو جب
 وجوب پر اطلاق فقہاء میں شائع و ذائع ہو جیساکہ سابقہ مذکور ہو چکا اور اطلاق او سکا مستحب پر ابتداء
 جناب لا ہو پس بمقابلہ اطلاق فقہاء کے یہ تجویز آپ کی کہ تسلیم کجا دیگی مستحکم یہ کہ قریب کے اضافی
 ہوئے نہیں لیکن لازم کہ اطلاق قریب ہو جب کا مستحب پر ردی و رد لازم ہو گیا کہ مباح کو قریب ہو جب کہنا

درست ہو جاوے بلکہ مکروہ نہ رہی اور تحریمی کو قریب واجب کہدین کیونکہ نسبت حرام وہ ہی قریب ہیں
اور التہام اسکا خالی از تخافت نہیں ہے چارہ یہ کہ جواز اطلاق شرع دیگر ہو اور وقوع اطلاق شرع
دیگر ہو پس بعد تسلیم جواز کے کہا جاتا ہے کہ کسی فقہی نے کسی کتاب میں قریب واجب کا اطلاق حقیقہ
مستحب پر نہیں کیا ہے ورنہ ادعی غلیہ البیان اور اطلاق او سکا وجوب پر واقع ہوا ہو پس اطلاق واجب
کو جو بڑا کر اطلاق ممکن کو دنیا عقل سلیم کے نزدیک قبیح ہے و شجرہ یہ کہ وجوب کو استحباب پر حمل کرنا یا
ہر جیسا کہ کہا جاوے کہ و امر جنتی شرع میں وارد ہیں وہ سب استحباب پر محمول ہیں و لہذا الاصل
افاد اب کلام بعض محققین شافعیہ ہی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم
ہوتی ہے قال سہوی کی عبارت تو وجوب ہونا ہرگز نہیں حکتا البتہ قریب وجوب ہونا ہوا
جانا ہوا و وجوب قریب وجوب میں فرق ہے اقول قریب واجب حکم میں وجوب کی جیسا کہ سابقا
گذر چکا اور اب بھی نقل میں انرا کر حکم اب سے فرار فرماتے لہذا یہ چنانچہ موضع ہر اہل مصلحت
سے جہاں آپ سے مخالف واقع ہوا قال و قسطلانی اور ابن حجر مکی کے کلام سے اگرچہ وجوب کی طرف
میلان معلوم ہوتا ہے لیکن اہل مدونہ نے بنا لے سکی حدیث جفانی پر کی ہے اور اس حدیث کا
قابل احتجاج ہونا ابھی تک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اقول کلام مبرم میں اس حدیث کو قابل احتجاج
ہونا مذکور ہو چکا اور اب فی تفصیل غفر یہ پیش کیا و یکی انشاء اللہ تعالیٰ قال علاوہ یہ ہر کسے
اور ابن حجر مکی نے بعض مالکیہ کا قول وجوب نقل کر کے یہ تاویل ہی نقل کی ہے کہ مراد وجوب ہی سنت کو
ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور سکوت صاحب سالہ کے نزدیک دلیل ضایہ بلکہ ابن حجر نے توضیح اس
تاویل کی تائید کی ہے سطح پر کہ کہا ویدل لذلك عاویث صحیحہ مسرودہ لائشک الامم المسیئہ نو بصیرت
اقول قسطلانی نے بعد نقل تاویل کے حدیث جفانی کو ذکر کیا اور بعد اسکو کہا فلینا مل قولہ فقد
جفانی فان ظاہر فی حرمت ترک الزیارتہ خواجہ تمام عبارت او سکی کلام مبرم میں منقول ہے اب الغضا فا
کیسے کہ اسے اختیار قسطلانی کا قول وجوب کو معلوم ہوا یا تاویل کو اور ابن حجر کی عبارت جو کلام مبرم میں
منقول ہے اس سے ہر ذی علم سمجھ سکتا ہے کہ تاویل کی ترجیح وجوب کی طرف ہے اور عبارت ابن حجر
جو لفظ تاتع ہے اسکا اشارہ تاویل کی طرف ملاحظہ کرنا کمال احتیاط پر دال ہے کیونکہ مذکور مذکور
بعد کیوں اسے ہے اور قول تاویل اسکی قریب مذکور ہے اگر تائید تاویل کی منظور ہوتی لہذا کس جاتا

قال او قسطلانی نے پہلے ہی اپنا مختار میں بیان کر دیا جسٹ قال علم ان بارة قبر الشريف
 من عظم القربات واجبی لطاعات و سبیل الی الخ لدرجات من یعتقد غیر ذلک فقد اختلف من لقیة الاسلام
 پس اس میں ترجیح قول واجب ثابت نہی اقول قریب وطاعت عامہ ہر سخت واجب سنت وغیرہ
 پس اس سے اختیار مطلق قریب کا ثابت ہوا نہ اختیار احتیاب کا اور ترجیح وجوب کی عبارت لاحقہ
 جو سابقہ مذکور ہو چکی ثابت ہوئی قال قطع نظر اس سے قول وجوب جمہور شافعیہ کے مخالف ہر جیسا کہ
 باب دل میں ظاہر ہوا اس لیے قابل اعتبار نہیں اقول باب اول کے رد میں واضح ہو گیا کہ جو عبارت
 آپ نے واسطے اثبات قول جمہور شافعیہ کے نقل کمین وہ مفید مدعی نہیں ہو قال او قسطلانی اور میں
 مکی راون طبقات فقہاء میں سے نہیں ہیں کہ جنکو قول پر فتویٰ دیا جاوے بلکہ طبقہ سابقہ میں ہیں اقول
 یہ دعویٰ بلا سند ہے اسکا اثبات کرنا چاہیے شاید اسوجہ سے کہ اون دنوں نے آپ کی رائے کے خلاف
 لکھا طبقہ سابقہ میں داخل ہو گئی قال اور یا وجود اسکو یہ قول مخالف جماع ہوا قول سابقہ مذکور
 کہ جماع احتیاب پر کسی کے کلام سے صریح نہیں مفہوم ہوتی ہے اور بعد تسلیم کے نقل جماع منقطع ناقصین
 ہوا وسیع اعتماد خلاف و با فضلیں ہوا فاؤدغنی نیز کہ قول صاحب احباب کا حدیث میں حج و لم یزنی
 فقہ جفائی کے حق میں لفظ لا یصح اسکو موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اسکی
 مرتبہ صحت مصطلح اہل حدیث تک نہیں پہنچی بلکہ ضعیف ہے نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہیں آہن طساہر
 تذکرۃ الموضوعات میں کہتے ہیں قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و بین قولنا
 موضوع ہون کثیر فان الموضوع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم من اثبات العدم وانما احبا
 عن عدم الثبوت وقال ايضا لا یلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت لیشمل الصیغ الضعیف انتہی
 قال اولاً اس مقام پر صاحب بالہ نے اس غرض سے کہ حدیث ضعیف کو بھی ثابت کہتے ہیں نقل عبارت
 تذکرہ میں تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت اسکی یہی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا
 موضوع ہون کثیر فان الموضوع اثبات الکذب والاختلاق وقولنا لم یصح لا یلزم من اثبات العدم وانما
 ہوا ضارب عن عدم الثبوت وقال ايضا لا یلزم من حمل الراوی وضع حدیثہ فی الوجیز فرق بین المنکر
 والموضوع وقال الزرکشی من منہ ما ین فی الآن اذا ساقوا الحدیث باسنادہ معتقدوا انہم راوا
 من عمدتہ و ذکر السخاوی عنہ ان لفظ لا یثبت لا یلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت لیشمل

الصحيح فقط والضعيف دونہ اتنی ثانیاً صاحب الہی جسطرح مذکور کی عبارت نقل کی ہو اس پر اس کا
 مدعی اگر ثابت نہیں ہوتا یعنی یہ کہ حدیث ضعیف کو یہی ثابت کہتے ہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے
 کہ لفظ لا یصح اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت کے اور نہ بطور ضعف کی لہذا
 اوس میں لکھا ہے کہ یہ قول اخباری عدم ثبوت سے اور ثابتہ شامل ہے صحیح ضعیف کو اس قول کلام میں
 واسطے اختصار کے بقدر ضرورت کہ جس سے عدم دلالت لفظ لا یصح موضوعیت پر کہ اصل مدعی پر
 ثابت ہو جائے عبارت مذکورہ کی نقل کی گئی اور اختصار اور تحریف میں فرق بین ہے پس دعوی تحریف
 کا باطل و افتراء ہے اور عبارت مذکورہ سے اس امر کا سمجھنا کہ لفظ لا یصح جو بمعنی لا یثبت کو ہے سبب دلالت کرتا ہے
 کہ وہ مطلقاً ثابت نہیں نہ بطور صحت اور نہ بطور ضعف عجیب ہے کیونکہ لفظ لا یثبت عرفاً محدثین
 نہ مطلق ثبوت کے نفی کے واسطے آتا ہے بلکہ نفی صحت کی واسطے چنانچہ شمس الدین سخاوی محاصرہ میں
 تحت حدیث السنخ قریب میں اس کے لکھتے ہیں ونقل ابن الجوزی فی الموضوعات لما ذکرنا الحدیث

عن الدارقطنی ان قال لہذا الحدیث طرق ولایثبت منہا شیء قال شیخنا ولا یلزم من ہذا العبارة ان یلزم
 موضوعاً قال ثابت لیسیم الصحيح والضعیف دونہ و ہذا الحدیث ضعیف فال حکم علیہ لیسیم بحکمہ اتنی افاد
 خلاصہ اہم اس مقام میں یہ ہے کہ باب یارت میں علماء کرامین قول ہیں بعض علماء خلف و سلف تو مذکور
 پر کفایت کرتے ہیں اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا یہی ہیں اور مختار بعض مالکیہ یہ کہ یہ بات
 سنت ہو کہ وہی قال اس کلام سے ظاہر ہے کہ بعض مالکیہ جو حکم وجوب کا یہی ہیں وہ اور ہیں اور
 وہ بعض مالکیہ جو سنت کو قائل ہیں وہ اور ہیں حال آنکہ عبارات منقولہ سے کہیں ثابت نہیں ہوتا ہے
 بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض مالکیہ جن کو کلام میں وجوب آیا ہے ان میں سے بعض مالکیہ دوسرے
 تاول کرتے ہیں ساتھ سنت ہو کہ وہ کہے اور بعض مالکیہ وضالہ سے قریب ہو جو منقول ہے اور
 لفظ اگر جمیع سنت ہو کہ وہ کہیں لیکن اس میں بعض نہیں بلکہ استجاب پر محمول ہو سکتا ہے اقول انکا
 تصریح سنت قلت تتبع سے جو سابقاً گذر چکا کہ بعض تصریح سنت کی کرتے ہیں
 اور معلوم ہو چکا کہ جو مالکیہ وجوب کے قائل ہیں وہ اور ہیں اور جو سنت کہتے ہیں
 وہ اور ہیں اور قریب واجب کا اطلاق مستحب پر اطلاق فقہاء میں شائع نہیں ہے
 بلکہ اطلاق اس کا واجب پر ذالغ ہے جیسا کہ عبارتیں مناسب مقام کے سابقاً مذکور ہو چکی ہیں

وضع جمع قاف

پس محل کرنا قرب و وجوب کا استجاب پر خلاف عقل و نقل کے ہر بلکہ خلاف آپ کے اقرار اور یہ سا قان موضع اور موضع سے جہاں آپ سر مخالف اربعہ اوافا و پس اختیار کرنا قول متنبہ کو اول نسبت اس کی اختیار کے اور نفع قول وجوب کے طرف جمہور خفیفہ کے کرنا جب کہ مولف نے قول محکم نے کیا ہے **قال** اور جب ہنوز ثابت کر دیا کہ مختار جمہور مشایخ خفیفہ بلکہ شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ استجاب ہے بلکہ فقہاء و ائمہ جماع کا دعویٰ کیا ہے پس قول صاحب کلام ہرم کا غلط ٹھہرا اور اس مقام پر مؤلف کلام ہرم کی مبلغ الاستعداد ظاہر ہو گیا کیونکہ بجای تصعیف کی لفظ طعف تحریر فرمایا **قال** اور جب ہنوز ثابت کر دیا کہ جمہور خفیفہ کی طرف نسبت استجاب کی جو وجہ آپ نے بیان کی وہ مؤویز اور اجماع استجاب پر بر تقدیر ہم وجود اس کی غیر معتبر پس یہ قول غلط غلط ٹھہرا اور یہاں مبلغ و کائنات و وظائف کا ظاہر ہو گیا کہ مثل علوم کی آپا ریادات مہلات کرتے ہیں و بسا بحث علمیہ کو میرے کار نہیں رکھتے ہیں ایسے تقریرات پر طلبہ علوم تعجب کی ہیں جو جہاں کے علماء آپ کے خیال مبارک میں یہ نہ آیا کہ نسبت ضعت قول وجوب کی طرف خفیفہ کے اسکے معنی ہیں کہ نسبت کرنا اس امر کی کہ خفیفہ نے ضعیف کہا نسبت کرنا اس امر کی کہ خفیفہ کی کتب میں ضعت مہرج ہوتی و کم من عارفہ لا یجہاد و آفتہ من القدم استہم اوافا و یہ قول تفسیر ہے و ہنوز ایک نسبت کرنا جب کی طرف جمہور خفیفہ کی حال آنکہ نہ عبارت در مختار میں یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری میں **قال** مشائخ اس کی لفظ سے جب سیم شہر کا مسلک سیم ثابت کرنا تو یہ کلام غلط ٹھہرا **قال** سابقا یہ کلام مخدوش ہو چکا اوافا و دوسری نسبت ضعیف قول وجوب کے صاحب در مختار کی حال آنکہ اس کے کلام میں کہیں نشان الضعیف نہیں ہے اور لفظ قبل مرفوع اسطے الضعیف کی نہیں ہے کہ خواہ وہ اس ضعیف سمجھی جاوے **قال** ظاہر لفظ قبل سے ضعت ہے جیسا کہ لمطواد میں بیان غلط میں در مختار کی اس قول کی محنت میں نیک المقصود عدم الاسرار مرقوم ہے ظاہر ضعیفہ اور مختار میں باب لعیدین میں مرقوم ہو قلت قد رجعت التمریثی فرأیت حکما من الغیر لصیغۃ التمریثی طحاوی کا و سکر تحت میں لکھا ہے الوالوال فی موضع ضعیف من غیر نا اور ضعیفہ مہول ضعیفہ تمریثی ہی شرح نجیۃ الفکرین مرقوم ہو و ماتی فیہ لغیر الجرم ای لصیغۃ التمریثی کی ذکر و بیروی و لقال و نقل و روی و نحوہا لقیل لحنہ تعالیٰ و شیخ عبدالحی نے مقدمہ میں لکھا ہے و ما ذکرہ لصیغۃ التمریثی و الجہول قبل و لقال و ذکر فی موضع عندہ کلام الی مل لکھ چہ لفظ قبل کا ہی فیہ ضعیفہ کے لیے ہی آتا ہے لیکن ظاہر ضعیفہ ہی

اور صدر اول ظاہر ہے قرینہ صارفہ کے نہ چاہیے علی الخصوص جبکہ قرینہ مرتجہ تضعیف موجود ہو یہ کہ صاحب درمختار نے اول قول استحباب کو بیان کیا اور سبک بعد قول وجوب کو نقل کر کے تفریع قول استحباب کی اقول کلام فقہاء میں صد ہا جگہ صیغہ مجهول وارد ہو اور اس کے تضعیف مراۓ میں ہو اور اصطلاح اطلاق محدثین سے توافق استعمال فقہاء کا ضرور نہیں ہر جہاں جس مقام میں سیاق یا سباق میں قرینہ تضعیف ہو وہاں البتہ صیغہ مجهول کلام فقہاء میں محمول تضعیف پر کیا جاتا ہے جیسا کہ طحاوی نے دونوں موضع میں جو آپ نے نقل کیے ہیں کیا ہے اور ان میں فیہ میں قرینہ تضعیف مفقود ہو علاوہ ازیں سخاوی نے فتح الملیث میں تصحیح اس امر کی کی ہے کہ تخصیص استعمال لفاظ قرینہ شل قبل وغیرہ واسطے ضعف کے اکثر فقہاء محدثین متاخرین کی استعمالات میں باقی نہیں ہی عبارت اور کی یہ ہے کہ اول

ذلک اکثر من المصنفین من الفقہاء وغیرہم وشدائد انکار البیہقی علی من خالف ذلک و ہو تساؤل من فاعلہ اذ یقول فی الصحیح نیکر ویروی ذنی الضعیف قال روی انتی افادہ ملاحظہ کیجئے کہ ابن ہمام نے کہا کہ ترجیح اور فقہاء نفس میں اور نکاح شادی قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا قال اولاً تو ابن ہمام نے قول وجوب کو نقل ہی نہیں کیا بلکہ قرینہ وجوب کو نقل کیا اور قرینہ وجوب وجوب سمجھنا الزیسن نامی ثانیاً ابن ہمام نے اول استحباب کو بیان کیا پھر قرینہ وجوب کو پر ایک مسئلہ ایسا بیان کیا کہ متصفح استحباب پر نہ ہو غیرہ اقول قرینہ وجوب کو حکم وجوب میں سمجھنا اگر ناہمی ہو تو آپ کیوں قول محقق میں متصفح اور یہ آئینوں موضع ہر ادون موضع ہر جہاں آپ متناقض ہوا اور تفریع مسئلہ مذکورہ کا فقط استحباب سمجھنا الزیسن نامی ہو کما مراراً افادہ بیان ایک مہرولف ہی تفسیر ہو یہ کہ جمہور فقہاء حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو ہمیں سنت سنت کو کہہ لکھتے ہیں قال یہ بات میری غلطی کیونکہ فقہاء حنفیہ مختلف ہیں نفس تراویح کی سنت و مستحب ہونے میں بتاریخ شرح قدوسی میں مرقوم ہے و مختلف الشائخ فی الترویج قال

بعض نظم قال بعضہم سنتہ اور خلاصہ میں مطہر ہے علم ان الشائخ مختلفوا فی کون الترویج سنتہ اور قیاد عالمگیری میں لکھا ہے نفس الترویج سنتہ علی اللعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفہ ذیل مستحب ہے نفس تراویح کی سنت و مستحب ہونے میں اختلاف ہے تو ہمیں کے سنت ہو کہہ ہونے پر کماں ہے اتفاق پیدا ہوا اقول کتب متعمدہ میں تراویح کی سنت کو قول جمہور لکھا ہے بلکہ بعضوں نے جماع نقل کیا ہے اور اس طرح عدد رکعات کو ہی قول جمہور بلکہ قول جمیع حنفیہ لکھا ہے طحاوی حاشیہ فی الافلاح میں کہتے ہیں

سنت تراویح

التراويح سنة باجماع الصحابة ومن بعدهم من الامتانتى اور بحر الرق من بر صرح المصنف بانها سنة مؤكدة
 وصحة صاحب الهداية والظاهرية وذكر في الخلاصة ان المشايخ اختلفوا في كونها سنة والقطع الاختلاف براءة
 الحسن عن ابي حنيفة انها سنة انتهى اور بهي بحر من بر قول عشرة وان كونه بيان لكيتها وهو قول الجمهور لما في
 الموطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقولون في زمن عمر ثلاث وعشرين كعة وعليه عمل الناس
 شرقا وغربا لكن المحقق في فتح القدير ذكر ما حاصله ان الدليل يقتضي ان يكون السنة من العشرين بافعلا رسول
 صلى الله عليه وآله وسلم انتهى اور فتح القدير من بر ظاهر كلام المشايخ ان السنة عشرون ومقتضى الدليل
 ما قلنا انتهى اور فثبت استحلي شرح منية المصلي من بر علم من هذه المسئلة ان التراويح عشرون كعة بعشر
 تسليمات عندنا ومنه بعد المجموع وعندنا كست وثلاثون احتجا باعمل اهل الهداية وما احتج بليس
 بحجة لانهم يصلون فرادى بين كل تيممين اربع ركعات في مقابلة طواف اهل مكة اسبوعا وذلك بمنع
 والكلام في ما هو المشروع سنة بالجماعة لا في ما عده انتهى لمخصا اور مجتبي شرح مختصر قدورى من بر ان كانا
 سنة فلا خلاف فيه انتهى اور فتاوى تاتارخانيه من بر قال اهل السنة والجماعة التراويح سنة رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم فعلمنا اليقين قالت الروافض انما سنة عمر بن الخطاب او خلاصة الفتاوى
 من بر علم ان المشايخ اختلفوا في كون التراويح سنة والقطع الاختلاف برواية الحسن انتهى اور صاحب
 دوايه مختارات النوازل من مكتبة من التراويح سنة للرجال والنساء تورثا الخلف عن السلف كذا ذكره
 الحسن عن ابي حنيفة لانه واطلب عليه الخلفاء الراشدين وقال قوم من الروافض سنة للرجال دون
 النساء وقال قوم منهم هي ليست بسنة اصلا وانما احده عمر بن الخطاب لانه اهل السنة قوله عليه السلام عليكم ستمى و
 سنة الخلفاء الراشدين وقد اثنى على عمر بن الخطاب قال نور الله محمد بن عمر كمانور مساجدا انتهى اور بن قاتر
 من بر عدل عن قول القدورى سيجبان جميع الناس في رمضان فصلى بهم امامهم ثم روى عن ابي حنيفة
 الاصح انها سنة كذا في الهداية قال في العناية وتعب في السير فيه نظر اذ الحكموم عليه لا استحباب انما اجتماع
 وليس كلامه لانه على ان التراويح مستحبة واجاب عنه في الحواشي السعدية بانه لما سكنت من بيان صفة
 التراويح استقلالا وذكر لفظ الاستحباب فالظاهر استحبابه على مجموع الصلوة والاجتماع وانت خبير بان
 ما في العناية اولى لانه قد حكى غير واحد الاجماع على نيتها كما في الثانية نعم كونه عشرين ركعة هو قول الجمهور
 انتهى اور تعاليق النوازل على الهداية من بر على غير واحد الاجماع على نيتها وقد سنها رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وندنا اللہ اقامہ انی بعض الیالی ثم کما نشیت ان تکتب علی امتہ انتہی از فصیح
 شرح وقایہ میں لکھتے ہیں فی فتاویٰ الحجۃ الترابیح سنۃ موکدۃ من اکثر کونہا سنۃ فہو متبع ضال
 غیر مقبول الشہادۃ انتہی ان عبارت کو ملاحظہ کیجیے زاہدی صاحب جمعیتی نے سنت تراویح پر اجماع
 ترقیم کیا اور صاحب فتاویٰ حجتہ اور صاحب مختارات النوازل اور صاحب آثار غانیہ وغیرہ نے اجماع
 ال سنت سنت تراویح پر تحریر کیا اور نیکارستان کو متبذع و ضال بنایا اور صاحب نہروند تابعی
 الانوار نے نقل اجماع کو سنیت پر ترجمہ غیر کی طرف منسوب کیا اور خطادی نے اجماع صحابہ و تابعین
 سنیت پر ترقیم کیا اور عدد و بیس کی سنیت کو صاحب نینہ اور صاحب بحر اور صاحب نہر نے قول
 ال کما اور صاحب فتح القدیر کی عبارت بسبب سکر کہ لفظ المشایخ جمع جوعف باللام ہو اور وہ باقر آپ کے
 استغراق پر ال ہو اجماع مشایخ ضعیف اور پیغمبر ہوا پس کلام صاحب کلام سر باقر انتہی ان عبارت
 فقہار متقدمین کو نہایت صحیح و درست ہوا اور ایراؤا کجا او یہ لغو و باطل ہے کما اور ہم گاہ قول جمہور ابن
 میں ثابت ہو گیا آپ کو اسی کے موافق فتویٰ دینا لازم ہو کیونکہ آپ سابقا لکھتے تھے کہ ان
 کہ فتویٰ قول جمہور پر چسپا ہے بانی ہا اختلاف جو آپ خلاصہ و عا لگیری وغیرہ
 نقل کیا اسکا حال یہ ہے کہ جن فقہار نے انتخاب کا اطلاق کیا انکو دلیل سنیت نہ پہنچی اور نہ رتبا
 حسن از کوش گذار ہوئی لیکن بعد جلدوم ہونے دلیل کے اور پوچھنے روایت حسن کے اختلاف منقطع
 ہو گیا اور مشایخ کا اجماع نسبت پر ہو گیا جیسا کہ عبارت پر خلاصہ ہی واضح ہوا آپ نے نقل عبارت
 خلاصہ میں تقصیر فرمائی فقط عبارت اختلاف کو واسطے منقطع عنوان کے نقل کر دیا اور عبارت الفاظ
 اختلاف کو منقطع کر دیا یہ چوتھا موضع ہوا ون ہوا ضعیف جہاں آپ نے نقل عبارت میں تقصیر
 واقع ہوئی قال اگر کما جاو کہ سنیت کے لیے فقہار نے لفظ اصح لکھا ہے تو ہم کہیں گے کہ اول توضیح
 سے اتفاق ثابت بلکہ ثانی اصح سے جانب مقابل صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے و در مختار میں ہی ثابت
 فی رسالۃ آداب المفتی اذا دلت روایت فی کتاب معتد بالادلی او الاصح او الانق و نحو ہا فہ ان لغتی ہوا
 و بما لہما ایضا یا شاہ انتہی اقوال ہا یہ وغیرہ میں اگرچہ نسبت سنیت کے کلمہ اصح مرتوم ہے
 لیکن بہت کتب حتمہ میں او پر لفظ صحیح کا اطلاق کیا ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن احمد بن ابی بکر
 صاحب مجمع الفتاویٰ خزائن الفتاویٰ میں لکھتے ہیں الترابیح سنۃ ہو صحیح من المذہب انتہی ہا و مجمع

دو نسخہ چھاپا ہے
 تقصیر

شرح منقحی الاحکامین فی فہرست منہجہ الاولیاء من الذی سبب الخ لا یستثنیٰ انتہیٰ کہ کافی میں
 التراجع سنتہ فی الصحیح من الذی سبب انتہیٰ او صحیح سے جانب مقابل کا غلط ثابت ہو جائے اور جب ایک مسئلہ
 بعض کتب میں صحیح واقع ہو اور بعض میں صحیح تو اخذ ساتھ صحیح کہ چاہیے چنانچہ درختار میں بعد عبارت منقولہ
 بنات الاکی مرقوم ہے واد اولیت البیج اولما خود باد بقیی او علیہ الفتویٰ لم یفت بمخالفتہ انتہیٰ علامہ نے کہا
 کہ صحیح ہی کہی بغالب روایت مردودہ کی آیت چنانچہ رد المحتار میں کہ الامم مقابل الصحیح وہو الصحیح
 للضعیف کمن فی حیثی الاشبہ البیہر منبغی ان یقید ذلک بالغالب نا وجہ بالمقابل للصحیح والادایہ اشادۃ
 کافی شرح الجمع انتہیٰ اور ظاہر یہ کہ ماخوذ نہیں جو ہدیہ غیر میں سنت پر اجماع واقع ہو وہ مقابلہ روایت مردودہ
 کے جو غیر بنیہ اسکے کہ اگر کتب میں لفظ صحیح واقع ہو پس کسی مفتی کو ایسی سنتیں کہ فتویٰ احتجاج اجماع
 پر باقتضای روایت شاذہ وایویں ملکہ ہر عالم کو لازم ہے کہ یہاں اختلاف سنت میں بیان کرے تو اس کے
 ساتھ تصحیح بطریق اجماع کہ ہو کر یہی جیسا کہ ان کی کہ نظام تقلید خفیہ کے روایت منصفہ
 باطلہ پر فتویٰ دینا جائز نہ کہ اور عبارات خفیہ وکنا رو کیا سہ اگر ہمیں مکتب استہدایہ کا یہ لفظ
 ادب خواہ شد افادہ اور آیت ہر کلمات لفظہ کو مثل قول رد فوض کی سنت عمری ٹھوڑا قال اس

قول رد فوض کہنا غلط ہے جیسا کہ خطاوی میں نقل علامہ علیہ السلام موعودہ فیہ نظر نقدہ صریح فی کثیر من التذکرۃ
 المستنبطہ بانہ سنۃ عمر الانبیئۃ السلام لم یصلہا عشرین بل ثمانی وثلثمائین علی ذلک صلا ما عمر بعد واد
 الصحابہ اقول آپ تعاتب اطلاق لفظ سنت عمری کی سبب نہیں کیا گیا نابجاء عبارت خطاوی کی چونکہ
 حاصل ہو بلکہ تعاتب یہ ہو کہ آپ رسول و فوض کی رعایت رائدہ کو ٹھوڑا کیا کیونکہ آپ آئمہ رکعت کو سبب
 فوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم والدہ وسلم کی سنت کتب میں اور آثار و افعال صحابہ کو جب تک کہ خود سنت فوض
 بنیاد میں قابل احتجاج نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس کے باغات میں شمار کرتے ہیں اور چونکہ سند میں کثرت کی آپ کو نہیں
 اور وجہ سے آپ اور اتباع آپ کی اس کو بیت قرار دینا آپس میں متقاو مثل عقائد و فوض کے ہو گیا غایۃ الامر یہ ہے
 کہ وہ مطلق تراویح کو بدعت سمجھتے ہیں اور آپ عدد رکعات کو بدعت سمجھتے ہیں اور اگر آپ آئمہ سزا دے کو بدعت
 نہیں سمجھتے ہیں اور بی ظن خیر ان کی ساتھ ہو کہ آپ فقط آئمہ کو سنت اور باقی کو مستحب کہتے ہو کہ اور عین
 میں اصل نہیں کہنے ہو کہ تو آپ کو ہر آئمہ کی اداکر نے پر مادت دلا کیوں کیا اس امر سے عوام
 سمجھتے ہیں کہ زبان درازی کر فی الکی اور کہنے لگے کہ بارہ رکعت نجدہ عمری ہر ہم اس پر عمل نہ کرے

وہ اس امر پر فخر و ترفع اور غلہ ادا نہیں کرتا۔ افا و تراویح کی باب میں قول جمہور کما قال
 جب نفس تراویح کی سنت کو مستحب نہیں سمجھتا اور اختلاف مشکایح ثابت کر دیا تو جس کو تراویح کی سنت ہو
 ہو نیکو قول جمہور کما قال اقول مجروح اختلاف مانع اثبات قول جمہور نہیں ہے جو مستحب کے قائل ہیں
 وہ نیکو قول کو روایت حسن پر قائل ہیں اور بعض ظاہر ہو جائے روایت حسن کے اختلاف منقطع ہو گیا خواہ
 خلاصہ کی عبارت سے واضح ہو افا و گمہاں نفس مارہ کی متابعت سے تراویح میں آٹھ رکعت پر کفایت کی
 اور باب زیارت میں سند و ہیئت ثابت کی قال بان شیطان لعین کی متابعت سے بیس رکعت تراویح
 کی سنت ہو کہ وہ نیکو قول جمہور ہو بلکہ قول تمام حنفیہ قرار دیا اور باب زیارت میں جوہ کو اختیار کیا
اقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحانہ و تعالیٰ کر کے لگا اور فقہاء کبار راولی الایدی والاہل البکر قول شیطان
 لعین سے لگا صاحب بحر وغنیہ نے تصریح اسکی کی کہ بیس رکعت کی سنت قبول جمہور سے واضح تقدیر کی
 عبارت سے مفہوم ہو کہ سنت عدد مذکور قبول جمیع مشایخ حنفیہ سے اور جوہ زیارت کو امام مالکیہ سے اور عمر
 نے اور امام شافعی سے مطلقاً اور ابن حجر مکی نے اور امام حنفیہ سے مثلاً بنی اور غزنی اور کرمانی اور شامی
 مختار اور صاحب مجمع الانہ اور صاحب خزائن المتقین و صاحب لباب المناکب وغیرہ فی اختیار کیا پس
 باقتضا تحریر والا یہ لو کہ سب تابع شیطان ہو لغزو باللہ ایسا کلمہ ہیبتہ کسی قابل سربلہان حضرات حق
 میں واقع ہو گا یہ باجماع عالم اور آپ کے راوی جو کلام ہم میں تابع نفس مارہ بنالی گئی وہ سب حامی خود ملی سوا
 کو آپ نے انجباب زیارت کو طرف جمہور کے منسوب کیا حال آنکہ کسی کتاب میں اسکی تصریح نہیں ہے اور لفظ
 مشایخنا اور علماء صاحب ہی یہ معنوں میں لکھا ہے اور باب تراویح میں اگرچہ ابن ہمام نے آٹھ رکعت اور
 باجماع کو مستحب لکھا مگر کسی نے آٹھ پر کفایت نہیں کی اور آپ اقتضا آٹھ پر کیا اور تواتر سے ہر را
 رہا فائدہ و انالیہ را جعون افا و نسبت وضع کی اس حدیث کی طرف غیر مقید کی قال قول مختار
 میں عمومی اس حدیث کی موضوع ہو گیا کیونکہ یہ غرض ہے کہ حدیث لایق جماع نہیں اقول قول مختار
 کی صنف میں آپ لکھتے ہیں و اگر حدیث موضوع اس بات کی ثبوت کی لہذا کافی سمجھ جاوے تو یہ حدیث بغیر
 سند اس لفظ سے مروی الخ تو صحت ظاہر ہو کہ انکی راوی یہی ہے کہ حدیث جلالی موضوع ہے اور یہ
 لایق موضوع ہے و ان وضع سے جہاں آپ سے تناقض واقع ہو افا وہ اور آپ سے نزدیک ظاہر ہے
 ہر ہر غیر متبرج اس امر کو سمجھتا ہے کہ غرض خطاوی اور شامی و روافی و مالکیہ کے مجروح نقل و نقل

نقص

وجوب ہونے اور کسی تضعیف **قال** قول محقق میں یہ ہرگز نہیں کہا گیا کہ مقصود ان تینوں کا تضعیف
 بلکہ یہ کہا گیا کہ ترجیح مقصود نہیں **اقول** اگر یہ مقصود آپکا نہیں ہے تو یہ کلام آپکا قول محقق میں ہی
 بعضوں نے جو واجب یا قریب اجنب لکھا ہے تو اس کا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہے الخ
 کیونکہ درست ہوگا کہ نہ محققین جمع ہی اور اقل جمع میں ہے پس تین محقق سے آپکو ضعف نقل کرنا
 لازم تھا اور آپ نے کل پہنچ عبارتیں نقل کیں ایک عبارت در مختار دوم عبارت طحاوی سوم عبارت
 شامی چارم عبارت عالمگیری پنجم عبارت دیگر شامی اور بخاری اور ابی عیسیٰ اور عبارت دوم شامی
 سے تو ضعف قول وجوب کا نہیں سمجھا جاتا اور باقر حال عبارت شامی طحاوی سے ضعف معلوم
 نہ ہو پس نہ باقی رہی مگر عبارت در مختار دوم سے ضعف ثابت ہوئے محققین کلام سے ضعف کا مقصود
 کہان ثابت ہوا **افاد** سبحان اللہ یہ عجیب قیاس زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی اکہ وسلم
 بدرجہ زیارت باقی قبور سے موجب نفع و رجات و باعث وصول جنات ہے **قال** اولاً اثبات
 استحباب بطریق قیاس نہیں ہے بلکہ لفظ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ لفظ القبور میں قبر سید المرسلین
 بدرجہ اولی داخل ہے اور یہ ایسا ہی جیسا کہ مذکور ہے لعلوب میں نقلاً عن سبکی مرقوم ہے و اما در سہولت
 صحیح متفق علیہا کہ در امر زیارت قبور و روایات و باب ثبوت استحباب زیارت قبر رسول کریم صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کافی است تا نیا یا معتاض مقداری قائلین وجوب یعنی سبکی پر واقع ہوتا ہے مذکور ہے لعلوب میں نقلاً
 عن سبکی مرقوم ہے کہ گاہ زیارت قبور دیگر ان استحباب زیارت قبر شریف بطریق اولیٰ مند و بجہ استحباب
اقول مناقشہ اس امر میں نہیں ہے کہ احادیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبر نبوی پر دلالت
 کرتے ہیں بلکہ اس امر میں کہ باقتضائی حدیث مذکورہ جب زیارت مطلق قبور میں حکم استحباب پر
 اقتصار کیا گیا زیارت قبر نبوی میں اس حکم پر اقتصار لازم نہیں کیونکہ بدرجہ اولیٰ و فضل ہے پہنچ غیر
 کہ زیارت مطلق قبور یا حدیث مذکورہ مستحب ہی اور زیارت قبر نبوی دلیل زائد وجوب ہو جاوے
 پس قیاس کرنا کہ جب حدیث زیارت مطلق قبور استحباب زیارت قبر پر دلالت کرتے ہیں پس جیسا کہ زیارت
 قبور غیر نبوی مستحب ہی و وجوب نبوی اسطرح زیارت قبر نبوی بھی مستحب ہی و درست ہوگا اور نفی دلالت
 سبکی نے شفاء الاستقام میں احادیث زیارت مطلق قبور سند و اسطری اثبات قریب ہوئے زیارت
 نبوی کی بنا میں ہر واسطے اثبات استحباب جو کہ مقابل وجوب ہی بلکہ بعض عبارات اولیٰ اثبات وجوب

دلائل کرتے ہیں کہ استحباب پر چنانچہ باخماس میں جو واسطے اثبات قریب پہنچو زیارت قبر نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہو تحریر کرتے ہیں وذلک ای کوننا قریب بالکتاب والسنة والاجماع والقیاس اما الکتاب فقوله تعالیٰ ولوانتم اذ ظلموا انفسکم جاؤکم کما تنفروا العبد واستغفر لکم الرسول لوجود العبد تو ابا جہما واما السنة فما ذکرنا فی الباب الاول والثانی من الاحادیث وہی دلہ علی زیارت قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً فی السنة الصحیحة المتفق علیہا ودر الامم زیارتہ القبور قال صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبتکم عن زیارتہ القبور فزروہا وقال زوروا القبور فانہا تذکرکم الاخرة فقبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید القبور ودخل فی عموم القبور واما الاجماع فقد حکا القاضی عیاض علی ما سبق فی الباب الرابع انتہی ملخصاً اور بہی ابو حنیفہ سطور کے لکھتے ہیں انا قطعاً بتحقیق من الشریعة بحجوز زیارتہ القبور للرجال وقبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اللہ وسلم دخل فی ہذا العموم ولكن مقصودنا اثبات الاستحباب له بخصوص لادلة الخاتمة بخلاف غیرہ من الاستحباب زیارتہ قبرہ بخصوص لعموم زیارتہ القبور وبلین المعینین فہو فی زیارتہ مطبوع بالعموم بخصوص بل قولہ لو ثبت خلاف فی زیارتہ قبر غیر النبی لم یلزم من ذلك اثبات خلاف فی زیارتہ لان یارة القبر لعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعلیمہ جب واما غیرہ فلیس كذلك واما المعنی اقول انہ لا فرق فی زیارتہ بین الرجال والنساء لعدم التحدور فی خروج النساء الیہ انتہی اور بہی عبد الباق صفحہ کے لکھتے ہیں وما یدل علی ذلك القیاس من ذلك علی زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقیاس وشہداء واحد اذا استحب زیارتہ قبر غیرہ فقبرہ او ما له من الحق وجوب التعلیم فان قلت الفرق ان غیرہ یزار للاستغفار لاصحابہ والی ذلك كما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارتہ اہل البقیع والنبی صلی اللہ علیہ وسلم استغفر عن ذلك زیارتہ انا ہی لتعلیمہ والتبرک لتسألنا الرحمة بصلاۃنا علیہ كما اناسواون بالصلوۃ علیہ التسلیم وسؤال الخاتمة وغیر ذلك مما یعلم انہ محال لہ بغیر سوال فان قلت الفرق ایضاً ان غیرہ لا یشتی فیہ تدور وقبرہ شہی الافراط فی التعلیم لہ لیسبب قلت ہذا کلام نقیض منہ الجلود ولولا شہیة فخر الہمال لما ذکرہ لان فیہ کما لما دلت علیہ الادلة الشرعیۃ بالآراء الفاسدۃ الخیالیۃ وكيف یقدم علی تفصیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم زوروا القبور وعلی ترک قولہ من نذر قبری وجبت لہ شفاہتی وعلی مخالفتہ اجماع السلف والخلف بمنزل ہذا الخیال الذی لم یستدہ کتاب ولا سنة فمن منع من یارة قبرہ فقد شرع فی الذل الم یاذن بالسد وقولہ مردود ولو تمنا لباب ہذا الخیال الفاسد لکن اکثر من سنن بل ومن الوجہات

و القرآن کلمہ والاجماع المعلوم من الدین بالضرورة وسبل الصحابة والتابعین وجميع علماء المسلمين سلف
 والصالحین علی وجوب تعظیم النبی علیہ السلام والمبالغة فی ذلك انتہی اور بعد چند سطروں کے لکھتے ہیں
 اعلم انی یارۃ القبور علی تقاسم احدا ان یکون لمجرد ذکر الموت والاخرۃ بهذا کفی فیہ روتۃ القبور من
 غیر حرقۃ باصحابہا ولا قصد امر آخر من الاستغفار لهم ولا من التبرک بهم ولا من اداء حقوقهم و ہو تحب لہ
 علیہ الصلوۃ و زور القبور فانما تذکرہم الاخرۃ القسم الثانی زیارتہا للدعاء لہا کما ثبت من زیارۃ النبی
 صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم لابل البقیع و نہ تحجب فی حق کل مکتبہ من المسلمین الثالث التبرک بالہما اذا کانوا
 من اہل الصلاح والخیر القسم الرابع لا دوا و حقیقہ نان من کان لہ حق علی شخص فینبغي لہ برہ فی حیاتہ و بعد موتہ
 و الزیارتہ من حیاتہ البلیا فیہا لہ بالاکرام و ثبوتہ ان یکون زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم قبرہ
 من ہذا البقیل اقراعت ہذا فنقول زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم ثبت فیہا المعانی الاربعۃ
 اما الاول انما ہما جبراد اما الثانی واما ثالثا ما سورون بالدار لہ وان کان ہو عنیدا بفضل اللہ عن دعاہما
 واما الثالث والرابع فانه لما احدث من الخلق عظم بركة منہ ولا واجب حق علیہما انما انتہی ان عبارات سحر
 صاف و واضح ہر کہ سبکی احادیث زیارت قبور کو اسے اثبات قریب و نفس جواز کے بمقابلہ مخصوص
 سند نہ ملے ہیں اور زیارت قبر بنوی کو افراد اکرام و تعظیم بنوی میں داخل کئے ہیں اور تعظیم بنوی کو
 واجب لکھتے ہیں پس بیان اونکی راہ کا یہی وجوب کی طرف معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ غرض اونکی
 اثبات زیارت کو جواز کے اور قریب ہونیکر اور جواز سفر زیارت ہی بناو علیہ بحث احتیاج و وجوب سے
 اور انہوں نے کتنا نہ لور میں تصریح و تعریف نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ اعتراض مذکور جو صاحب کلام ہر
 کیا ہر سبکی پر وار نہیں ہو سکتا ہر بلکہ اس شخص پر جو احادیث زیارت مطلق قبور سے احتیاج زیارت
 قبر بنوی مثل احتیاج زیارت قبور مسلمین استخراج کرتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ سطح زیارت قبر غیر بنوی
 بسبب ان احادیث کے مستحب ہوئے نہ وجوب سطح زیارت قبر بنوی ہی مستحب ہوگی نہ وجوب
 افادہ ان اولاً اگر کسی دلیل سے احتیاج زیارت قبر بنوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور اور
 قیاس کر کے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر بنوی مستحب ہوئی تو زیارت مطلق قبر دن کی بدرجہ اولیٰ
 ہوگی تو البتہ درست ہوگا قال جیسا کہ تہ ادنیٰ بر علی کا قیاس درست نہیں ہے ایسا ہی اعلیٰ کا درجہ
 پر قیاس ہی درست نہیں اقول سچ ہر مگر ادنیٰ کا حکم اعلیٰ سے قوی نہیں ہو سکتا ہر اور اعلیٰ کا حکم

ادنیٰ سو قوی ہو سکتا ہو مثلاً اگر ایک فعل دنیٰ سیاح ہو تو یہ نہیں کہہ سکتی کہ جب فعل سیاح ہو تو فعل آخر کہ
 وہ اعلیٰ ہی سی سیاح ہوگا اور سطح اگر ایک فعل مستحب ہو تو اس سے اعلیٰ کا مستحب نہ ہو نہیں لازم بلکہ
 ممکن ہے کہ جب ہو دنیٰ نہ القیاس بخلاف اسکے کہ جب ایک فعل اعلیٰ مستحب ہو تو اس سے صریحاً
 واجب نہیں ہو سکتا مگر دلیل زاد بلکہ اگر ہوگا تو مستحب ہوگا یا اس سے بھی کم پس بارت قبر غیر ہی کے
 کہ ادنیٰ ہی استحب ہے یخص لازم کہ زیارت قبر نبی کہ اعلیٰ ہی نہیں مستحب ہو جاوے بخلاف اسکے کہ زیارت
 قبر نبی کہ اعلیٰ ہی اگر استحب و سکا اور عدم وجوب و سکا ثابت ہو جاوے صریحاً زیارت قبر غیر نبی
 بدرجہ اولیٰ واجب نہیں ہو سکتی بلکہ با استحب ہوگی یا سیاح اور چونکہ نفس استحب زیارت قبور پر احادیث
 وال ہیں صریحاً بعد ثبوت استحب زیارت قبر نبی ہی کہا جاوے گا کہ جب زیارت قبر نبی مستحب ہوگی
 تو زیارت قبر غیر نبی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی نیز وجب ہوگی و نہ ہو مگر کلام صاحب لکھنا ہم خود بخود
 علیک نہ فادرت ما اور دت افا و مطلق قبور کے زیارت کی مستحب نہیں یہ ضرور نہیں کہ زیارت
 قبر نبوی ہی مستحب ہو قال ایسا ہی حضرت کی قبر کی زیارت کی استحب ہے یہ ضرور نہیں کہ زیارت
 اور قبروں کی بھی مستحب ہو جاوے گا قلت بلکہ متمم ہے کہ زیارت اور قبور کی سیاح ہو قول
 لڑی ما نحن فیہ من ضروری کہ زیارت اور قبروں کی مستحب ہو جاوے گی کیونکہ نفس استحب زیارت قبور پر احادیث
 سے معلوم ہے اور فقہان باحتسالم فیہ کلام وجوب عدم وجوب ہیں پس جب زیارت قبر
 نبوی مستحب ہوگی زیارت اور قبروں کی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی اور وجب ہوگی افا و بخیر
 آپ کے مثل اسکے ہی کہ لا تغربوا الصلوٰۃ کو لکھ کہ و اتم سکاری کو چھوڑ دو قال بقدر عبارت چھوڑ دو
 کے وجوہین دل کہ قول ذہبیہ متعلق دو کس حدیث کو ساتھ متالیف حدیث من زار قبری کان من
 زارنی فی حیاتی اور کلام یہ حدیث من زار قبری حیث کہ شفاعت میں قول کلام ابن حجر اور
 سند صحیح جو کلام بہترین منقول ہی واضح ہوتا کہ قول ذہبیہ حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی
 کی متعلق ہی قال دوم انیکہ عبارت متروکہ نہ آپ کی سفید مطلب تھی اور نہ صاحب قبل تحقق کی
 مفسر کی مفسر حسن و سکی ترک میں کہ فضائلہ نہیں بنائی و سکا یہ ہو کہ آپ کی سفید و نہ صاحب قول تحقق
 کی مفسر جب ہوتی کہ اس قول سے ثبوت حسن و رفی ضائع نکلتی ہوتی اور حال آنکہ یہ ممنوع ہی کیونکہ
 مجر و بعض کا بعض کو تقویت دینا اور اس کے رواۃ میں منہم بالکذب نہ تو اشد ثبت حسن نہیں

بکمال حسن کی تعریف اور سب مصادیق آنا چاہئے کہ ابن الصلاح فرمائی کہ سال میں بیس مرتبہ ان کی حدیث بحسن متجان
 احد ہوا حدیث لاکھروں میں اسناد میں مستورم تحقیق جلدیہ غیر انہیں مغفل اکثر الخطا فی ما یرویہ ولا یتوہم
 بالکذب الحدیث ای لم یظہر منه نعوذ باللہ الحدیث ولا سبب بفسق وکیون متن الحدیث مع ذلک
 قد عرف بالان رک مثلاً او نحوہ میں جو آخر اکثر حتمیہ متضاد بتا بقہ متن تابع راویہ علی مثلاً و بکمال حسن ہر
 دہو در و حدیث بخیر و بخیر بذلک عن ان کیون ذالک اور منکر او کلام الترمذی علی ہذا القسم نیز فی القسم الثانی
 ان کیون و میں ان مشہورین بالصدق والامانۃ غیر انہ لم یبلغ درجۃ رجال الصحیح مگر نہ یقصر عنہم فی حفظ الہدایہ
 وہو مع ذلک نفع عن حال من بعد ما تیفر وہ من حدیثہ منکر او یبصر فی کل ہذا مع سلامۃ الحدیث من ان
 بکون شاذ و منکر سلامۃ من ان کیون مللاد علی القسم الثانی نیز کلام الخطابی انتہی اور صدق ان
 دونوں تعریف کا اس مقام پر غیر مسلم اور ذہبی نے حسن ہونیکے تعریف تو کی ہر سند کی خواہ مخواہ اس کا کلام
 حسن پر عمل کیا جا کر اقوال کلام سہم میں دعویٰ سمجھ جانی حسن کا کلام ذہبی سے سنیں کیا
 سب سے بلکہ دعویٰ تقویت کا کیا گیا ہو اور وہ حامل ہر علاوہ یہ ہو کہ اس حدیث پر تعریف اصل
 حسن کی صادق آتی ہو کیونکہ اس حدیث کی روایات لغات میں سو موسیٰ بن ہلال کے اور
 وہ منہم و مغفل اکثر الخطا نہیں ہیں اور نہ انہیں کوئی سبب بفسق ہو اور متن حدیث وجوہ
 آخر سے ہی مروی ہے کلام نفی الدین سبکی کا جو اس حدیث کی تحقیق اسناد و حسن میں بسط
 بسط واقع ہو ملاحظہ کیجئے باب اول میں شفاء الاستقام کی لکھتے ہیں اجزنا الحافظ ابو محمد عبد الرحمن
 الدیلمی طی صحت الحدیث فی قال اجزنا الحافظ ابو الجحاج یوسف الیشقی اجزنا ابو الفتح محمد بن
 ابو الفتح اسمعیل بن الفضل اجزنا ابو طاهر محمد بن محمد بن عبد الرحیم اجزنا ابو حسن الدارقطنی
 قال اجزنا القاضی الحی علی اجزنا حمید بن محمد الوراق اجزنا موسیٰ بن ہلال العبیدی عن
 عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ارغب فی حبیب
 شفاعتی کذا فی عدۃ نسخ معتدنا سنن الدارقطنی عبید اللہ مصنف و تفقہت روایہ علی ذلک نے
 الحسن فی غیر من طریق ابن عبد الرحیم کما ذکرناہ و من طریق محمد بن عبد الملک من طریق ابی النعمان
 زبیب بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الملک بن بشران فاخبرنا ببا عثمان بن محمد فی کتابہ الی میں کہ قال
 الحافظ ابو الحسن محمد بن القشیری قال ابو الیمان بن مسک قال لا اخبرنا ابو البرکات حسین بن ابی الیمان قال اخبرنا علی ابو

الحسين بن عبيد الله بن الحسن بن الفقيه اخبرنا ابو طاهر عبد الرحمن اخبرنا ابو بكر محمد بن عبد الملك بن بشران
 اخبرنا ابو الحسن بن علي الدارقطني اخبرنا القاضي المحاملي اخبرنا عبيد بن محمد اخبرنا موسى بن بلال العبدى
 عن عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر عن نوحا من زار قبري وجبت له شفاعتي وهكذا اوردته ابو الحسن
 في كتاب تحاف الزائر وهو عندي عليه خط مصنفه وكذلك اوردته الحافظ ابو الحسن القرشي في كتابه
 الدلائل المبنية وآثار واية ابى النعمان فذكرها القاضي ابو الحسن بن علي بن الحسن النخعي في فوائده اخبرنا به
 شيخنا ابن الصوف والشريف ابو الحسن بسنده اليه قال اخبرنا ابو النعمان تراب بن عمر بن عبيد الله
 الدارقطني حدثنا ابو عبد الله الحسين بن اسمعيل قال حدثنا عبيد بن محمد الوراق حدثنا موسى بن بلال عن
 عبيد الله بن عمر بن نافع عن ابن عمر وممن واهب من طريق النخعي الحافظ ابو القاسم بن عساكر في تاريخه
 فقد نقلت الروايات عن الدارقطني عن المحاملي على عبيد الله مصغرا وكذلك واه غير الدارقطني عن
 غير المحاملي عن عبيد بن محمد اخبرنا بذلك عبد المؤمن بن خلف عن ابى النصر الشيرازي اخبرنا ابن عساكر
 اخبرنا ابو القاسم اخبرنا ابو بكر البيهقي اخبرنا عبد الحافظ اخبرنا ابو الفضل محمد بن ابراهيم حدثنا محمد بن
 رجبويه حدثنا عبيد بن محمد بن القاسم بن ابى مريم الوراق حدثنا موسى بن بلال العبدى عن عبيد الله
 عن نافع عن ابن عمر فقد ثبت عن عبيد بن محمد رواية على المصنف وعبيد بن محمد نقه قاله الخطيب
 انتهى لمقصدا وروى ابي ق ك لكتبه بن موسى بن بلال قال ابن عدا جواز لا باس به واما قول
 ابى حاتم الرازي في انه مجهول فلا يضر فانه اما ان يريد بهالة الوصف او بهالة العين هو غايه مطلقا
 اهل هذا الشأن في هذا الاطلاق فذلك مرفوع عنه لانه قد روى عنه احمد بن حنبل ومحمد بن جابر ومحمد بن
 الحسن بن عبيد الله بن محمد بن ابراهيم الطاطوسي وعبيد بن محمد والفضل بن سهل بن جعفر بن محمد ورواياته آتية
 ينتفع بهالة العين فكيف برواية سبعة وان راووها بهالة الوصف فرواية احمد عنه ترجح من شأنه كاسيما
 مع ما قاله ابن عدى فيه ومن ذكره في مشائخ احمد بن الفرج بن الجوزي ابو اسحق و احمد لم يكن روى الا
 عن ثقة واما قول العقيلي انه لا يتابع عاوية بن وهب في سوار قال عبيد الله بن احمد بن محمد بن
 نافع عن ابن عمر فهذا وما في معناه يدل على انه لا علة لهذا الحديث عند سم الملقه وموسى بن عيسى بن
 خلفا وحاله ولم من ثقة يتفرد بشيء يقبل منه واما بعد قول ابن عدى في ما قال وجود متابع له فانه من
 قبوله وعدم رده لذلك بذلك يتبين ان اقل رجاء هذا الحديث ان يكون حسنا ان نرجع في دعوى

صحیحۃ فان الحسن قسمان احدی انما فی سنادہ مستور لم تحقیق اہلیتہ ولسین مفکرا کثیر الخطار و لا یلزم منہ
سبب سبق ویکون الحدیث مع ذلک وہی مثلہ بخبر من وجہ آخر و اقل درجات موسیٰ بن یونس

بہذا الصنفہ و حدیثہ بہذا الثابتہ و القسم الثانی ان ینسبوا بالصدق و الامانہ و لم یبلغ
درجات رجال الصحیح لقصورہ فی الحفظ و هو مع ذلک یرتفع عن حال من یعد ما یتفرد بہ کثرا انتہی
لخصوصا عن عبارات سی و ادعبارت سابقہ سے تین امر واضح ہوئے ایک یہ کہ راوی اس حدیث کو نافع
سے عبید اللہ بن عمر العمری بالتصغیر ہیں کہ جنکی جلالت و ثنات کتب جال میں مصحح ہر دو سر یہ
کہ موسیٰ بن ہلال عبدی متقدمین حدیث او کوحسن بن نازل انہیں سہکتی اور زیادہ تحقیق ان دونوں
امردن کی عنقریب مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث حسن ہی اگر گریثہ ہو کہ موسیٰ کو حق میں
جرح کر کتب جال میں موجود ہیں پس حدیث او کئی حسن کیونکر ہوگی تو جواب وسکایہ یہ کہ خیر ہم
راوی حدیث کو حسن سے خارج نہیں کرتے ہر چنانچہ فاضل اکرم معان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں

قال الزکریٰ وجہت بخط الحافظ ابی الحجاج بن یوسف الحسن بن الحدیث ما لہ منزلہ میں مترجم صحیح
والضعیف و من طرقہ ان یکون احد رواۃ مختلفا فیہ و ثقہ قوم و ضعفہ آخرون و لا یکون باضعفا

یہ مفسر فان کان مفسر قدم علی توثیق من ثقہ فصار الحدیث ضعیفا انتہی اور اگر یہ شبہ ہو
کہ حدیث حسن ہے میں شرط ہو کہ طریق آخر سی ہی ہر مردی ہوئی ہو اور اس حدیث کی کوئی
طریق موسیٰ سے خالی نہیں ہے پس حسن کیونکر ہوئی تو جواب وسکایہ یہ کہ حسن میں یہ شرط نہیں
ہے کہ بعینہ اسی لفظ کے ساتھ دو سے طریق ہر مردی ہو بلکہ اس کے مقابل المعنی کا مردی ہونا دوسرے
طریق سے کافی ہے چنانچہ طبعی خلاصہ میں لکھتے ہیں قولنا یروی من غیر وجہ یجمل وجوہا ان یروی الحدیث

یعنی باسناد آخر و ان یروی معناه باسناد آخر و ہذا الاسناد باللفظ آخر و لا یجوز شیتہ القسم الاخر
بالفرد الحسن فهو بالنظر الی افراد الاسناد فرد و بالنظر الی لغیر اللفظ حسن انتہی اور ما نحن فیہ میں
یہ امر حاصل ہو کہ استیضاح لک قال بلکہ ذہبی نے نیز ان میں حدیث میں ارقبری و جبستہ شفا
کو منکر لکھا اقول منکر ہونا سنانی حسن کہ نہیں ہے بلکہ منکر و شاذ کہ جس میں مقبول ہوتی ہے اور
غیر مقبول اسن الصلاح اپنے مقدمہ میں بحث شاذ میں لکھتے ہیں اذا انفرد الراوی بشئ نظر فیہ فان کان
مخالفا لما رواہ من ہوا لی عنہ باللفظ لذلک اضبط کان ما انفرد بہ شاذ امر و داوان لم یکن فیہ

مخالفہ مارواہ غیرہ وانما هو امر رواہ ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی فان کان عدلا حافظا
 موثقاً باتقائه وضبطہ قبل الفروہ ولم یقدح الافراد فیہ وان لم یکن من یوثق بحفظہ واتقائه
 لذلك الذی الفروہ کان الفروہ بہ من حوالہ عن خبر الصحیح ثم ہو بعد ذلك الرین مراتب متفاوتہ
 بحسب الحال فیہ فان کان المتفرد فیہ غیر بعید من درجۃ الحافظ الضابط المقبول ففروہ احسننا
 حدیثہ وذلك وان کان بعیداً من ذلك زدنا ما الفروہ وكان من قبل الشاذ المنکر انتہی اور بعد از
 بحث منکرین تحریر کرتے ہیں الصواب فیہ التفصیل الذی بناہ آلفانی الشاذ انتہی اور ابن جماعہ
 اپنے مختصر میں بعد نقل عبارت ابن الصلاح کی تائید کہ کہہ گئے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور فاضل الحرم
 بن عبد الرحمن امان النظر شرح بختہ الفکرین لکھتے ہیں آخر اموار و استحالہ المنکر والشاذ یدل علی ان
 المنکر والشاذ لا یدل ان یمکن حدیثاً مرووداً و الروایۃ فانہم حکموا بالمنکر علی حدیث یستبعد من جہۃ العقل
 لکذا و خفت مضبطہ بحیث ما یعد الفروہ حسناً انتہی اور ہی اوسین ہی قال ابو یعلیٰ وقع فی عباراتہم کثیر و
 فلان کذا وان کان لم یکن وذلك الحدیث ضعیفا قال ابن عدی انک یاروی یزید بن عبد اللہ
 اولادہ و اللہ بامتہ خیر الحدیث و ہذا طریق حسن فاته ثقات وقد ادخلہ قوم فی محامم و الحدیث فی صحیح
 مسلم اور عثمان بن سنان لکی انہ رسالہ نظم الفاس السحر فی اقسام الحدیث والاثرکی شرح میں لکھتے ہیں
 الصواب فی المنکر التفصیل الذی ذکرہ ابن الصلاح فی الشاذ فراجع فی شرح نظمنا للختہ انتہی پس
 معلوم ہوا کہ مجرد نکات کہ عبارت ہی تفرد راوی سے قاض نہیں ہو سکتا اگر وہ متفرد ثقہ عدل ضابط
 ہو تو حدیث اسکی صحیح ہوگی اور اگر رجال صحیح سے درجہ او سکا کم ہو مگر درجہ حافظ ضابط سے
 بعید نہ ہو تو اسکی حدیث منکر حسن ہوگی ہاں اگر وہ متفرد بعید ہو درجات رجال حسن سے او
 قریب ہو درجات رجال ضعیف کی اس صورت میں وہ منکر مردود ہوگی و علیٰ ہذا القیاس حدیث
 شاذ کہی شاذ حسن ہوگی اور کہی شاذ مردود ہوگی اور اسوجہ سے حدیث ان اللہ خلق سبع
 ارضین فی کل ارض آدم کا و کم و فوج کہو حکم الحدیث کو ذہبی نے حسن لکھا اور حاکم نے مستدرک
 صحیح حاکم دیا باوجودیکہ بیہقی نے اسکو شاذ لکھا چنانچہ تفصیل اسکی رسالہ الآیات البینات
 علی وجود الانبیاء فی الطبقات میں کی گئی ہے اور اسطرح سے ذہبی نے حدیث حفظ قرآن کو جو
 جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے لکھا ہے انکما لولہ بن مسلم من الاطاحیث حدیث حفظ القرآن
 حال انکما حدیث کو ترمذی نے حسن لکھا اور حاکم نے صحیح علی شرطہ اثنین کہا اور ہی شریح حدیث میں

الاسمار حال کے کتب میں منکرات میں محدود ہیں اور فی نفسہ حسن یا صحیح میں پس یا غن فیہ میں
 وہی کا حکم نکارت منافی ہو سکتی حسن کے نہیں ہر کیونکہ موسیٰ بن ہلال کہ جس کے نفوذ کے سبب حکم
 نکارت کا دیا گیا نفع ہوا و سکا ثابت ہو گیا پس حدیث اسکی منکر حسن ہوگی علاوہ یہ کہ حکم نکارت
 فی نفسہ مقدم ہے کیونکہ متابعت موسیٰ کی مسئلہ نے کی ہی اسکی تحریر کرتے ہیں حدیث میں جاری

زارا لا عمل الا زیار فی کان حقا علی ان کون لا یشتبعا یوم القیامۃ رواہ الطبرانی فی معجمہ البکیر والکبیر

فی مالہ و البکیر بن المقرئ فی معجمہ و موسیٰ و ایہ مسلمہ بن سالم الجہنی عن عبید اللہ العری فی غنیۃ متابعتہ

لموسیٰ بن ہلال فی شیخہ و بیان نہ ظم تیز و بالحدیث انتہی کلامہ قال صاحب سبک کو چلے جسے کہ یہ بات

لکھیں کہ وہی بی پس کتاب میں لکھا ہے اقول کچھ ضرورت اس امر کی صاحب رسالہ کو نہیں ہے

کیونکہ وہی کا قول مقاصد اور وفاء و الوفا اور و منظم سے منقول کر دیا گیا قال قطع نظر اس سے

اس قول کی دلیل میں نظر کیونکہ اس قول سے کہانی روایتا متہم بالکذب کیا مراد ہے اگر میرا

ہے کہ اسکی کسی طریق میں بھی راوی متہم بالکذب نہیں تو صریح غلط ہے کیونکہ ہزار کی روایت میں ہے

بن براہیم غفاری واقع ہوا اور اسکو ابن جبان نے منسوب وضع کیا ہے اور اگر بغرض ہے کہ بعض طرق

ایسے ہیں کہ اس میں وی متہم بالکذب نہیں ہے تو مسلم یہ کیجیے کہ یہ امر تقویت کے لئے کافی نہیں

اقول اگر ایک طریق ہی ایک حدیث کی حسن ہو جاوے اور متہم فی کذب و جملہ عمل قاعدہ سے

خالی ہو ہوتا دیکھو اسطے کافی ہو کلام قال اور سبکی کا حسن لکھنا اگر معتبر رکھا جاوے اور ابن تیمیہ کا

قول جو بہرہ تب اس سے افضل ہے بدرجہ اولیٰ اس باب میں معتبر سمجھنا چاہیے اقول ابن تیمیہ کی

جلالت قدر و رفعت ذکر میں کیونکہ شبہ نہیں ہے مگر اس سے نہیں لازم کہ جملہ اقوال او کی معتبر ہو جائیں

اور سبکی فی حکم حسن کا بغیر نقیض واقع کی تہمتا نہیں دیا بلکہ اجماع ہائید و خبر احوال روایت حکم حرب کا

دیا بخلاف ابن تیمیہ کی کہ او انہوں کو بغیر تحقیق درجات و واقعہ کی کلیۃ احادیث زیارت کو وضعین

و موضوع لکھ دیا سوچے ہی قول او کا غیر معتبر سمجھا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد تحقیق طرق حدیث

میں زاری قبری وجبت اشاعتی کی تفصیل احوال روایت کی لکھتے ہیں فہمہ سباحث فی ہستادہ

الحديث البکیر و ایہ عن عبید اللہ الصفری و غیرہ کما علی من رواہ عن البکیر یا منہا القول نہ عنہما جمیعاً
 و الشافعی علی تقدیر التعلیل و مسلم انہ عن البکیر وعدہ فانہ داخل فی متہم الحسن لہذا و لا یجوز علی تقدیر

کیوں ضعیفاً من ہذا طریق وحدہ وحاش لہ فان اجتماع الاحادیث الضعیفۃ من ہذا النوع
 لقیوہا ویوصلہا الی رتبۃ الحسن بمقابل باقل منہ بتبدیل نثر اس دئی ان جمیع الاحادیث الواوۃ
 فی الزیارتہ موضوعۃ منہا ان صدرا استجلی من صدور رسولہ فی ہذا المقالہ الی لم یبق علیہ عالم اولاً
 لاسن ال الحدیث ولا غیر ہم ولا ذکر احدہم موسی بن ہلال ولا غیرہ من رواۃ حدیثہ نذا بالوضع لاشہ
 بہ فی ما علمناہ فکیف یستجیر مسلم ان یطریق علی کل الاحادیث الی ہو واحد منہا انہما موضوعۃ ولم یبق لک
 عنہ لم قبلہ لا ظہر علی ہذا الحدیث شئی من الاسباب بالمقتضیۃ حکم الوضع من اشیء جمیعاً بالوضع علیہ
 لو کان ضعیفاً فکیف وجہ حسن صحیح انتہی افاد کتب جال میں ان دونوں راویوں کی توثیق ہی
 منقول ہی جرح مبہم کو نقل کرنے اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہو قال جرح مبہم نے
 اصحاب بصیرت سے نقل کی ہے اور نزدیک محققین کی جرح مبہم انکی مقبول ہی اور وقت زفر
 جرح و نقیل ترجیح جرح کو مہونی سے اسلئے توثیق کو چھوڑ دیا مسلم میں ہے اذا تعارض الجمع و
 التعديل فالقديم للجمع مطلقاً وقيل للتعديل عند زيادة المعدلين انتهى او مختصر من حاجب میں
 مسطور ہے الجمع مقدم وقيل للترجيح او قاضی عضد نے شرح مختصر میں لکھا ہے اذا تعارض الجمع
 والتعديل فالجرح مقدم وقيل للتعديل او مقتنم الاصول میں لکھا ہے فی التحریر المعروف نقد لم جرح
 مطلقاً ولو کان الجرحون قیل ہو المختار انتہی اور قاضی عضد لکھتے ہیں قال قاضی ابوبکر کفی بالانذار
 فی الجرح والتعديل فلا حاجة الى ذكر سبب وقال قوم لا يكفي الاطلاق بل يجب ذكر سبب قال آقا
 یکنی فی التعديل دون الجرح وقيل بالعكس قال الامام ان صدر عن علم سبباً کفی الاطلاق فيها والام یکنی
 فيها انتہی اور تلویح میں ہے الحق ان الحاج ان کان نقۃ بصراً بسباب الجرح وواقع الخلاف مضابطاً
 لذلک قبل جرح المبہم الا فلا انتہی اقوال اس کلام میں بناقشات ہیں اول یہ کہ جرح کو ذکر
 کرنا اور اقوال توثیق کو مطلقاً چھوڑ دینا خواہ جرح مقدم ہو یا توثیق قطع نظر اسکی کہ غیبت ہو تک
 تر مسلم بلا ضرورت ہی محدثین کے نزدیک معیوب ہے چنانچہ ذہبی نے ان الاعمال میں ترجمہ ابان
 بن زید الطحطاوی میں تحریر کرتے ہیں قد اوردہ ایضاً العلانۃ ابو الفرج ابن الجوزی فی الصغیر
 نیز کہ فیہ اقوال من نقۃ و ہذا من معیوب کما لیسیر الجرح و سکت عن التوثیق انتہی پس الزام چشم پوشی کا
 اقوال توثیق سے آپ پر یہ نقدیر عائد ہے ہاں اگر اقوال جرح و توثیق دونوں کو ذکر کرتے ہو اور ان

جرح کی ترجیح تھی کہ مضائقہ نہ آوے کہ بہرہ فقہاء حنفیہ وغیرہ جرحیہ میں منہجاً ان بجاری و سلم کا مذہب
 کہ جرح مہم یعنی حسین بیان سبب جرح نہ مقبول نہیں اور یہی مذہب صحیح و متاخر عقیدین کے نزدیک اس اصلاح بخیر
 مقدمین تحریر کرتے ہیں التعلیل مقبول من غیر کہ سبب علی الذہب الصحیح لان اسبابہ کثیرہ یصعب کہہ کرنا واما
 فلا یقبل لامفسرین السبب لان الناس یخلفون فی ما یجرح ما لا یجرح فیطلق احدهم الجرح بناء علی اعتقاد
 جرحا ولیس الجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سبب لیتظرفیہ ہو جرح ام لا وذا ظاہر تقرری الفقہ و ہوا و کذا
 الحافظ انہ مذہب لائمہ مرجعہ الی ریشہ و نقادہ مثل النجاشی و سلم و غیرہا و لکن جرحی و سلم بجماعہ حسین
 غیرہ الجرح فہم لکثرۃ مولیٰ ابن عباس و کمال بن ابی اوس و سلم بن و عمر بن زروق و غیرہم اصح مسلم بسویہ و ہوا و کذا
 الطعن فہم و مگر فصل ابوداؤد و ذوالکمال علی نعمہ و ہوا و لکن الی الجرح لا یشبہ الا اذا سبب انتہی اور
 زین الدین عراقی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں خلت فی التعلیل الجرح ل یقبلان واحدہما من ذکر
 اسبابہما لا یقبلان لا مفسر علی اربعۃ اقوال الاول و ہوا و کذا و التفرقة من التعلیل الجرح ہا
 التعلیل فضل من غیر ذکر سببہ اما الجرح فلا یقبل لا مفسرین اسباب الجرح یحصل با مبر و ہوا و کذا فلا یقبل ذکرہ
 والقول الثانی عکس القول الاول حکاہ صاحب المحصول و غیرہ و نقلہ امام الحرمین فی البرہان المغنی
 فی المنحول بتعالی عن القاضی ابی بکر القول الثالث انہ لا یزید کر سبب العدالۃ و الجرح مع احکامہ الخطبیب
 و لا صلیون القول الرابع عکسہ نہ لا یجوز کر سبب احدہما اذا کان الخارج اذ لعدل عالم البصر
 و ہوا و کذا القاضی ابی بکر و ممن حکاہ عنہ الغزالی فی المستصفی خلاف ما حکاہ عنہ فی المنحول ما ذکرہ عنہ
 فی المستصفی ہذا لہی حکاہ صاحب المحصول الاموی ہوا و کذا عن القاضی کما رواہ الخطبیب فی الکفایۃ
 والقول الاول ہوا و لکن فی علیہ الشافعی و قال الخطبیب الصور عندنا انتہی لمخصا او مختصا من جمیع
 میں یقبل التعلیل من غیر ذکر سببہ لا یقبل الجرح الا مفسر لاختلاف الناس فی مروجہ ہذا صحیح لہما فیہما
 و بہ قال الشافعی انتہی او کشف الاسرار شرح مول بزودی میں اما الطعن من کثرۃ الحدیث فلا یقبل
 مجمل الامی ہوا و لکن یقول نہ الحدیث غیر ثابت او منکر اذ فلان من روٰی حدیث او ذاہب حدیث
 او مجروح الوسی بعدل من غیر ان یدکر سبب الطعن ہوا و کذا سبب ما تہ الفقہاء و المحدثین انتہی اور ابن
 الہمام تحریر الامصول میں ترجیح کرتے ہیں اکثر الفقہاء و منہم الحنفیہ و المحدثین لا یقبل الجرح الا مبنا لا التعلیل
 و یقبل قبلہ فیہما و یقبل لا فیہما انتہی اور سبج العلوم شرح تحریر میں لکھتے ہیں قائل بلقی الاطلاق

فی الخلاف فقط للعلم بمضمون العدالة اتفاقا بخلاف المخرج فان له اسبابا بشتی ومبانی خلاف فلا یعمد علی قبحه
وہذا ہونہ مذہب جمہور اور ہو الاصح عند المصنف وغیرہ انتہی اور اس طرح خلاصہ طبعی و شرح مشکوٰۃ طبع
اور فتح الباقی وغیرہ میں ہیں ان عبارات کو ملاحظہ کیجیے اور ازعان اس امر کا فرمائی کہ عدم مقبول
جرح مبہم مذہب بخاری و سلم و ابو داؤد و اکثر حفاظ حدیث کا ہے اور یہی مذہب خفییہ و متعقبن
شافعیہ کا ہے اور یہی صحیح و مختار ہے اور اسبابا خمس باب میں ضعیف وغیرہ مقبول عند جمہور
ہیں بغیر وسعت نظر کی دعویٰ اس امر کا کہنا کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے شان علماء ہی نہایت
ستبد ہے مسموم یہ کہ تقدیم جرح مبہم یا باب بصیرت مذہب بعض کا ہے قاضی عصفدر نے
اسکو امام کی طرف منسوب کیا اور ابن ہمام اور زین عوانی وغیرہ نے اسکو قاضی ابوبکر کی طرف منسوب
کیا لیکن جمہور محدثین اسکو مختار نہیں کرتے ہیں اور خلاف صحیح لکھتے ہیں جبکہ عبارات سابقہ
سے واضح ہوا اور شمس الدین سخاوی فتح المغیث شرح الفیئۃ الحدیث میں تحریر کرتے ہیں قال
القاضی الذہبی یقول عندنا ترک لکشف عن لکذا کان الجاح عالما کما لا یجب ہتفسا للمعد
عما ہذا عندہ المذکر علا و ہنارہ اعطیہ ایضا و لک بعد تقریر القول الاول الذی صوبہ و
بالجملۃ فہذا خلاف ما اختارہ ابن الصلاح فی کون المخرج لہم لا یقبل انتہی اور کجہ العلوم شرح تخریر میں
لکھتے ہیں قال کیفی فیہب الاطلاقات من الجاح ذی بصیرۃ و ہونہ مذہب قاضی علی علیہ حق تشریفاً لکلمہ
مقام بیانہ وجوابہ فی المخرج ما تقدم من الاختلاف فی الاسباب یجوز ان یزعم ہیس قادحا قوادحا
لانہا فیہ العلم والعدالۃ فانہ انما یفصح حسب مذہب انتہی اب ہم آپ سے ہتفسا کرتے ہیں کہ آپکو
موقوف جمہور کے فتویٰ دینی پر امر ہے جسے کہ باب زیارت میں قول احتجاج کو جمہور کی طرف
منسوب کر دیا اور اس پر فتویٰ دیدیا اور باب جرح میں قول جمہور کو چوڑ دیا اور مذہب بعض
کو جبکہ جمہور جواب دیتے ہیں اور بخدویش کرتے ہیں اسلئے اصلاح اپنے کلام کے اختیار کر لیا
پس اب زیارت میں قول جمہور کو ان سے پیدا کیا اور باب جرح میں قول جمہور کو سطر چلا گیا
ان مذاہبے عجیب چہارم یہ کہ تقدیم جرح بوقت تعارض جرح و تعدیل جو آپ نے مسلم اور مختار
وغیرہ سے نقل کیا ہے اس میں آپکو بڑا اشتباہ واقع ہوا ہو جسے کہ یہ حکم اس مذہب
پر ہے جس میں جرح مبہم مقبول ہوتی ہے نہ جمیع مذاہب پر اور ہر تقدیر علوم مقبول جرح

سہم جو کہ مذہب مختار سے تعدیل مقدم ہے چنانچہ بحر العلوم شرح تحریر میں تحت قول ابن ہمام کی
 اذا تعارض الحج والتعديل فالمعروف فيه مذہبان تقديم الحج مطلقا وهو المختار والاخر التفصيل
 بین تساوی المعدلین والجاہلین لکن لک التفاد فی ترجیح الاکثر الخ مکتبے میں علم ان اشق الاول
 لانیاتی علی مختار الاکثر من عدم قبول الحج بدون بیان اسباب انتی اور ملا علی قاری شرح شرح منجۃ
 الفکر میں مکتبے میں مملہ ای محل تقديم الحج علی التعديل اذ اصدر ای الحج مبنی ای مفسر اس میں عارف
 بالای ای الحج لانه ان کان غیر مفسر لم یقدح فی سن ثبت عدالۃ انتی اور فتح المغنی میں تحت فعل
 عانی کی وقد روي الحج المني بنی فی فیہ الحکم بتقدیم الحج بما اذا نسر الا اذا تعارضنا من غیر تفسیر فانه
 يقدم التعديل قال المرئی وغیرہ انتی اس سے صاف اُضح ہو کہ تقدیم حج اور وقت ہے جب
 حج مفسر ہو اور اگر حج و تعدیل دونوں سہم ہوں حج مردود ہو جاوے گی اور تعدیل مقبول کی جاوے گی
 پس خراج مبہم جو اپنے قول محقق میں رواۃ کی حق میں نقل کیں سب مردود ہیں اور تعدیلات
 جو کلام مبہم میں مسطور ہیں وہ سب مقبول ہیں سچم یہ کہ جو قائل اس امر کا ہے کہ حج ارباب بصیرت
 اگر سہم ہو مقبول ہے نہ اس امر کا ہی قائل ہے کہ تعدیل سہم ہی ارباب بصیرت کی مقبول
 ہے اور یہ نظام ہے کہ معدلین کہ خلیا اذال کلام مبہم میں منقول ہیں ارباب بصیرت میں
 جیسا کہ جابرین بقول آپکے ارباب بصیرت سے ہیں پس اس صورت میں حج کو مقدم کرنا اگر
 کتاب میں ہے ان اگر حج سہم ارباب بصیرت کی ہونی اور تعدیل غیر ارباب بصیرت کی
 ہونی تو البتہ حج مقبول ہو سکتی تھی افاد حافظ ابن حجر ان لمیر ان میں بعد نقل کلام
 ابو حاتم و عقیلہ کی مکتبے میں قال اولاً الحج تعدیل پر مقدم ہوتی ہے پس ابو حاتم و عقیلہ کہ
 اصحاب بصیرت ہیں اونکی حج مقدم ہوگی ثانیاً یہ کہ بعد نقل کرنے تو ثقی کے جو کلام تھا
 حدیث میں از قبری و حیث لا شفاعت بین ابن حجر نے نقل کیا اوسکو صاحب السالنے نے اس
 خیال سے چھوڑ دیا کہ اگر وہی کہیں کے تو اس پر مطلب کے خلاف ہو جائیگا اقول حج کو مقدم کرنا
 حال ابھی مشکف ہو گیا تعجب ہے اس سے کہ باوجود دعوی ہمارے فن حدیث کا جا حکم تقدم حج کا اور
 قبول حج سہم ارباب بصیرت کا دیکھیں اور کتب فن کو ملاحظہ فرماتے کہ ان میں کیا لکھا ہے اور
 بقیہ عبارت ابن حجر کے چھوڑ دی کی وجہ یہ ہے کہ اوس میں تضعیف سہم عبداللہ عمری مذکور ہے اور حج

مبہم مقبول نہیں اور یہی اس میں حدیث مذکور کو منکر لکھا اور ثکارت منافی حسن کے نہیں ہے پس
 اس عبارت کے نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی **قال** اس عبارت سے چند امور ثابت ہو گئے اول یہ کہ
 ابن قطان نے کہا کہ حق یہ ہے کہ موسیٰ بن ہلال کی عدالت ثابت نہیں ہوئی اور واقطنی نے کہا
 کہ وہ مبہول ہے و دوم یہ کہ روایت مذکورہ عبد اللہ اکبر سے ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے
 نہ عبید اللہ صفر سے معلوم ہے کہ عبد الحق کا تعقب ابن القطان نے کیا ہے چارٹم یہ کہ ابن خزیمہ
 اور وہابی نے اس حدیث کو منکر جانا ہے **اقول** اعراف الرجال بالحق لا الحق بالرجال النظر
 الی ما قالہ ولا نظر الی من قال یتبع موجود عبارت ابن حجر سے ثابت ہوئے آپ کو مفید ہیں درجہ صا کلام
 میرم کے مضر لیکر امر اول اس واسطے کہ یہ ابن القطان جو جامع ہے معلوم نہیں کہ کون ہے علاوہ اذین بلایہ
 مؤلفین کو قول ابن القطان کتب سموع ہو گا اور زینار بن ابی بن قطان کو جواب جرح میں ست گناہ نام تکرار
 جرحین اکثر معتبر نہیں کہیں ہیں ابن قطان دیگر کا قول مقابلہ جم غفیر کے کیونکہ مقبول ہو گا نیز اللہ عدل میں محفوظ
 ابن سلم میں ہے **قال** ابن القطان لا یعرف له حال فقلت لم ذکر هذا النوع فی کتابی ہذا لان ابن القطان
 یتکلم فی کل من لم یقبل فیہ امام عاصم لک الرسل واذن عن عاصم وایدل علی عدالتہ فی الامم
 ہذا النمط کثرون ما وضعہم احد ولا ہم بجاہل انتہی اور یہی ذہبی ترجمہ مالک مصری میں لکھتے ہیں
قال ابن القطان ہومن لم یشیت عدالتہ یریدانہ مانص احد علی انہ لفقہ وفی رواۃ الصحیح عدد کثیر ما
 علمنا ان احد وثقہ انتہی پس معلوم ہوا کہ قول ابن القطان کا موسیٰ کو حق میں لم یشیت عدالتہ کہہ کر
 نہیں کرتا ہے اور واقطنی کا مبہول کہنا محض غلط ہے جو ہے کہ موسیٰ بن ہلال سے سات تفاوتوں کے
 او کو امام احمد میں روایت کرتے ہیں اور حبالہ ذہبی کی روایت سے مرفوع ہو جاتی ہے جیسا کہ ابن
 عبد البر استند کا شرح موطا میں بات ہے کہ الوضوء مما مست النار میں لکھتے ہیں زعم قوم ان عبد الرحمن
 بن زید الانصاری مبہول و ہذا محال من قالہ لان عبد الرحمن ہذا ہجرتہ الرحمن بن زید بن عقیبہ بن
 کریہ الانصاری وقد روی عنہ رجال کبار یروی عن عقیبہ وکیس بن الاشج وعمر بن یحیی واساتہ بن
 زید اللیثی ومن دسی ثلثہ ثلاثہ وقیل لثلاثہ لیس بن محمول انتہی اور واسطے توثیق و توفیر موسیٰ کے
 اسبقدر کافی ہے کہ امام احمد نے نہ غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے ہیں اور نہ سے روایت کی ہے ورنہ وہ اس
 جو غیر ثقہ سے روایت نہ کرتا ہو کسی ادوی سے یہ تبدیل ادوی بدال ہے کہ اس سے ابن عدس نے تعیل عمر

ابی عمر و المدنی کے سبب وایت مالک کے کی ہر جیا نچہ تہذیب الکمال میں ہر دو قال بن عدی لایس بہ
لان مالک راوی عنہ ولا یروی مالک الا عن حدود ثقلہ انتہی اور سجا و تحت قول عراقی کو و لیس تہذیب
علی القول الصحیح روایت العدل لکھتے ہیں ہذا لکذا قال اکثر العلماء من المحدثین القول الثانی انہ تعذیل
مطلقا و القول الثالث التفصیل فان علم انہ لا یروی الا عن عدل کانت وایتہ عن الراوی تہذیب
والافلا و ہذا ہو الصحیح عند الاصولیین کالسیف الہادی و ابن الحاجب وغیرہ جامل و ذہب لہم سماع
من المحدثین و البیہل الشحین و ابن خزمیہ فی صحاحہم و الحاکم فی مستدرک انہ انتہی اور یہی لکھتے ہیں کہ ان
لا یروی الا عن ثقلہ الا فی النادر الامام احمد و تقی بن مخلد و سلیمان بن حرب و شعبۃ و الشعمش و عبد
بن مہدی و مالک و یحیی بن سعید القطان انتہی اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے بھی تصریح
اس امر کی کی ہے کہ احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے تہ جیا نچہ سبکی شفاء الاسقام میں تحریر کرتے
ہیں قد صرح الخصم بذلک فی الكتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری قال ان الثاکلین بالجرح
والتعذیل من علماء الحدیث فوعان منهم من لم یرو الا عن ثقلہ عنہ کمالک و شعبۃ و یحیی بن سعید
و ابن مہدی و احمد بن حنبل کذلک النجاری و امثالہ و قد کفانا الخصم ہذا الکلام مؤتہ تبیین ان
احمد لا یرو الا عن ثقلہ و لا یبقی لہ مطعن فیہ انتہی اور امثالہ کا جواب یہ ہے کہ روایت حدیث کو
عبید اللہ عمری سے ہونا یا عبید اللہ عمری سے ہونا مختلف فیہ ہے لیکن سبکی نے روایات ہیثمی و دار
سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ روایت عبید اللہ عمری سے ہے جیسا کہ عبارت اوکی سابقا منقول ہو
اور یہی سبکی نے تحریر کیا ہے و رواہ عن موسی بن ہلال غیر عبید جاتہ منهم جعفر بن محمد قال القیل
فی کتابہ حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی حدثنا جعفر بن محمد حدثنا موسی ابن ہلال عن عبید اللہ
عن نافع عن ابن عمر فروعا من ارفیری و حببت لہ شفاعتی کذا رایتہ فی النسخۃ عبید اللہ
محمد بن سعید بن سمرۃ الاحمسی اختلف علیہ فروی عنہ مصغر اکمار و رواہ غیرہ و روی عنہ کبار و ہذا
قال ابن عدل فی الکامل و کذلک کتب الی عثمان بن محمد بن مکہ انہ قرأ علی الحافظ یحیی بن علی بن
المفضل قرأ علیہ القاضي ابو القاسم حمزہ المخزومی قال اجزنا ابو طاهر السلفی انبا نا جماعة عن جماعة
عنہ اجزنا ابو ابراہیم الخلیل اجزنا سلیم بن ایوب اجزنا احمد بن عبد اللہ اجزنا عبد الحمید بن ابی طاهر
حدثنا محمد بن اسماعیل التمیمی حدثنا موسی عن عبید اللہ و مرض الحافظ یحیی بن علی القرشی ہذا

و ذکر ان الصواب عبید اللہ و رایت فی تاریخ ابن ساکر بخط ابی عبد اللہ المحفوظ عن ابن سمرہ عبید اللہ
 و قال ابن عدی فی الكامل فی المناہج بالجماعۃ بالاسناد المتقدم الی عبد اللہ راصح و فی ما قالہ نظر و اذکر
 بہ جرح ابن عدی عن عبید اللہ لظافر و آیات عبید بن محمد کلہا و بعض آیات ابن سمرہ و لما سئل عن
 من متابعی سائہ البہمنی موسی بن ہلال انتہی لخصاً و بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ روایت حدیث مذکور
 عبید اللہ سے ہی بھی کچھ فضیلتیں اس واسطے کہ یک طائفہ نقادین نے توثیق اس کی کی ہے پس جرح سہم
 و موسی طائفہ کی مقبول نہ ہوگی چنانچہ سبکی تحریر کرتے ہیں علی ان عبد اللہ المکبر روی لہ مسلم مقبول
 بغیرہ و قال احمد صالح و ابو حاتم رایت احمد بن حنبل حسن الثناء علیہ قال یحیی بن یحیی بن لیس یا یحیی بن
 حدیثہ ز قال ابن زنی نافع صالح و قال ابن عدی لا بأس بہ صدوق و قال ابن حبان کان من غلب علیہ اصلاً
 حتی غلب عن ضبط الاخبار و جودۃ حفظ الآثار تقع المناکیر فی روایتہ فلما فحش خطاؤہ استحق التبرک
 و نہ الکلام من ابن حبان بغیرہ و انہ لہ تیکلم فیہ لیرج فی نفسه و انما ہو لکثرة غلطہ و اما حکمہ باحقاق التبرک
 لمخالف لاخراج مسلم لہ فی المتابعات و لیس لہا الحدیث فی منلثہ ان یحصل فیہ التباس علی عبد اللہ
 لانی سندہ و لا فی متلثہ فاندہ فی تاریخ سابق و من الحدیث فی غایۃ القیمہ و الوضوح فاحتمال خطا
 فیہ عبید و الرواہ جمیعہم الی موسی بن ہلال ثقات انتہی و انہ لہا کثیرا کما جواب یہ ہے کہ ثقاہت ابن
 حبان کا عبید اللہ کے سکوت کا استیجاب ہے کہ اس کے زعم میں ابن ہلال ضعیف ہی نہیں جبکہ
 کی توثیق عبارات سابقہ ثابت ہوئی اوں کا تعاقب کیا ضرر کیا اور امر راجع کا جواب یہ ہے کہ حد
 نکارت قاری نہیں کما تم فیضیہ افا و اور فاء و الف باخبار و المصطفیٰ بن ہلال قال ابن ہشام
 پر کلام ہے عبید وجہ اول یہ کہ یہاں پر صاحب سائل نے بظن غالب تحریف کی ہے اس نظر سے
 کہ ظاہر ہو کہ اسناد موسی بن ہلال سے خالی ہے لکتابہ و رواہ جماعۃ غیر موسی بن ہلال منہم
 جعفر بن محمد حدیثنا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغراً و حال آئندہ اصل عبارت یوں
 ہوگی و رواہ جماعۃ غیرہ عن موسی بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغراً منہم جعفر بن محمد المروزی
 حدیثنا موسی بن ہلال عن عبید اللہ مصغراً کہ کوئی کہے کہ شاید اس نسخہ میں جس سے اس حدیث
 نقل ہو یہ عبارت اسی طور پر ہو جو اصل و مکاتیب ہے کہ اگر بالفرض اس نسخہ میں ایسا ہو تو وہ نسخہ
 محض غلط ہے کیونکہ عبارت لسان ہی صراحتاً ثابت ہو کہ جعفر بن محمد و محمد بن اسماعیل نے اس حدیث کو

موسیٰ بن ہلال سے اخذ کیا ہے **اقول** یا ایہ الذین آمنوا اجنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن ثم
 جس نسخہ سے صاحب کلام سہم نے نقل کیا اوس میں دسینی عبارت تھی جیسے منقول ہوئی
 اگر وہ غلط ہو تو کچھ صاحب سالہ کو نہ نہیں ہے اور غلط ہونا اوس کا ایسا اثر نہیں ہے کہ اوس میں
 بالفرض تقدیر کیا جاوے **قال** میں وہ یہ کہ سبکی نے جو عبد اللہ مصنف کو ترجیح دی سوسو کا
 جواب لسان النیران میں بخوبی ظاہر ہو گیا **اقول** لسان میں ابن خزمیہ سے نقل کیا ایشہ
 ان کیوں نہ اس حدیث عبد اللہ اور دارقطنی اور عقیلی کی روایت سے عبد اللہ نقل کیا
 حال آنکہ سبکی نے نسخہ معتد سے روایت دارقطنی و عقیلی سے عبد اللہ نقل کیا اور اس
 امر کا کسی کو انکار نہیں کہ بعض طرق اس حدیث میں عبد اللہ واقع ہو گئے تھے ترجیح میں **قال**
 ستوم سبکی جو لکھتا ہے وہ نعم محمد بن اسماعیل بن سمرہ و اختلف علیہ عمل کلام ہے کیونکہ او پر معلوم
 ہوا کہ ابن خزمیہ نے بلا واسطہ محمد بن اسماعیل سے عبد اللہ مکرر روایت کیا ہے اور ایسا ہی ابن
 عدی نے بواسطہ محمد بن یحییٰ حلوانی کے پس معلوم نہیں کہ سبکی کہاں سے ابن سمرہ پر اختلاف
 بیان کرتا ہے **اقول** میں علم حجت علی من لم ینقل عبارت سبکی یہ ہے و نعم محمد بن اسماعیل بن سمرہ
 و اختلف علیہ فروسی عنہ مصنف المارواہ وغیرہ اخیرا مذکور عبد المؤمن وغیرہ اذنا عن ابی نصر
 علی بن الحسن الحافظ اخیرا اسماعیل بن محمد بن الفضل الحافظ اخیرا احمد بن علی بن خلف اخیرا
 ابو القاسم بن حبیب اخیرا ابو بکر احمد بن نصر بن کمال النجاری اخیرا ابو عبد الرحمن
 بن عبد اللہ اخیرا محمد بن اسماعیل الہیثمی عن موسیٰ بن ہلال عن عبد اللہ وروسی عنہ **قال**
 جارم سبکی نے جو یہ کہا و تھیل ان موسیٰ سمع من عبد اللہ متار و عبد اللہ جمیعاً ابن حجلہ نے کہا
 احتمال کو بعد نقل کے رد کیا ہے حیث قال تھیل ان یقال انہ کان عنہ موسیٰ عن الاخوان
 و عبد اللہ و قیس بعض الفقہاء الی ترجیح مثل ذلک و قد یقال انما یفعل مثل ذلک فی المشہور
 بالخط والافتان فاما مثل موسیٰ بن ہلال فیستوقف فی ذلک انما قواہ ہنا
 من متابعہ مسلم بن سالم و النظار الذی یقوی فی النفس انہ عنہ عن عبد اللہ **اقول**
 سبکی اس امر کا جزا دے نہیں ہے کہ موسیٰ نے دونوں سے روایت کی بلکہ احتمالاً بیان کرتا ہے
 اور یہ احتمال کلام ابن حجلہ سے مرفوع نہیں کہا ہو ظاہر میں ادنیٰ تدبر **قال** چچم سبکی نے

جو یہ کہا والمکبر قال احمد صالح الخ جواب اسکایہ ہر کہ تہذیب الکمال غیر وہین لکھا ہے قال احمد کان یزید
فی الاسانید وینالف وکان یحیی بن سعید یضعف الخ اقول حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں
عبدالسد کی توثیق کی بھی بہت اقوال نقل کیے ہیں قال ابو طلحہ عن احمد لاباس بہ قدر وی عنہ وکن
لیمس شل خیمہ عبدالسد وقال ابو حاتم رایت احمد بن حنبل یحسن الثناء علیہ وقال عثمان الدارمی عن
ابن معین صویلح وقال ابن ابی مریم عن ابن معین یسبح باس لکتاب حدیثہ وقال یعقوب بن شیبہ ثقہ صدوق
فی حدیثہ اضطراب وقال ابن عدی لاباس بہ فی روایاتہ صدوق وقال العجلی لاباس بہ وقال ابن عثام
الموصلی لم یرکہ احد الا یحیی بن سعید وزعموا انه اخذ کتاب خیمہ عبدالسد فرواها وادردہ یعقوب بن شیبہ
فی مسندہ حدیثا فقال ہذا حدیث حسن الاسناد وقال فی موضع آخر جو رجل صالح مذکور بالعلم والصلاح
وقول ابن معین فیہ نہ صویلح انما حکا عنہ اسحق واما الدارمی فقال عن ابن معین صالح ثقہ انتہی المختصا
پس یہ سب اقوال تعدیل کے جو اباب بصیرت سے منقول ہیں جرح مبہم پر مقدم ہونگے کما مر تفصیلہ اور اگر
اسی جرح مبہم مقدم ہو کرے تو بہت مسائل شرعیہ میں خلل واقع ہو جائیگا ملاحظہ کیجیے کہ مرث
قلتین کہ محققین اسکو صحیح کہتے ہیں اور حدیث لا تغفلوا الابغاثۃ الکتاب کہ محدثین اسکو مستحب
ہیں ان دونوں کی سندوں میں محمد بن اسحق واقع ہوا اور اسکی شان میں کتب رجال میں کیا کیا
دار و دیگر چونکہ اقوال توثیق اور کسرت میں واقع ہیں اور اقوال جرح مبہم غیر موثقہ ہیں اسوجہ سے جرح
کا اعتبار نہیں کیا گیا اور حدیث المار بطور لا یجنبہ شیئ الاما غیر لونه واطعمہ اور یحی ارباب تحقیق کو نزدیک
حسن ہر حال آنکھ اسکی سند میں مشکلم فیہ واقع ہو و علی ہذا القیاس بہت احادیث کہ صحاح ستہ میں بلکہ
صحیح بخاری میں مروی ہیں اور مستند الکبار میں اوکی سند میں مجروح واقع ہیں بلکہ اگر ایسی ہی باب
اعتبار جرح مفتوح ہو جائے تو خود امام المحدثین بخاری پر جرح واقع ہو گئیں پس جرح کو مقدم کرنا لازم
پڑیگا اور وہین میں فساد واقع ہو جائے گا قال ششم یہ کہ سبکی نے جو یہ کہا واما بقول ابن
عدی فی ہوسوی ووجود متابع فانہ یقین قبولہ جواب اسکایہ ہر کہ قول ابن عدی معارض ہے ساتھ
قول ابو حاتم و عقیلی و دلقطنی و ابن قطان کے علاوہ اسکے جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے اقول
نہ جرح مبہم نہ ہر باب اکثر فقہاء و محدثین مردود ہوتے اور تعدیل اور سیر مقدم ہوتی ہے پس ہوسوی کے
حق میں قول مدللین کا مثل ابن عدی غیر کہ مقبول ہے اور قول جابرین کا اگرچہ عدد کثیر ہوں

بغیر بیان سبب رد و وجہ **قال** اور متابعت ظاہر متابعت سلم بن صالح جیسی کی مراد معلوم ہوتی ہے پس جب تک مسلم کا اولن لوگوں میں سے ہونا ثابت نہ ہو جائے جبکی متابعت معتبر ہوتی ہے تب تک یہ متابعت مفید نہیں کہتی کیونکہ ابن صلاح ہول حدیث میں لکھتا ہے کہ شخص لایق اسکے سننے کے کہ اسکی متابعت معتبر ہو **اقول** متابعت ماخوذہ میں فقط نکارت اور فقر و موسیٰ کی دفع کیوں معتبر کی جاتی ہے نہ واسطے توفیق حدیث کی کیونکہ موسیٰ خود ثقہ ہے اور حدیث اسکی صحیح میں ہے اور تابع کو مطلقاً ثقہ نہ ہو ضرورین بلکہ جو راوی کہ متهم بالکذب ہو اسکے متابع کو قوی نہ ہو مافرو ہے اور جو راوی کہ متهم بالکذب ہو بلکہ مخرج بضعف حفظ یا اضطراب وغیرہ ہو وہ اسکا متابع ہی اگر مثل اسکے ہو گا اسکی متابعت واسطے تقویت حدیث کے کافی سمجھی جاتی ہے بخلاف نفع

الغیث میں لکھتے ہیں تقدم فی تقریر حسن بغیر ان لضعیف الذی ضعف من جهة قلة حفظ **ابو** و کثرة غلط لاسر جہتہ اتہام بالکذب داروی مثلاً بسند آخر لطیف فی الروایۃ ارفعی الی درجہ الحسن نیز ول عنہ ما جاز من سوء حفظ الراوی و یقتضی کل نہایا بالآخر انتہی اور سو کو جن لوگوں نے عجیب کیا ہے انہوں نے سبب ضعف و اضطراب ہنا و عدم متابعت وغیرہ کی مخرج کیا اور کسی نے اسکو متهم بالکذب نہیں بنا یا پس تابع اسکا اگر درجات میں تک نہ ہو نہایت ہو بلکہ مثل اسکی سور حفظ وغیرہ میں ہو اسکی متابعت بھی مقوی حدیث ہوگی مثلاً وہ یہ کہ مسلمہ کے حق میں ان المنیرین میں سے ثبوت لکھا ہے اور ابن حبان اسکو کتاب الثقات میں ثقات میں داخل کیا پس مسلمہ کے حق میں جرح ہرم و تقبل متعارض ہوئیں فیقدم التعديل و الرجوع لما سابقا فاذا و اربعی فاما الوفا میں ہے زوی الزہارین طریق عبداللہ بن براہیم الغفاری حدیثا عبد الرحمن بن ابیہ عن ابن عمر فروعا **قال** اولاً عبداللہ بن براہیم اور عبد الرحمن بن کسان و فتح ہو گیا ثانیاً نیز یہ شریعہ میں مرقوم ہے عبداللہ بن براہیم نے ابن حبان کی وضع الحدیث اور نیز ان میں ہر سبب جہان الی انہ یضع الحدیث و قال ابن عدی عامۃ ما یرویہ لا یتابع علیہ الخ اور عبد الرحمن بن زید کی نسبت تخریج الشریعہ میں لکھا ہے قال الحاکم ردی عن ابی یحییٰ موصوۃ الخ **اقول** سبکی فی شفا میں لکھا ہے عبداللہ بن براہیم مول الغفاری سے رومی لا ابو داؤد و الترمذی و قال ابو داؤد و الترمذی و قال ابن عدی عامۃ ما یرویہ لا یتابع علیہ الثقات و قال الزہار

عقب کمره در الحديث عبدالله حدث باحادیث لم ینای علیها وانما یکتب من حیثه ما یحفظ لهن
 محمد بن الحسن بن دین احمد روى الترمذی ابن جبر و ضعفه جماعة وقال ابن عبدی ان لاحادیث
 حسان انه من اجمل الناس صدق بعضهم انه من یکتب حدیثه صحیح احکام حدیثا من حیثه مستذکره
 فی التوسل بالنبی صلی الله علیه و آله وسلم واذا کان المقصود من هذا الحدیث تقویة الاول و شهادته
 لم یفر فاقبل فی ذلک ان یطین البوس اجمالی تهمة کذب لا ینسق و مثل هذا یکتمل المتابعات و المشوایه
 انتهى اور اگر متابعت عبدالله بن ابراهیم کی بسبب سکے کہ اس کو بعض نے متهم بالکذب کیا ہے
 معتبر نہ تو کو حج نہیں کیونکہ ہنا و سابق حسن ہے حاجت اس کی تقویت کی نہیں ہے جسکے نے
 تبرعات تقویت کی قال اور عبدالله مکر کی توثیق کی روایات جو منہ ان کا شرف سے منقول
 جو میں اور کا جواب یہ کہ اول یہ روایات معارض ہیں اور ان روایات ساتھ جو ہم نے اوپر نقل
 کیں وہ حج تعدیل پر مقدم ہوتے ہیں اقول حج ہم مقبول نہیں اور روایات توثیق مقبول ہیں اور
 معارضہ مقبول اور غیر مقبول کا عجیب ہے قال اور وفاء الوفاء میں لکھا ہے قال التوریشی فی شرح لم یصح
 یعنی عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن عبدالمطلب کہ کیونکہ شکوہ لم یصحیح میں لکھا ہے قال
 الحسن بن علی سمعت ابن عیینہ ان قال ابو عمر الزاهد و سمع عبد العزیز ابن عبد الله بن عامر
 ہوا کہ ابن عیینہ فی جس عمری کو مصداق حدیث یوشک الناس ان یفریوا اکبا والابل فلا یحدا
 حالہ علم من المدنیہ کا ٹھکانہ ہے عبد العزیز بن عبد الله بن عبد الله بن عمر بن حفص اقول
 آپ نے جو شے شکوہ کو ملاحظہ نہیں کیا ورنہ ایسا کلام کہتے کیونکہ انہیں تین قول اس باب میں کہ
 ہیں منہ جملہ و کمال ایک قول وہ ہے وفاء الوفاء سے نقل کیا گیا ہے طبری نے طحشہ میں کہ جبکا نام
 ایک شافعی عن جلال بن اسمن ہے کہتے ہیں قال التوریشی عن عبد الرزاق ان قال ابو عمر الزاهد و
 عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب انی اور خمر جو شے طبری میں جو سیدہ ثعلبہ
 کی طرف منسوب ہے تحت قول صاحب شکوہ کی قال ابن عیینہ ان مالک بن انس سئل عن عبد الرزاق
 مرقوم ہے ایسی نقل قول ابن عیینہ عن عبد الرزاق ابن عیینہ اسمہ سفیان ابی عبد الرزاق فاحمد اکثر بن
 الروایہ روى عنه احمد بن حنبل و یحیی بن معین غیر ہوا و نہ مخالفت لمانی فی شرح التوریشی و ان
 اریدہ مطابقہ ایاہ تبری و شکوہ لکلام سابق و زید القوار عن عبد الرزاق و قال التوریشی و ذکر

عقب کمره در الحديث عبدالله حدث باحادیث لم ینای علیها وانما یکتب من حیثه ما یحفظ لهن
 محمد بن الحسن بن دین احمد روى الترمذی ابن جبر و ضعفه جماعة وقال ابن عبدی ان لاحادیث
 حسان انه من اجمل الناس صدق بعضهم انه من یکتب حدیثه صحیح احکام حدیثا من حیثه مستذکره
 فی التوسل بالنبی صلی الله علیه و آله وسلم واذا کان المقصود من هذا الحدیث تقویة الاول و شهادته
 لم یفر فاقبل فی ذلک ان یطین البوس اجمالی تهمة کذب لا ینسق و مثل هذا یکتمل المتابعات و المشوایه
 انتهى اور اگر متابعت عبدالله بن ابراهیم کی بسبب سکے کہ اس کو بعض نے متهم بالکذب کیا ہے
 معتبر نہ تو کو حج نہیں کیونکہ ہنا و سابق حسن ہے حاجت اس کی تقویت کی نہیں ہے جسکے نے
 تبرعات تقویت کی قال اور عبدالله مکر کی توثیق کی روایات جو منہ ان کا شرف سے منقول
 جو میں اور کا جواب یہ کہ اول یہ روایات معارض ہیں اور ان روایات ساتھ جو ہم نے اوپر نقل
 کیں وہ حج تعدیل پر مقدم ہوتے ہیں اقول حج ہم مقبول نہیں اور روایات توثیق مقبول ہیں اور
 معارضہ مقبول اور غیر مقبول کا عجیب ہے قال اور وفاء الوفاء میں لکھا ہے قال التوریشی فی شرح لم یصح
 یعنی عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن عبدالمطلب کہ کیونکہ شکوہ لم یصحیح میں لکھا ہے قال
 الحسن بن علی سمعت ابن عیینہ ان قال ابو عمر الزاهد و سمع عبد العزیز ابن عبد الله بن عامر
 ہوا کہ ابن عیینہ فی جس عمری کو مصداق حدیث یوشک الناس ان یفریوا اکبا والابل فلا یحدا
 حالہ علم من المدنیہ کا ٹھکانہ ہے عبد العزیز بن عبد الله بن عبد الله بن عمر بن حفص اقول
 آپ نے جو شے شکوہ کو ملاحظہ نہیں کیا ورنہ ایسا کلام کہتے کیونکہ انہیں تین قول اس باب میں کہ
 ہیں منہ جملہ و کمال ایک قول وہ ہے وفاء الوفاء سے نقل کیا گیا ہے طبری نے طحشہ میں کہ جبکا نام
 ایک شافعی عن جلال بن اسمن ہے کہتے ہیں قال التوریشی عن عبد الرزاق ان قال ابو عمر الزاهد و
 عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب انی اور خمر جو شے طبری میں جو سیدہ ثعلبہ
 کی طرف منسوب ہے تحت قول صاحب شکوہ کی قال ابن عیینہ ان مالک بن انس سئل عن عبد الرزاق
 مرقوم ہے ایسی نقل قول ابن عیینہ عن عبد الرزاق ابن عیینہ اسمہ سفیان ابی عبد الرزاق فاحمد اکثر بن
 الروایہ روى عنه احمد بن حنبل و یحیی بن معین غیر ہوا و نہ مخالفت لمانی فی شرح التوریشی و ان
 اریدہ مطابقہ ایاہ تبری و شکوہ لکلام سابق و زید القوار عن عبد الرزاق و قال التوریشی و ذکر

الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ نے قال ہوا کہ بن انس عن عبد الزراق انہ قال ہوا العمری الزاہد
 و ہوا عبد الصمد بن عمر بن حفص بن غاصم بن عمر وقال لہ ظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ
 الترمذی و ذکر فی المثنی ثلاث بن عبد العزیز بن اہل الشام انتہی او طاعلی قاری مرقاۃ لمفاتیح شرح
 مشکوٰۃ المصابیح میں تحت وشلہ عن عبد الزراق کی سکتے ہیں قال الطیبی بعد مخالف لما فی شرح الشيخ
 الترمذی کما سیاتی وان اریدہ طابقہ اباہ قبری وشلہ تمتہ للکلام سابق وابتدء بقولہ عن عبد الزراق
 تامل فقلت ویکون ان یکون عنہ قولان البضا انتہی اور بعد ایک سطر کے سکتے ہیں قال الترمذی
 ذکر الشيخ ابو محمد بن کتاب بن عیینہ انہ مالک عن عبد الزراق انہ قال ہوا العمری الزاہد و ہوا عبد
 بن عمر بن حفص بن غاصم بن عمر وقال لہ ظہر اراد بالعمری عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ و رواہ الترمذی
 قال الطیبی وقال بن ملک ارادہ عمر بن عبد العزیز الخلیفہ قبلہ العمری شبة الی عمر بن الخطاب لہ
 ابن بنتہ و قبل ہوا عبد الصمد بن عمر بن حفص بن غاصم بن عمر کان خذ العلماء الکراخین انتہی ان عبارت
 واضح ہوا کہ بعض نے عمری کہ جسکو عبد الزراق اور سفیان نے مصداق حدیث یوشک لہما س الخ
 بنایا ہے مراد عبد الصمد بن عمر العمری جو راوی حدیث میں زار قبر نبی جبت لہ شفاعتی ہو لیا ہے
 اور بعض نے عبد العزیز عمری کو تجویز کیا اور بعض نے عمر بن عبد العزیز لکھا پس طائفہ اولی کے قول
 توثیق عبد الصمد عمری کے ثابت ہوئی افادہ عبد الصمد بن عمر العمری کے توثیق سابق منہ
 اور کاشف اور وفاء الوفا سے منقول ہو چکی قال تفریل وراجع ترمذی اور کلام امام احمد
 بن سعید اور علی بن المدینی اور یعقوب بن شیبہ ورنہ الی سے ضعف ہکا ابھی ثابت ہوا اور حجج
 تعدیل پر مقدم ہوتی ہوا قول توثیق اسکے کلام امام احمد و یحییٰ بن معدنہ و ابو حاتم اور ابن عدی
 اور اسمی اور یعقوب بن شیبہ اور علی اور ابن عثام وغیرہ ابھی معلوم ہو چکی اور تعدیل حجج مبہم پر مقدم
 ہوتی ہے قال مخفی نہ ہے کہ ہفتاد ہر صاحب سالہ نے مسلم بن الحنفی کی توثیق مطلق نہیں
 کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا غیر ثقہ ہونا تسلیم کر لیا اقول چونکہ حاجت توثیق مسلم کی
 نہ تھی جب کہ سابقا گذر چکا لہذا کلام ہرم میں توثیق کو ذکر نہ کیا اور اس سے تسلیم کر لینا لازم نہ
 آتا افادہ اس حدیث کی حسن ہر یک طرح کا شبہ بخین ہے قال اس حدیث کی رواہ
 میں مسلم بن الحنفی موجود ہے اور اسکا ضعف صاحب سالہ نے بھی تسلیم کر لیا ہر اس حدیث کو

سن بلکہ صحیح کماکان تمام ہے **اقول** یہ حکم قطعی انفرادی ہے کس جملہ سے صاحب کلام مہرم کی تسلیم
 معلوم ہوئی ہے اور سکوت تو ثبوت مسلمہ ہے بوجہ موجب واقع ہو گیا کہ اسبی گندھ کا اور حدیث کی
 مطلق حسن کے مابین ثقہ ہونا اور ہی کا شرط نہیں ہے چنانچہ زین عروانی شرح الفیہ میں لکھتے ہیں
 تقدم ان الحسن لا يشترط فيه ثقہ رجال بل اذا كان فيهم من لم يتم بالكذب وروى من وجب آخر كان حسنا
 على شرط المتقدمه وغير المتهم نعم من ان يكون ثقہ او مستورا انتهى وفتح المغیث میں ہی اما مطلق
 فذلک فی اصل سندہ بالصدق الضابط المتقن غیر تامہا او بالضعیف بما عدا الکذب ذہب عن تضعیف خلوا
 عن الشذوذ والعلل انتهى پس اگر عدم ثقہ ہونا مسلمہ کا مسلم ہی ہو حدیث کی حسن کے مابین کو تہذیب
 ہوگی جب تک کہ اس کا شتم بالکذب ہونا ثابت ہو اور اس حدیث کی مثل جسکو مسلمہ نے
 روایت کیا ہے دوسری طرح سے ہی مروی ہے اور اس میں جو اسامی بہام ایک ہی کی کوئی خلل
 نہیں ہے چنانچہ جسکے لکھتے ہیں قال محیی الحسینی فی اخبار المدینۃ حدثنا محمد بن یعقوب حدثنا عبد اللہ بن وہب
 عن رجل عن محمد بن عبد اللہ عن ابنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من فی المدینۃ زائر الی وجب لہ
 شفاعتی یوم القیامۃ من مات فی احد الحرمین بعثت اہنا انتی اور یہ بھی لکھتے ہیں محمد بن یعقوب
 ابو عمر الزہیری المدنی صدوق و عبد اللہ بن وہب ثقہ و کبر بن عبد اللہ ان کان لمرئی فذو تابعی
 جلیل فیکون مسلما وان کان کبر بن عبد اللہ بن البیج الانصاری فذو صحابی انتی **افا** و عبارت
 نیز ان میں یہ ہے قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ نہ متروک الحدیث فمذہ رواۃ ابن ابی حاتم و اما
 رواۃ ابی علی الصدوق عن عبد اللہ بن ابیہ نہ قال صالح الخ قال اس مقام پر عبارت نیز ان
 لفظ بلفظ نقل کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود نقل روایات جمع ہے اور روایت تو ثبوت اسلئے
 منقول نہیں ہوئی کہ جمع تعدیل مقدم ہوتی **اقول** فقط روایات جمع نقل کرنا معیوب ہے شرعا
 و ہذا وجہ کو مقدم کرنا خلاف جمہور محدثین ہے جیسا کہ تفصیل اسکی گذر چکی **قال** اور حصص
 بن سلیمان کی نسبت نیز ان لا اعتدال میں لکھا ہے و کان ابیانی الحدیث الخ **اقول** حدیث
 سن حج فزار قبری بعد وفاتی فکانا زار الخ حیاتی کو اجلہ محدثین نے ہاں یہ متعدد ہی روایت کیا
 دارقطنی انہی سنن میں لکھتے ہیں حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہب حدثنا ابو البیج الزہری الخ
 حصص بن ابی داؤد عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حج فزار قبری

بعد وفاتی کان کن زارانی فی حیاتی اور سند طبرانی یہ ہے حدیثنا الحسن بن علی التستری حدیثنا ابو یوسف
 حدیثنا حفص بن ابی داؤد عن لیث الخ اور سند ابو یعلیٰ یہ ہے حدیثنا ابو الیاس حدیثنا حفص بن
 داؤد الخ اور سند ابو احمد بن عدی صاحب کمال یہ ہے اخبارنا الحسن بن سفیان حدیثنا علی بن حجر
 و حدیثنا عبد اللہ بن محمد البغوی حدیثنا ابو الیاس حدیثنا الزہری قال علی حدیثنا حفص بن سلیمان قال
 ابو الیاس حدیثنا حفص بن ابی داؤد قال عن لیث الخ اور سند ابن عساکر یہ ہے اخبارنا الخلیل بن
 ابراہیم بن منصور سلمیٰ اخبارنا ابو بکر المقرئ اخبارنا ابو سعید المفضل بن محمد بن ابراہیم المجدلی حدیثنا
 سلمۃ حدیثنا عبد الزاق حدیثنا ابو عمر حفص بن سلیمان الخ اور دوسری سند ابن عساکر کی یہ ہے اخبارنا
 ابو القاسم السمرقندی اخبارنا ابو القاسم اسمعیل بن حمدة اخبارنا حمزة بن یوسف اسمیٰ اخبارنا ابو احمد بن
 عدی اخبارنا الحسن بن سفیان حدیثنا علی بن حجر حدیثنا حفص الخ اور تیسری سند ابن عساکر یہ ہے
 اخبارنا ابو القاسم اخبارنا ابو بکر البیہقی اخبارنا علی بن احمد بن عبد ان حدیثنا احمد بن عبیدہ حدیثنا محمد
 بن یحییٰ حدیثنا بکا حدیثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند بیہقی یہ ہے حدیثنا عبد اللہ
 بن یوسف اخبارنا محمد بن نافع الخراسانی حدیثنا المفضل بن حمدة حدیثنا سلمۃ حدیثنا عبد الزاق حدیثنا
 حفص الخ اور سند ابن نجار صاحب لدۃ الثمینیۃ فی اخبار المدینۃ یہ ہے انبانا عبد الرحمن بن
 اخبارنا ابو الفضل الخافض عن علی بن فضال اخبارنا ابو القاسم الانباری اخبارنا القاسم بن محمد حدیثنا الحسن
 بن الطیب حدیثنا علی بن حجر حدیثنا حفص بن سلیمان عن لیث الخ اور سند ابن جوزی مشیر القوم لسان
 الی الاثر الامین یہ ہے حدیثنا ابو الفضل عن ابی علی انبانا ابو القاسم اخبارنا القاسم بن محمد حدیثنا
 الحسن بن الطیب الخ اور ابو یعلیٰ کوسند یہ ہے حدیثنا یحییٰ بن یوب حدیثنا حسان بن ابراہیم حدیثنا
 بن سلیمان عن کثیر بن شیطین عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد الخ اور تقی الدین سبکی نے بعد ذکر
 کرنے اپنے ہانید کی طرف ان محدثین مذکورین کی حفص کے توشیح کی تحقیق بائین کی ہے
 عبارت اوکلی یہ ہے اما کوں حفص بن سلیمان لقاری العامری یہ حفص بن ابی داؤد فکذک
 قال النجاشی ابن ابی حاتم وابن عدی وغیرہم واما کوں ہولرادی لندا الحدیث فکذک قال ابن
 عدی وابن عساکر وشار الیہ البیہقی فی موطا ابی الی الدین لکن ابن حبان فی کتاب الثقات ذکر
 ما یقضی التوقف فی ذلک نہ قال حفص بن سلیمان البصری المقرئ یہ روای عن ابن ابی شیبہ

میں لکھا ہے قال ابو زرعة لیون وقال احمد بن صالح ضعيف وقال يحيى بن معين ليس بشيئ الخ
 اقول ان جرح مہمہ کے معارض اقوال تعدیل موجود ہیں میزان الاعتدال میں ہذا
 احمد صالح الحدیث وروی عثمان بن سعید عن یحیی قال ثقہ وقال ابن عبد الحارثہ ارجوان
 تلمون سقیمتہ انتہی اور کاشف میں ہے کثیر بن شمسہ المازدی البصری عن مجاہد وطی لفتہ
 وعند عبد الوارث وطی لفتہ قال ابو زرعة لیون قال احمد وغيرہ صالح الحدیث انتہی قال او
 طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اس سناد سے روایت کیا ہے احمد بن رشید بن عمر ابیہ
 عن الیث بن ابی سلیم قال عن یحیی بن عمار عن یحیی بن عمار عن یحیی بن عمار عن یحیی بن عمار
 عن الیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابی عمر اس سناد میں احمد بن رشید بن عمر ابیہ
 میزان میں لکھا ہے قال ابن عبدی کذبہ الخ اور یہی ہیں رشید بن عمر ابیہ ترجمہ میں یہ
 میں کہا قال ابن معین ليس بشيئ الخ اقول تہذیب الکمال میں بہ نسبت رشید بن عمر
 یہی لکھا ہے قال الیمونی سمعت ابا عبد اللہ یقول رشید بن سعد لیس یالی عن عمرو
 عنہ لکنہ رجل صالح قال ثقہ الیثم بن خارجہ وکان فی المجلس فقیہم ابو عبد اللہ وقال لیس
 بہ باس فی احادیث الرقاق وقال البخاری سل احمد عن قتال ارجوانہ صالح الحدیث اور قطب
 عبد العظیم المنذری کتاب الترغیب والترہیب میں لکھتے ہیں رشید بن سعد قال احمد ارجوانہ
 صالح الحدیث حسن الترمذی انتہی قال اور اس میں راوی لیث بن ابی سلیم ہوا وہی
 بہ نسبت تہذیب میں مرقوم ہے قال النسائی ضعیف الخ اقول ضعف لیث کا یہ
 انجبار اسکا سبب متابعات کے ہو سکتا ہے اور اقوال تعدیل ہی اسکی حق میں موجود ہیں کا
 میں ہے لیث بن ابی سلیم فیہ ضعف نسیم بن سوہ حفظہ وکان ذی اسلوۃ وعیامہ وعلم کثیر انتہی
 اور کتاب الترغیب والترہیب میں ہے لیث بن ابی سلیم فیہ خلافت وقد حدث عنہ الناس وقل
 الدارقطنی کان صاحب سنتہ انما انکرہوا علیہ کجمع میں عطار و طائوس و مجاہد و وثقہ ابن میں
 فی روایت انتہی افادہ توفیق اس حدیث کی کہ منی متحد ہو ساتھ حدیث میں حج و لم یزنی فقد
 جہانی کے الخ قال اولامتی المعنی ہونا ان دونوں حدیثوں کا غیر مسلم ہے کیونکہ ایک میں
 لفظ سبعة موجود ہے اور دوسرے میں یہ لفظ نہیں اقول پر ظاہر ہے کہ جسکین لفظ سبعة

او سہم دہ مراد ہی پس معنی دونو جہین متحد ہوئیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ من حج ولم یزرنی فقد جفا
 میں لفظ حج اور من حدیث یعنی من وجہ سقہ فلم یزرنی فقد جفانی میں یہ لفظ نہیں تو جواب دیکھا
 یہ ہو کہ جہین لفظ حج وہ اتفاقاً واروی قید اخرازی نہیں ہی پس یہ زیادت اتحاد معنی میں نخل
 نہوگی اور وجہ اسکی کہ یہ قید اتفاقی ہی یہ ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں یہ لفظ نہیں
 ہو سکی شفاء الاسقام میں لکھتے ہیں قال ابو الحسن بن الحسن بن جعفر الحسینی فی کتاب اخبار الیوم
 حدثنا محمد بن سہیل حدثنی ابو احمد الہمدانی حدثنا النعمان بن شہل حدثنا محمد بن الفضل عن جابر عن
 محمد بن علی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم من ار قبری بعد موتی فکان
 زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی وقال الحافظ ابو عبد اللہ بن النجار فی الدرۃ الثمینۃ روى
 عن علی انه قال قال رسول اللہ من لم یز قبری فقد جفانی وقال ابو سعید عبد الملک بن محمد بن
 ابراہیم النیسایور ی الواعظ فی کتاب شرف المصطفی روى عن علی مرفوعاً من زار قبری بعد موتی
 فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یز قبری فقد جفانی وهذا الکتاب فی ثمان مجلدات ومصنف عبد
 صنف فی علوم الشریعۃ کتاباً تو فی سنتہ ست واربعاً بیسایور وقبرہا مشہور زار و ترک بہ و
 قدر وی حدیث علی بن طریق آخر لیس فیہ تصریح بالرفع ذکرہ ابن عساکر انبأنا عبد الملک آخر
 عن ابن الشیرازی خبرنا ابن عساکر خبرنا ابو العزیز احمد بن عبید اللہ خبرنا ابو محمد الجوهری خبرنا علی بن
 محمد بن احمد حدثنا محمد بن ابراہیم حدثنا منصور بن قدامۃ الواسطی حدثنا الضیاء بن ابی الیاء
 حدثنا عبد الملک بن ہارون عن ابیہ عن جده عن علی قال من سأل لرسول اللہ درجۃ النبیۃ
 حلت لہ شفاعتہ یوم القیامۃ ومن ار قبر رسول اللہ کان فی جوار رسول اللہ وعبد الملک فی کلام
 کثیر انتہی آدمی بنوی بغرض توثیق روایت ابو الحسن الحسینی لکھتے ہیں النعمان بن شہل تقدم الکلام
 علیہ فی الحدیث الحامس محمد بن الفضل قال انہ مدنی فهو غیر محمد بن الفضل بن عطیۃ الذہبی کذبہ
 خلاف قول ابن عبد اللہ انہ ہولان ذاک کوئی دلیقال مروزی نزل بخاندان جابر ان کان الجحفی
 قال ابن عبد اللہ انہ ضعیف فی کلام کثیر وثقہ شعبۃ والثوری ومحمد بن علی ان کان اباجعفر الباقر
 فالسند یقطع لانہ لم یدرک جده علی بن ابی طالب وان کان ابن الخنفیۃ فقد ادرك اباه علیاً
 انتہی اور ابن حجر مکی نے تصریح اتفاقی ہونے قید حج کے کی ہے عبارت اولی یہی مران ذکر الحج فی خبر

من حج ولم یزرنی فصدقنا فی انما ہو لیسان الاولی لان ترک الزیارة ممن حج وقد قریب من المحدثین
 اجمع من ترکها من لم یحج وما ذکر لیسان الاولی لا مفہوم له وحق فیکون المعنی من لم یزرنی فصدقنا فی
 واذا اقران ہذا معناه فلا یفہم نہ ان من زارہ ثم حج ولم یزرنہ مرقہ اخری بعد حجہ انہ جفاہ نعم وخذ
 من قولہم الاتی اول الفصل الرابع اذا انصرف الحاج الخ انہ لیس بکمل حاج اذا انصرف من حجہ بکمل
 او غیرہ ان یزور عقب کمل حج وان الزیارة متاکدہ ولا ینافی ہذا ما قد مرہ اولاً بل کمل ہذا علی الاصل
 وترکہ لا جفا فیہ بخلاف ترک السنۃ الہی الزیارة مثلاً من اصلہا فانہ جفا وای جفا انتہی امر عبادت
 سے اور عبادت سابقہ باہن حجر سے صاف ترجیح قول موجب یرت ظاہر ہے کما فی تفصیلہ **قال**
 ثانیاً اگر تہی المعنی ہونا تسلیم ہی کیا جاوے تو ہی ایک کی توثیق سے دوسرے کی توثیق لازم نہیں آتی
 مگر جبکہ اسکو اور اسکو سب کی متحد ہوں **اقول** یہ قاعدہ کس کتاب میں ہو کتاب اصول بیان سکے
 خلاف صحیح ہر افادہ محدثین چند فرقہ پر متفرق ہیں **الخ قال** ابن جوزی اور صفائی کو اگرچہ بعض
 محدثین نے مباغنین میں محدود کیا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس حدیث کو ابن جوزی نے
 موضوع کیا اور اسکی متابعت اور روئے ہی کی ہو اسکا ہی موضوع ہونا مسلم نہ لکھا جاوے گا اور اس
 حدیث میں اور محدثین نے ہی متابعت ابن جوزی کی کی ہے جیسے زکریا و ذہبی او محمد بن عبد اللہ
 و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و شوکانی اور انھیں سہی تین اول کا مباغنین میں ہونا تو صاحب سالیہ نے
 اصلاً مذکور نہیں کیا **اقول** جیسا کہ ہونا ابن جوزی اور صفائی کا اس باب میں ثابت ہو گیا
 پس بعد اونکے جو محدثین آئے او انھوں نے اگر متابعت ان دونوں کی بجز تحریران و لو کے کی اس
 صورت میں ہرگز اونکا کلام مقبول نہوگا اور اگر خود انھوں نے تحقیق رواۃ کر کے حکم وضع کاویا
 بعد معاینہ اونکی تحقیق کو حکم اونکا مسلم رکھا جاوے گا اور ذہبی نے جو اصح یت جفانی پر حکم وضع کا
 دیا متابعت ابن جوزی کے دیا چنانچہ ابن حجر نے لسان میں تصریح اسکی کی پس کلام اونکا مقبول
 نہوگا باقی رہی زکریا و ابن عبد اللہ اونکی عبارت معائنہ کرنا چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے
 کہ انھوں نے مجرد متابعت مباغنین سے حکم وضع کا نہیں **قال** اور ابن قبیہ کے مباغنین میں سے
 ہونیکے لیے اگرچہ عبارت لسان کی پیش کی لیکن او ضمن تحریف کو کام فرمایا پوری عبارت یہ
 طاعت المرء الذکور فوجدہ کما قال السبکی فی الاستیعاف وکن وجہ کثیر التماثل الی النکتۃ فی رد المحتار

المتی یوردہ ابن المظاہر الحلی ان کان معظم ذلک من الموضوعات الواہیات لکن فی رده کثیر من الایام
 الجیاد المتی لم یستحضر حاله تصنیفہ مظاہرنا الثابتہ کان لاشاعہ فی الحفظ ان الحکل علی ما فی صدرہ الایام
 عامہ للکشیان ہتی اس عبارت کے صاف ظاہر ہو کہ ابن تیمیہ اون لوگوں سے نہیں ہیں جنکی عادت یہ ہو
 کہ از روی مبالغہ حدیث صحیح کو رد کرتے ہیں ورنہ جو عذر صاحبان نے بیان کیا اوسکی کیا حاجت
 تھی **اقول** کیا آپ کا فہم عالی ہو کہ تحریف اور اختصار میں فرق نہیں سمجھتے ہیں اور اختصار پر حاجت
 حکم تحریف کا دیتے ہیں اور جو عذر صاحبان نے بیان کیا وہ آپ کے مضمر ہو کیونکہ اوس کے صاف
 واضح ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ بوقت تصنیف مجرد اپنی حفظ کے عہد پر احادیث کو مقدم کرتے
 تھے اور رجوع طرف مظان اون احادیث کے اور مواقع احوال و احوال کے نہیں فرماتے تھے اور یہی
 معنی مبالغہ کے ہیں کہ بغیر تامل و فکر ایک حدیث صحیح کو موضوع اور راہی بنادینا اور اوس پر افتراق
 اہل علم نقل کرنا اور ابن جوزی و صفغانی کی طرف جو مبالغہ منسوب کیا گیا اوسکی یہ معنی نہیں ہیں
 کہ یہ دونوں غلبہ ہوسات نفسانیت سے یا اہل عناد سے احادیث صحیحہ کو موضوع بناتے کیونکہ
 ایسا خیال فاسد الیہ اجلہ محدثین کی طرف کہ جنکی تصانیف تمام کثافات اطراف میں اثر و سائر
 ہیں اور اونکی جلالت قدر پر دال ہیں کوئی نہیں کر سکتا بلکہ غرض یہ ہو کہ یہ دونوں بغیر تامل و فکر
 و فکر غائر و بغیر رجوع طرف مواقع احادیث کے حکم وضع کا دیتے تھے اور یہی مضمون ابن تیمیہ میں
 ہی حسب تیسرے ابن حجر یا کیا لیس ان کو مبالغین مبالغین میں کیا شک ہا منہاج السنۃ تصنیف
 ابن تیمیہ کے ملاحظہ کیجئے اوس کیفیت مبالغہ کی منکشف ہو جائے گی بطور بخونہ چند موضوع
 اور میرے سے تحریر ہوتے ہیں ایک مقام پر لکھتے ہیں مایذکرون فی فضائل عاشوراء وادار
 سن التوسعة علی العیال فضائل المصافحۃ الخ و الخضاب لا غشال و نحو ذلک و یدکرون فیہا صلاً
 کل ذلک کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم لم یصح فی عاشوراء الا فضل صیامہ انتہی
 اس سبب کو دیکھیے کہ جملہ ان اخبار پر سو جنہ صیام عاشوراء کے کذب کا حکم دیتے ہیں حال آنکہ
 اگرچہ احادیث فضل جنا و خضاب وغیرہ باطل ہیں لیکن حدیث تو سقہ علی العیال تردید محققین
 محدثین کے حسن بلکہ صحیح ہو سچا و می مقاصد سنہ میں لکھتے ہیں حدیث من وسع علی عیالی
 یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا الطہرانی والبیہقی فی شعب فضائل الاوقات و ابو الشیخ

عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط فی الشعب عن جابر والی ہرمتہ وقال ان شیئہ
کماضعیفہ لکن اذ ضم بعضها الی بعض فاذا قوتہ بل قال العراقی فی المالک الحدیث ابی ہرمتہ طریق صحیح
بعضہا ابن ناصر الحافظ واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق سلیمان بن ابی عبد اللہ
وقال سلیمان مجہول سلیمان قد ذکرہ ابن حبان فی الثقات فالحدیث حسن علی راءہ وقال لہ
طریق عن جابر علی شرط مسلم اخرہا ابن عبد البر فی الاستذکار من وایتہ ابی الزبیر عنہ ہرمتی صحیح
طریق عنہ انتہی اور ایک مقام من ابن تیمیہ لکھتے ہیں حدیث الطیر لم یروہ واحد من اصحاب
الصیحح ولا صحیحۃ الحدیث وکن ہو مارواہ بعض الناس مارواہ امثالہ فی فضل غیر علی وقد
الطائر من المکذوبات الموضوعات عند اہل العلم بحقائق النقل انتہی اس سلب کلی اور حکم جزئی
کو دیکھتے حال آنکہ حدیث طیر کو ترمذی وغیرہ اجلہ محدثین نے روایت کیا ہے اور اکثر روایں اس پر
حکم ضعف کا دیل ہے ذہبی سیر اعلام النبلاء میں ترجمہ ابوبکر سجستانی میں لکھتے ہیں وحدیث الطیر
علی منعفہ فلہ طرق حمۃ وقد اوردتہا فی حمۃ ولانا بالمعتقد لطلانہ انتہی اور ایک مقام من ترمذی
کہتے ہیں لما حدیث مملوۃ التبسیح فان فیہا قولین لہم واظہر القولین انہا کذب وان کان قد
اعتقد صدقہا طائفۃ من اہل العلم ولہذا لم یأخذ بہا احد من ائمۃ المسلمین انتہی اس عبارت کو دیکھتے
کہ قول اخفی کو اظہر بنمایا اور اس حدیث کے اعتبار کا ائمہ مسلمین سے سلب کلی کیا حال آنکہ یہ
حدیث اجلہ نقاد کے نزدیک صحیح ہے سیوطی مرقاة الصعود وشرح سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں
افراط ابن الجوزی فاوردہا الحدیث فی الموضوعات واعلم ہوسی بن عبد الخزیمہ وقال انہ مجہول
وقال الحافظ ابن حجر فی کتاب النخصال المکفۃ للذنوب المقدسۃ والمؤخرۃ اسارا ابن الجوزی نے کہا
نہا الحدیث فی الموضوعات وتقول ان ہوسی مجہول لم یصیب فیہ فان ابن ہشام والنسائی طلقا
وقال فی المالک الاذکار فی الحدیث اخرہا بنی ہرمتی فی جزیر القراءۃ خلف اللام فابو داؤد وابن ماجہ
وابن خزمیہ فی صحیحہ والحاکم فی مستدرکہ وصحیحہ والبیہقی ومن صحیح ہذا الحدیث احمد غیر من تقدم
ابن مندہ والف کتابا بالاجری الخطیب والوسعدی السمعانی والیوسعی المینی والنذری و
ابن الصلاح والنووی فی تہذیب الاسماء وآخرون انتہی ہیطیح ابن تیمیہ جابجا منہاج السنۃ
میں اور تصانیف دیگر میں احادیث مستورہ کو کہ اجلہ محدثین اور نامی تحسین و تصحیح کرتے ہیں مبتلا

ابن جوزی و دیگر مشدودین کے حسب اعتماد و وسعت حفظ کے حکم وضع اور کذب کا دیتی ہیں اور ان کا
اہل علم سے اس کو فروغ کرتے ہیں کما لا یخفی علی من طالعہا پس معلوم ہوا کہ کلام ان کا ایسے
سوا قع میں بغیر تطبیق دوسرے محدثین کے کلام کے مسلم نہ کہا جاوے گا اور غرض اس بیان سے
تفقیر ابن تیمیہ میں ہی بلکہ غرض اس قدر ہے کہ ان کا حکم اس باب میں مسلم نہ کہا جاوے گا اور نہ فی نفسہ
ابن تیمیہ کی جلالت اور وسعت نظر و حفظ اور مہارت فنون حدیث و تفسیر و فقہ و اصول
وغیرہ میں شبہ نہیں ہو اور نظر اس کے کہ اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر شیعہ مبلغ کرتے ہیں اور ان کو
قول کو ہر باب میں لغو سمجھتے ہیں چند عبارات اجلہ محدثین کے جو ان کی جلالت پر دال ہیں نقل
کی جاتے ہیں حافظ ابن حجر و دیگر کامنہ میں لکھتے ہیں قال الذہبی سرجا لابن تیمیہ فی بعض اللہجات
قرأ القرآن والفقه وناظر استدلال سبع ودریں ہو و دون العشرین و صنف التصانیف و صار
من کبار العلماء فی حیاتہ شیوخہ و تصانیفہ نحو اربعۃ آلاف کرار پس اکثر وقال الذہبی فی موضع
آخر انما نقلہ لہذا ہب الصحابة و التابعین فضلا عن المذاهب الاربعة فلیس فیہ نظیر وقال
فی موضع آخر لہ باع طویل فی معرفۃ اقوال السلف و قل ان یدکر مسئلۃ الاید کر فیہا مذہب
الائمۃ وقد کتب الذہبی الی السبکی لیسبب کلام وقع منہ فی ابن تیمیہ فاجابہ بمن حجتہ جوابا
اما قول سیدی فی الشیخ تقی الدین بن تیمیہ فالمملوک یتحقق کبر قدرہ و زحارۃ بحرہ و توسعہ
فی العلوم النقلیۃ و العقلیۃ و فطر دیانۃ و جہاد و المملوک ليقول ذلک انما و قدرہ فی نفسہ
الکبر من ذلک اہل مع ما جمعه اسد من الزیادۃ و الورع و الدیانۃ و نصرہ الحق و القيام لہ بالقرآن
و جریہ علی سنن السلف و قرأت بخط الحافظ صلاح الدین العلامی فی ثبوت شیخ شیوخنا الحافظ
بہاء الدین عبد اسد بن محمد بن طلیل بالنصہ و سمع بہاء الدین علی شیخنا و سیدنا و امامنا شیخ تھمت
السالك بن تبعہ حسن طریق ذی الفضائل الشکاثرۃ و الحج الباہرۃ و ہو الشیخ الامام العالم
الربانی و البحر النورانی امام الائمۃ بکرۃ الائمۃ علامۃ العلماء و ارث الانبیاء و المرسلین اخر
المجتہدین او حد علماء الدین شیخ الاسلام حجتہ الاعلام قدودہ الانام ربہ ان المتکلمین قاصح
المبتدعین سیف الناظرین کثر المستفیدین ترجمان القرآن محبوبہ الزمان فرید العصر
والا وان تقی الدین امام السکین حجتہ اسد علی الزامین عمدۃ الحفاظ فارس المعانی والالفاظ

رکن الشریعۃ ابو العباس احمد بن عبد الجلیل بن تمیمۃ الحرانی الحنبلی انتہی قال اور اگر رد کرنا کسی
 حدیث کا کہ دوسرے کے نزدیک جید ہو موجب شمار کا اگر وہ مبالعین سے ہو تو کوئی شخص
 اہل فن سے اس مبالغہ سے بری نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے چاہیے کہ اس قیاس پر قبول کرنا اور
 حدیث کا جسکو دوسروں نے رد کیا ہو موجب ہوشمار کا اس فرقہ سے کہ احادیث کے لکھنے میں
 نہایت تساہل کرتے ہیں اور سبکی اس صفت کے ساتھ متصف ہیں پس چاہیے کہ فرقہ اولیٰ میں
 داخل ہوں اقول رد کرنا اس حدیث کا جو جمہور نقاد کے نزدیک مقبول ہو بلا وجہ موجب
 موجب دخول فرقہ مبالعین میں ہے اور یہ صفت شیخ الاسلام ابن تیمیہ میں موجود ہے جیسا کہ حق
 ہو چکا اور سبکی کی صفت تساہل بغیر ثابت کرنے کی اوٹکی تصانیف سے مسوع نہیں ہے
 اگر سبکی اس حدیث کو جسکو جمہور نقاد فن غیر مبالعین موضوع و باطل لکھتے ہوں صحیح
 لکھتے ہوں البتہ وہ فرقہ متساہلین میں محدود ہو گئی و لیس کذلک اب قدرے جلالت
 قدر سبکی ہی بیان کی جاتی ہے تا اشتباہ تساہل کا اور نئے مرفوع ہو جاوے سیوطی حسیل المناظرۃ
 فی اخبار مصر والقاهرة میں لکھتے ہیں العلامة لقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن
 تمام بن حماد الانصاری سبکی قال لہ فی الطبقات الامام الفقہ المحدث الحافظ المنسیر
 الاصولی التکلم النحوی اللغوی الادیب المجدلی الخلفانی النظار شیخ الاسلام بقیۃ المجددین
 المجدد المطلق ولد سبک بن اعمال المنوفیۃ فی صفر سنہ ثلاث وثمانین وستمائة و انتہت الیہ
 ریاستہ فی العلم مصر قال فاسنوی کان النظر من رأیہ من اہل العلم ومن اجمع للعلوم و احسن
 فی الاشیاء الدقیقۃ و اجد ہم علی ذلک و قال الصلاح الصفدی الناس یقولون ما جاز بعد الغزالی
 مثلاً و عنہ انہ یظلمونہ بہذا و ما یعنہی الا شرفیان الثوری و قال انہ فی الشرح قال شہاب الدین
 بن التقیب صاحب مختصر الکفاۃ و غیر ما جلست بکۃ بین طائفۃ من العلماء و قعدنا نقول و قد
 اجد الائمة الاربعۃ فی ہذا الزمان مجتہدا عارفا بما اہم جمیع یرکب لنفسہ مذہبا من المذہب
 الاربعۃ بعد اعتبار ہذہ المذہب مختلفۃ کلما لازداد الزمان بہ و اتقاد الناس لہ فالفقہ و زما
 علی ان ہذہ المرتبۃ لا تعدو اشیخ لقی الدین سبکی و از من المصنفات الجلیلۃ الفائقۃ التیمیما
 ان تکتب بما الذہب لما فیہا من النفاۃ المدیقۃ و التذقیات النفیۃ منہا الدرر العظمی

فی تفسیر القرآن العظیم مکملہ شرح المذہب للنووی الایمان فی شرح النہاج الرقم الابرز فی شرح مختصر
 التحقيق فی مسئلۃ التعليق بفتح الشقاق فی مسئلۃ الطلاق شفاء الاستقام فی زیارۃ خیر الانام
 المسیف المسلول علی من سب الرسول تو فی سنتہ ست و خمسين سعمائہ انتہی لمخصا اور درز کا مشہور
 ہو قال الاخری فی الطبقات کان السبکی النظر من ایناہ من اہل العلم ومن اجمعہم للعلوم حسنہم کلامانی
 الاشیاء الدقیقہ وکان فی غایۃ الانصاف والرجوع الی الحق فی المباحث ولو علی لسان احدین
 الطلبة مواعظا علی وظائف العبادات مراعیاً لارباب الفنون انتہی قال اور قاضی محمد شوکا
 کے مبالغین سے ہونی کا کچھ ثبوت پیش نہیں کیا اور کیونکہ وہ مبالغین سے ہو سکتا ہے حال آنکہ
 فوائد مجموعہ میں خود ایسے لوگوں پر طعن کرتا ہے اقول اس کے مبالغہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فوائد
 مجموعہ میں اکثر احادیث کی وضع کے حکم کو ابن جوزی اور صفانی اور جوز قانی اور ابن ہبیر
 کہ سبب شدین سے ہیں نقل کیے سکوت کرتا ہے اور معارض ان کا کلام کے جو اہل محدثین سے کلام واقع ہوا اس کو
 کرتا ہے اور حدیث میں حج و عمرہ میں بن شوکانی نے حکم وضع کا ابن جوزی اور صفانی سے نقل کیا اور یہ دونوں محدثین
 سے ہیں فواد ربیع بن سنان جو حکم وضع کا نقل کیا تھا لسان النیران کو ملاحظہ نہیں کیا قال لسان النیران
 سے توثیق نعمان بن شبل کی ثابت ہوئی ہے اور ابو ہریرہ سے توثیق نہیں ہے بلکہ اسے توثیق محمد بن محمد بن النعمان
 پر ہے جیسا کہ حافظ ابو الحسن الدارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان میں لکھا ہے الخ اقول دارقطنی کی روایت
 میں محمد بن محمد بن نعمان من جردہ واقع ہے جیسا کہ لسان النیران میں ہے محمد بن محمد بن النعمان
 بن شبل الباہلی المصری عن مالک روى عنه الوراق المدائنی وقطعون في الدارقطني واتمه وقليح
 الدارقطني في غرائب مالک احادیث میں طریق ابن شبل محمد بن محمد بن النعمان ابن شبل البصری
 خبری حدیث مالک سے متکرر ہے سیاقی فی ترجمۃ النعمان والذی تحرر من ہذا ان النعمان ووالدہ
 رویا عن مالک اما محمد بن محمد فلم یدرک مالکا انتہی اور سند ابن عدی میں محمد بن النعمان عن ابن ہبیر
 واقع ہے جیسا کہ عبارت ذہبی سے واضح ہے وقال ابن عدی حدیثا علی بن اسحق حدیثا محمد بن النعمان
 بن شبل حدیثی ابی حدیثی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فلم یزنی فمغفر
 جانی اور اسطیح برہان الدین حلبی نے کشف حقیث عن می موضع الحدیث میں مذکور کیا کہ
 اور محمد بن محمد بن النعمان کا اگرچہ اتہام بالکذب نہیں اور تہذیب الشریعہ میں مذکور ہے لیکن

محمد بن النعمان اور نعمان کا شتم بالکذب ہونا ثابت نہیں بلکہ میران میں نعمان کی توثیق مذکور
 ہے پس ضعف یک طریق جو حسین محمد بن محمد بن النعمان ہو ضعف دوسرے طریق کا لازم پڑتا
 اور آپ نے قول محقق میں ذہبی کی عبارت یوں نقل کی قال ابن ہدی حدیثنا علی بن حجر
 حدیثنا محمد بن محمد بن النعمان حدیثی ابی حدیثی مالک النخ یہ تحریف صریح ہے کیونکہ عبارت ذہبی میں
 محمد بن النعمان حدیثی ابی ہریرہ محمد بن محمد بن النعمان و کم من فرق بینہما لکھسکی شفاء الاستقام
 میں لکھتے ہیں ذکر ابن ہدی احادیث النعمان ثم قال ہذہ الاحادیث عن نافع عن ابن عمر و
 بہا النعمان عن مالک ولاحمل رواہ عن مالک غیر النعمان و لم یرو فی حدیثہ حدیثا غریبا قد جاوز الی
 فا ذکرہ وروی فی صدر ترجمتہ عن عمران بن موسی الزجاجی انہ نقی عن موسی بن ہارون عن محمد
 و ہذہ التتمۃ غیر مفسرۃ فالجملہ بالتوثیق مقدم علیہا و ذکر ابو الحسن الدارقطنی ہذا الی حدیث فی اتحاد
 مالک بن انس الغرائب التی لکیت فی الموطا و ہو کتاب ضخم قال حدیثنا ابو عبد اللہ و عبد الباقی
 قال حدیثنا محمد بن محمد بن النعمان حدیثنا ہدی اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
 علیہ و علی آلہ وسلم من حج البیت و لم یر فی نقد جہانی قال الدارقطنی تفرد بہ ہذا الشیخ و ہو منکر
 ہذہ عبارتہ الدارقطنی و الظاہر ان ہذا الانکار نہ بحسب تفردہ و عدم احتمالہ بالنسبۃ الی الاسناد
 المذكور و لایزید من ذلک ان یکون المقرون فی نفسہ منکر او لا موضوعا و قد ذکرہ ابن الجوزی فی
 الموضوعات و ہو سرف منہ و یغنی فی الرد علیہ قال ابن عدی و قال ابن الجوزی عن الدارقطنی
 ان المحمل فیہ علی محمد بن محمد بن النعمان لا علی جبرہ و کلام الدارقطنی الذی ذکرناہ تمثل لذلک لان
 یکون المراد بہ لغو النعمان کما قال ابن عدی و اما قول ابن حبان ان النعمان یاتی عن النقات
 بالطامات فہو تمثل کلام الدارقطنی الا انہ بالغ فی الانکار و قول ابن الجوزی ان الدارقطنی
 طعن فی محمد بن محمد فالذی حکیناہ من کلام الدارقطنی ہو الانکار لا التضعیف فحصل
 ہذا البطلان الحکم علیہ بالوضع لکنہ غریب کما قال الدارقطنی و ہو لا حل کلام ابن عدی صلیح لان تصدیغہ بقرینہ
 ہذا آخر الكلام فی ہذا المقام و سد الحجۃ علی ذلک علی الحال و التمام و کان ذلک فی لیلۃ یوم الثلاثاء الثانی عشر
 و العشرین من الجاوی الاولی من ثلثمائتین و تسعین الف و المائتین من ہجرة رسول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

خامدا و مصلیا

اما بعد می گوید راجی رحمت رب قوی ابو الحسنات محمد عبدالحی لکنسوی سجاد از سعد بن نبی الجلی و
که عرسه شش ماوی شود که حکیم نور الحسن صاحب از شهر استفتا باین مضمون ارسال فرمودند که در
زید از عورت غیر منکوحه پسری متولد شده و آن عورت دختر دیگر کسی اشیر داده آیا نکاح برادر زید باین دختر
جائز است یا نه فقط فقیر در جهان ایام جوابش بدیضمون نوشته که در وجوب بودن لبن زننا تحریم
را اختلافی است یک طائفه قائل بعدم تحریم اند مثل صاحب بحر و شارح منیه و یک طائفه قائل بتحریم اند لکن
ایشان تصریح می سازند که مضعه از لبن زن نابزرانی و اصول فروع وی حرام می شود نه بغیر ایشان پس صورت
مسئوله نکاح برادر زید بآن دختر جائز است فقط بعد چندی حکیم صاحب مدعی رد جواب فقیر تحریری بر بعضی علما
نرم فرستادند و نام محرر رد تحریر نکردند لکن از عنوان تحریر نمیدم که تحریر مولوی محمد بشیر صاحب سسوانی است
در جواب آن بسط بسیط ساخته و راه محرم نزد حکیم صاحب سال ستم خلاصه اش انکاء عبارت خزانه الفتاوی
و خلاصه نظیر بر عنایه بنما ویه و عزایه لغتین غیره تحریم مضعه از لبن زن نابزرانی و فروع و سهول و اثابست نه بغیر ایشان
و این همام و تخیس بر شیخ عبدالحی جانی نقل کرده که نکاح آن ابی عم زانی حلال است لعدم الجبرئیه بنیه و منیها
و صاحب بر جلد شصت و نه از نابزرانی و حال آنکه اتفاق نقل کرده و صیغه لبس ناراضی و تصدیق نموده و برادر
که در برادر و عم فرق نیست و یک طائفه فقها بر آنند که رضیحه کوه نه بزانی حرام است و در اصول فروع او همین
صاحب بحر گفته و صاحب فتح آنرا از اسبیجایی صاحبنا بیع نقل کرده و وجه قرار داده و چنین در مختار فصل قتال
و صاحب نه بر آن حکم اوجه داده پس بنا برین فتوی جواز نکاح آن ضعیف یا برادر زانی از هر دست فقط لبس آن
در روشنای باین وجه ستم و پنج و بنیاد جواشان کندیدم حالا یک قطعه عنایت نامه شان مورخه ۲۳ جمادی الثانی
بدین عبارت از فقیر حقیر محمد بشیر خا و عنده العیلم الجبیر میست مکرری معظمی مولوی محمد عبدالحی صاحب مدعی که بعد
سلامت الاسلام و شتیاق ملاقات خلوص التیام آنکه فتوی حضرت در باب ضایع معاینه مذکور چون سر
مخالفت القیج امام ابو حنیفه بود و جوابش فرشته هدیه خدمت عالی میسازم اگر قبول اندیش فیه المطالب الاباقتضا
عنایت از پشش سرفراز فرمایند و حق را در بعض مسائل با آنکه خلاف مزاج است اما چون این مزاج منظر حق
حق است امیدوارم که موجب ملال نشود فقط رسیده و همراه خود رساله پنجم رسیده حالا خلاصه تقریرات ایشانرا

بعد حذف عبارات فقیه بقوله شان که نقل آنها بجز تطویل سویی نخواهد بخشید ذکر کرده و دو قبح آنها را بیان
 می سازم و غرض از آن بجز حقائق حق امری نگردد ام تقریر در خصوص مسئله از امام ابوحنیفه چیزی منقول نیست
 و فقها و حنفیه مختلف اند بر سه قول اول اینکه لبن ناشل لبن حلال است و بر کسانیکه مریضه لبن حلال حرام شود
 لبن بن نایز حرام میشود و دوم اینکه ضعیف از لبن زنا بر زانی و اصول و فروع حرام است نه بر غیرشان و سوم
 اینکه نه زانی حرام است و نه بر اصول و فروع **اقول** خود قول اول در کتب معتدیه نیست البته بقدر در کتب و
 که لبن الحرام کالحلال یافته می شود و هم در آن کتب علت ضعیف از لبن را بر نعم و خالص کورست پس معلوم شد که
 تشبیه و عبارت مذکوره در جمله خبریات نیست و هرگاه یک مسئله در موضعی مطرح مذکور شود مفتی یا اطلاق یا
 و از موضعی خلاف آن مستنبط شود مفتی لازم که بر صریح فتوی بر حتمی و روشی اشیاء می نویسد صریح
 نفس فی القوائد الزینیه انه لا یحل الاقتراب من القواعد الضوابط و اما علی المفتی حکایت النقل الصریح کما صرح ابن تیر
 حالاً ملاحظه باید کرد که ازین مذهب کدام صاحب است و کدام مرجع پس بگویم که قول اخیر صریح با قول امام ابوحنیفه
 مخالفت دارد چه بلاشک نه مصاهرت حلال نیست رضاعی زوجه بر زوج حرام میشود و چنانچه در رد المحتار و مختار
 مذکور است و مصاهرت زنا و امام ابوحنیفه در اثبات حرمت مانند مصاهرت حلال است چنانکه در کفایه نواری و
 موجود است پس بنت رضاعی موطوره زنا نزد امام ابوحنیفه بلاشک حرام است **اقول** بن کلام حنفی ظاهر
اول اینکه طلب حج یا اکتساب حنفیه در کار است یا از رای خود اگر از رای خود منظور است موقوف بر بودن
 از اصحاب حج است و اولی پس اگر اول منظور است پس ناری که بر ترجیح مذهب حرمت باشد ضروری بود
 و عبارت حنفیه در ترجیح مذهب حلت برای زانی و اصل فروع غیر اشیاء یا ان ملاحظه شوند در حرمت المعتمد
 فی الذمه بان لبن النحل الزانی لا یخلق به التحريم انتهى و در رد المحتار است الحمل کما قال فی الجبران المعتمد فی الذمه
 ان لبن الزانی لا یخلق به التحريم و ظاهر المعراج وانی نیته ثبوت قلت ذکر فی شرح المنیة انه لا یعدل عن لدرائه
 او او افتقار ما ایت و قد علمت ان الوجع مع عدم التحريم انتهى و در فتح القدر است ذکر الوبر فی ان الحرمة تثبت
 من جهة الام حاضراً لم یثبت النسب فثبت من الاب و کذا ذکره الا یجایی و صاحب لینا بیع هو صاحب
 الحرمة من الزانی للبعضیه و ذلک فی الولد نفسه لا من مخلوق من ماء دون اللبن و لیس اللبن کاینما من لبنه
 فرج التغذی بجلات الولد و التغذی لا یقع الا بما یخل من اعالی المعده لان منهل اللبن فلما اثبات فلاحته
 بخلاف ثابت النسب لان المنص هو حیث یخرج من الرضاع ما یخرج من النسب ثبت الحرمة انتهى و در رد المحتار

و کذا الزنا والادب لا فتح انتهى و در نه فائق است قید بالزوج لانه لو زنی بامرأة فولدت فاضعت
باز للصولی الزانی و قروعه التمرج بها کذا اختاره الوبری و علیه جرى الاجابی و صاحب الدنيا یجوز فی
المحیط کالاول بزم بقاضیخان الاول ادب انتهى پس هرگاه رضیه مذکوره بر نفس زانی و حصول فرود زنا
مذهب مفتی به جلال شد در حلال شدن آن بر برادر زانی چه شک اندوخت و آنکه قائل بجهت نشاندن قید حرمت
باصول فرود زانی می سازند چنانکه از ملاحظه فتاوی مذکوره الصدر واضح میشود و نیز تصریح می سازند
که برعم و حال زانی حلال است چنانچه در فتح القدیر است فی الخمیس من عللته المناط فی عن الشیخ ابی عبد الله
انه کان یقول فی الدرس لا یجوز للزانی التزوج بالصبیلة فرقة ولا لا بانه واجد له ولا لاحد من اولاده و لعمري
التمرج بها کما یجوز بالصبیلة التي ولدت من الزانی لانه لم یثبت نسبها من الزانی حتی ینظر فیها حکم القرابة و التحریم
علی بانه واجد له لا اعتبار بالجوئیه و لا جزیئیه منها و بین العلم انتی و در حرمت ظاهر کلام من ان ذره الطبیة المذمومة
من الزنا لا تحرم علی عمل الزانی و خال الانفاقا و اذ اثبت هذا فی المتولدة من الزنا فکذا لک انی حق الموضع
انتهی پس بنا بر سبک این طائفه نیز نکاح جاییه مذکوره بر برادر زانی جایز خواهد شد و هم اینکه مفتی را لازم که
اختیار ترجیح صحاب مذهب خود سازد و در تحریر فتوی رای خود را داخل ندهد اگر چه خود محترم باشد شعرا
و در میان می نویسد لما ادعی الجلال السیوطی مقام الاجتهاد و المطلق النسب کان یفتی الناس بالزنج من مذهب
الشافعی فقالوا لا یفتیم بالراجح عندک فقال لم یساوونی عنی کذا انما ساوونی عما علیه اللام و صحابه انتهی و
هرگاه و باخون فیرجح حکمت انما باب ترجیح ثابت است مفتی را طاقت چون چرا باقی غایده رسوم اینکه در
و فصل محرمات می کرد در کل محرم تحریم سب و ضاعا و صاهه الاما تشنی فی باب انتهی و فصل ضاع می نویسد
الوطی شبهة کالحلال قبل کذا الزنا و الادب لا فتح انتهى و عبارت معلوم شد که مفعول لعین زنا از کلام تمام
که در بحث محرمات و غیره محل واقع شده مستثنی است علی الراجح چهارم اینکه از بودن مصاهرت زنا نزد
امام ابو حنیفه مانند مصاهرت حلال اگر مرد و کلبه است یعنی در جمیع جزئیات پس از عبارت کفایه نور الانوار
ثابت نیست اگر مرد و کلبه است و حرمت و لا در زنا زانی سده ایست لیکن مفید و غنی نیست بخم اینکه
در عواشی شبهه در کتاب الکلیح می نویسد لا عبرة بما فی کتب المصول اذ اختلف ما ذکر فی کتب الفروع انتهى
بنابر علیه اگر عبارت نور الانوار را بدیکر کتاب اصول مفید حرمت صریح می باشد بقایه ترجیحات کتب مذهب اعتبار
نخواهد شد مستثنی است اینکه بعد ثابت شدن حرمت بمنت ضامی موطوره زنا نزد امام ابو حنیفه چنانکه مجیب

مدعی آن است گفته خواهد شد که چون ارباب هیچ برخلاف آن فتویٰ نمود اعتبارش برین پنج اهرش مقرر نمیشود
 محققین حنفیه بجهت نیت رضاعی موطوءه بزنا تصریح نموده اند چنانچه در طحاوی رد المحتار و قوم است اقول
 اینک هم مورد و ششست بجهت وجود اول آنیکه مجرد بودن حکم حرمت در کتب حنفیه محل تمایع نیست تا نقل عبارت حرمت
 فائده دهد بلکه گفتگو در ترجیح است و اگر کتب مذکور ترجیح حرمت ثابت نمیشود بلکه ترجیح علت دوم آنیکه طحاوی
 و صاحب المختار محمد بنی الشرح است و محمد بنی الذریبه و محمد بنی المسائل و نه از احادیث هیچ و نه از صحاح
 و نه از اصحابیون بلکه این هر دو از نقل اقوال فقهاء اند و اما قائلین علت پس از ارباب ترجیح تحقیق اند
 ابن بهرام که صاحب بحر الشیاء از ارباب ترجیح محدود ساخته چنانچه عبارتش در کلامهم در فقه و فقه و صاحب
 الشیاء از ارباب جهتها و شمار کرده مثل هیچایی که حموی در حواشی اشباه و رجح احکام الاشیاء الشیاء از ارباب
 ترجیح ذکر کرده مثل صاحب بحر و نه که الشیاء را محیی در خلاصه الاثر فی عیایان القرن الحادی عشر تحقیقین و شمار
 کرده پس بقایم ترجیح الشیاء طحاوی و صاحب المختار را چه محال که مقابله سازند موصوم آنیکه طحاوی و
 صاحب المختار و رجح رضاع عبارت فتح را که وال بر ترجیح علت است نیز نقل ساخته بر آن کتوت گردانید پس قول
 الشیاء آن گذشتن قول سابق را اختیار کردن هیچ نا انصافی است لکن سرزد به علت برائی فی و هو فی ذفرع
 صریح مخالف قول امام ابو حنیفه است پس گویند این بعض فقهاء و چه محمد نوشته اند لیکن چون مخالف قول امام است حنفیه
 بر آن فتویٰ نشاید اقول این کلام منطوفیه است بدو وجه اول آنیکه از مخالفت این معقول امام اگر مراد این
 است که مخالف قول امام در همین مسئله است پس غلط است چه خود مجیب سابق گفته که از امام در خصوص این مسئله خبر
 منقول نیست اگر مراد این است که مخالف کلیات مقرر نموده امام است پس رنی نیست چه فتویٰ از کلیات میشود
 کما به بلکه از جزئیات و هم آنیکه بعد از این بود بشر مخالف قول امام هرگاه حنفیه محققین برخلاف آن فتویٰ او در مضمی الامم
 اتباع شان سازد و فتویٰ بر قول امام همان قت داده میشود که ارباب هیچ برخلاف آن فتویٰ ندهند و در رد المحتار
 است حاصله از آن حکم ان الفرق علیها صحابنا یستی قیطانا و الا فلما ان یصح المشایخ اهل القبول و کلامها و الا فلی التنا
 یعتبر الترتیب ان یفتی بقول ابی حنیفه ثم یقول ابی یوسف ثم یقول محمد ثم یقول زفر و یعتبر قوه الدلیل فی الاول
 ان کان الصحیح فیل التفصیل خیر یفتی الا فلا یصح بالمصحح فقط و فی الثاني اما ان یکون احدیها باطل فی التفسیر
 او لاف فی الاول فیل لفتی بالاصح قبل الصحیح و فی الثاني یخیر اتی تقریر مذکور است بر مروج است چه علت است
 رضاعت نزد حنفیه شبه نصیبت است و او را نصیبت اصل نفع اعتبار کردن و نصیبت غیر الشیاء اعتبار کرد

مخالفت این اصل است **اقول** لکن بنا بر اعتباری نیست پس عم و خال دیگر جواشی شبه نصیبت در مقام
 سنجش شبهه شده و ملا اعتباری شبهه لالنازل منها این جهت فقها و وضعه از لکن بنا بر جواشی حلال
 می گویند و بر زانی و فروع و اصول سبب نیست جزویت حکم حرمت می دهند **تقریر** علت اعتقاد شبهه به شبهه
 زناست پس آن و اصول و فروع و غیر ایشان مشترک است اگر امری بگیرد پس آن را بیان باید کرد **اقول**
 در لیدر زنا من وجه جزویت است بسبب خلق او از لطف زانی و من وجه جزویت نیست بسبب اینکه شرع آنرا اعتبار
 ساخته پس جهت اول زانی اصول و فروع حرام است و بر جواشی مثل عم و خال انی اتفاقا حرام نیست چنانچه از
 محقق قول شده همچنین وضع از لکن نام من وجه شبهه جزو است و من وجه شبهه جزو نیست پس جهت اول بر این
 و اصول و فروع حرام شد و جهت ثانیه بر جواشی زانی حلال شد این است سرفرقه فقها و در بیان انی و اصول
 و فروع و در بیان جواشی **تقریر** اگر کسی این مذمت منقول است مثل شیخ ابو عبد الله الحرجانی نه مجتهد است
 و نه مجتهد فی المذهب و نه مجتهد فی المسائل نه از اصحاب تخریج و نه از اصحاب ترجیح و نه از اصحاب تنوین بلکه کل
 که از طبقه سالو باشند پس اثنان چگونه قابل اعتماد خواهند شد **اقول** این سنت قدیمه محبتیست که بر حال فقهای
 مطلع نمیشود احتمال دخل آن در فروع سالو پیدا می سازد شیخ ابو عبد الله از قوادقها و تحقیقات او معتدراست
 ترجیح است صاحبی که از ارباب ترجیح است و همچنین در مسئله بر قولش اعتماد ساخته دین هم از امر مستحکم
تقریر کسی که حرمت ضعیفه مذکور بر زانی و اصول و فروع کرده می کنند تصریح بر این می سازند که بر غیر زانی و اصول
 و فروع حلال است یا حرام **اقول** اگر مراد این است که کسی از این طائفه تصریح نکرده پس محض غلط است چه صاحب
 تجنيس ان ناطقی نگذاشته که ابو عبد الله می گفت که ضعیفه مذکور بر زانی و اصول و فروع حرام است و عم
 حلال است صاحب بحر و نه تصریح این امر ساخته و اگر مراد این است که بعضی از ایشان تصریح نه ساخته پس میسر
 علا و هازین کسی از این طائفه تصریح حرمت بر جواشی ساخته بلکه بر زانی و اصول و فروع اقتضای کرده و اقتضای در
 عبارت لیل اول است بریکه بر جواشی نزد ایشان حرام نیست چه مخوم را در عبارات فقها و اعتباری است در شباه
 می آرد لایحوز الاحتجاج بالمعروف فی کلام الناس ظاهر المذهب کالاوله و بالمعروف الروایة فحیث کما فی غایة البیان
 من الحجج انتهى و در جامع الرموزست معلوم الحال الفقه فی الروایة که معلوم المواقفة معتبره بالخلاف مکاره المصنف
 یعنی صد الشیخ فی کتاب النکاح لکن فی جارية الزنا و میانه غیر معتبره فالحق انه معتبر انتهى و صاحب کنز در کما
 می نویسد التخصیص فی الروایات بدل علی نفی عدله انتهى همچنین است در شرح و قایه و نهاییه و حاشیه حمید الدین

بر پایه و حواشی شرح و قایه و غیره تقریر نگشته شده که ندیم لیل از فقها منقول نیست جوهرش نیکه در فتح القیوم
و مجمع الانهر و در مختار وجود است پس از آنکه الحلال صاحب محیط نیز آنچه نقل کرده و قاضی خان بدان خرم
کرده و ظاهر این کلام نیست مگر آنکه چنانچه لیل حلال موجب حرمت است و خصوصیت با فروع و اصول ندارد همچنان لیل
زنا پس این قول را غیر منقول گفتن صریح بی انصافی است **اقول** سحان الله انصف ابی انصافی و بی انصافی را
انصاف نامید از آنکه میانی که اگر چه لیل الحلال کالحرام در کتب مذکوره مذکور است لکن این تقیم متفاوت است و تشبیه
اتحاد در جمله امور و نه بیست چنانچه شرح عقاید انصفیه غیر آن مذکور است و صاحب تجرید و ملکت ضیعه مذکوره در جوامع
آبندیس نقل کرده پس محل کردن عبارت مذکوره بر تقیم عتقاد کردن این تقیم پوششی از دیگر عبارات صریح یا انصافی و قاضی خان
نیز حرمت ضیعه مذکور بر زانی و اصول فروع مخصوص کرده می نویسد رجل زنی با مراهرة فولدت منه و انصبت بعد
اللبس صغیره لایحوز لعل الزانی و الا لاحسن آباءه و اولاده ملک نه البصیة انتهى پس خرم قاضی خان نیز تقیم ثابت
و نسبت این فعل بطرف صاحب مطلقا قبل عبارت است محمد اعلو نیست که کدام محیط مرا دست اگر محیط بر او
ست پس این ان فتوی اودن درست نیست اگر محیط رضوی است پس نقل عبارتش ضرور بود این تقیم صاحب بعضی سائل
خود قاضی بعضی صاحبین خود که بعضی سائل و تفهیم الفقه کرده از محیط نقل نموده بود و ساقی نویسد نقل از محیط
البرائی کذب الحیطة البرائی منفق و کما صح له بن میر حاج فی شرح منیة المصلی علی تقدیر نه نظریه و ان اهل عصر
لم یجرح الاتفاق و نه ولا نقل عنکما صح بنی فتح القدرین کتاب القضاء و نه می ننویسم این است که نسبت این فعل
بطرف محیط عبارت نه که سابقا نقل کردم در جواب سابق هم نقل کرده بودم ماخوذ شد حال آنکه کلام من هم اصول
و فروع زانی است نه در حواشی پس این همین قدر متفاوت شده که صاحب لیل حرام را نیز موجب است اصبول
و فروع مثل لیل حلال شده است اینک مطلقا لیل حرام را شمس ساخته و اگر تسلیم ساختم که صاحب محیط و قاضی خان صریح
تقیم کرده باشند یا تقیم او شان باشد پس بگویم که نقول شروع کردیم مقدم اند بر نقول فتاوی چنانچه صاحب
در رفع الغشا عن قوت العطر و العشاء می نویسد که فی الواقع المسائل انه لا یجوز نقول الفتاوی از اعانتها نقول
المدیه بل نایستادگی الفتا و از الیه و بدایا الفها من البدیه القدر از بد شون معلوم میشود که قریب حلال است یا نه حرمت
ست قریب است نه یا نیز موجب است و بعضی اشخاص و قاضی و مختار و صاحب الغنای و صاحب جرح و صاحب قاضی خان غیر
تصیح این تقیم نموده اند **اقول** از شون تقیم متفاوت است در از شرح و قاضی مذکور نسبت تقیم طرف شان و نسبت
جمله تشبیه تقیم متفاوت میشود بلکه خلاف تقیم هم جزو حرمت و بعد از این که با این تقیم که گفته شد و کچون شیخ حرمین

بر خلاف آن اقع شده اعتبار تون بینا بخانه چه که ارباب تون تصحیح التزامی است و تصحیح مجری مقدم است التزام
 ابن عابدین محمد امین صاحب اختیار در تفتیح فتاوی حامیه در کتاب البحر زمره مجری نویسد با حرجی علی بن ابی التیون
 انه لا یصح علی التصحیح التزامی یعنی ان اصحاب التیون التزاموا ذکر التصحیح و هم فی الغالب یشیون علی قول الامام قد شوالی بده است
 علی قولهم و تصحیح التزاما و اما من الحایة من ان الفتوی علی قولها تصحیح صریح فیقوم علی التزامی انتهی و نیز در کتاب
 الفهرست منوید اقول فذكر و ان فی التیون صحیح التزاما ای التزام صاحب التیون ان ینکر و انهما یصححان التصحیح
 البصر فتوی من التصحیح التزامی انتهى فصرنا اصل الامم البصیفة نیز همین امر ثابت میشود اقول سلبا انعموی نقل کرده
 که فتوی منقول یاد آورده از اصول خصوصاً وقتیکه فتوی متحققین بر منقولان افتد شد مقرر کرد کسی اطمینان باشد و کما
 بعض فقها ذکر زانی و هو ان فروعی تن شده غیر شائی این دلیل است بریکه بر ایشان بیان حلال است پس نفس انیکه
 امر غیر مسلم است چه متصل است که غیر انی و هو ان فروع را حلاله علی التقایسته ذکر کرده اند اقول در عبارات فقها مختصر
 شئی مذکور دالالت بر نفی عامه میسازد و کما تمثال حاله علی التقایسته است چه خود موجب در قول منصوص ذکر کرده که قیاس
 ادنی بر علی علی براد و در نسبت و نیز ظاهر اصول فروع علی اندوخته ادنی اند پس قیاسیه معنی ارد آری اگر حوشی مذکور
 می باشند و اصول را ترک میکردند البته حکم دخول بطریق دالالت اصل کافی میشد اینست آنچه تحقیق بر روی
 محمد بشیر چه کرده شد و بنظر اختصاص اکثر تعلقات که بر ایشان ارد میشد ترک کرده شدند و کفایت بر اصل مذکور کرده
 حال احوال تعلقات شان که بر جواب سابق فقیر کرده اند می نویسم و لا تغیر خود را اجمالاً پس ان تعلقات ایشان این است
 حوائج و می نویسم قلت فقها و حنفیه برین سئله برود و قول مختلف اندیک طایفه بر آنند که مضطر است بر زانی و هو ان
 فروع حرام است و طایفه دیگر بر آنند که مضطر مذکور نه بر زانی حرام است و نه بر اصول فروعی و قول مختلف در غلط
 بلکه حنفیه بر اقوال مختلف اند اقول حق ثالث یعنی این حرام مثل این احوال است و جمیع کس نمی کرده معلوم است
 که حیثان کجا نسبت آن بطرف مضطر کرده و اما آنکه لبن الحرام کما لحال منیوسند در جایی دیگر تصریح می سازند که مضطر
 لبن نابر حوشی زانی حلال است بعضی که میانه نمی نویسند تقصیر حرام است بر زانی و هو ان فروع میسازند آن دلیل
 اول بر علتش است چه مفهوم در عبارات فقها و حنفیه و قلت و لیکن متقی نیز متحقق قول انجم عبارات سطوة مطلق برود
 این به ثبات میشود آری نسبت این جهت بعض عبارات لفظ معتمد و بعض لفظ اوج وجود است لیکن گاه این قول لفظ
 تصریح است بر این با امام معتمد یا در بعضی دیگران چگونه قابل اعتبار خواهد شد اقول لفظاً و مجتهداً از الفاظ معتبره
 است در جای الفهرست شرح مختصر و در منوید اما العلامات العلمیه علی الاطلاق و قول علی الفتوی به تعلیم و یاد و علی الاطلاق

وهو الاشبه بالاولا وجهه وغيره انتهى تصانوفه في اصطلاح ترجيح راي جميع فتوى اوان بترتيب چنانكه در دغنا منيوسيد
 قد ذكره وان لم يبدل المطلق قد ذكره اما القيد فعلى سبع مراتب ششوه واما نحن فنكينا التسامع ما رجوه صححوه كما لو افترقا
 في حياتهم انتهى رايي كتر ترجيح فقها خلاف نص على اعمشوا واثوقت انما ترك كردن درست ليكن اين خاص فقهاست
 بل كذا واما اوتيد اين خلاف نص على اعمشوا بران عمل نخواهد شد كما هو صحيح في موضعه وچون در اخص فيضي صحيح
 مثبت احلا قول نيست لاجرم بفتوى مجربين كفايت كرده خواهد شد وفتوى اوان برخلاف ندرها علم البعيفه مستند
 مستند نيست كتب فقها و ملاظه شوند و وضع ميشود كه صدها يا خفيه بر قول جابرين با قول فخر خلاف امام فتوى او مانده
 مطلقا قول امام بهتر شود فتوى فقها كه برخلاف آن واقع شود معتبر نشود لازم مي آيد كه كلام فقها در ترجيح در وقت ظهور
 ترجيح تفسير حق بجهت و ترجيح قرأت و كذا زائده نماز و مثال آنكه از امام خلاف آنها منقول است معتبر نشود انما فرام يك
 من العجايب قلت و بظاهرت كه در بيان ادر سوم فرقي نيست هر گاه از اول طائفه اولي ضعيه كوره بر عمر زاني حلال
 و حلتش بر برادر چه شك اند قوله هر گاه از كلام طائفه اولي حرمت ضعيه نكره بر اصول فروع زاني ثابت شود
 اصول فروع برادر فرقي نيست پس حرمتش بر برادر زاني شكى نمائند قول ساين ادر و بيان فروع اصول فتوى
 بين بخلاف برادر و عم علاوه بر اين لازم مي آيد كه براي عم و خال هم حرام باشد و اين خلاف مصحات قوم است و ملاك
 قول الجيب خلاف قولم قلت اگر برين تقيركفايت نشود و صاف جزايه طلب شود و عينا و الحيا كه تحت
 قول حيا و مختار در الكمال مما تحرر يند با و صاهره و ضاعا واقع است ملاظه شود و ان نيست مقتضى قوله الكل رضا
 مع قوله في مقلد لوسن با حرمه فروع المزيه و صلها اخضاعا في لغبيستاني عن تريح الطحا و عدم الحرمة ثم قال لكن في النظر
 و غيره انه يحرم كل من الزاني المزيه على اصل الاخر و فروع ضاعا و مقتضى تقييده بالضرع و اصل انه لا خلاف في عدم الحرمة على
 غيرهما من الجواشي كاللخ و السلم انتهى قوله في عبارات كذا و كذا بزيه مطلقا و هر گاه مخصص نيست زيرا كه مطلب غير اين است
 كه زاني بر اصل فروع زينه حرام است و بزيه بر اصل فروع اني حرام است صاحب التمهيد يكويد مقتضى تقييده بالاصل و الاخر
 اين است كه در عدم حرمت بر غير اصول فروع اختلافي نيست يعني بر جوشي اني فريه حرام نيست و بر جوشي فريه زاني
 حرام نيست و مقصود يعني عدم حرمت ضعيه بر برادر زاني آن وقت ثابت ميشود كه در عينا بقرين بر آن برود كه فروع مز
 بر جوشي زاني حرام نيست اقول ان مقام حضرت مورد اشتبا هي افتاده فورشون و عبارات مستند و جامع الزم و بزر
 و حرا نزد قول حيا نفايه حرم اين نيست اما المزيه و المبيته و اما المنيوطه الالف و حرا من اجماعه كانت الكلام
 الى انه لو لم يشره تمامه يحرم عليه ما و منها كذا غير محترمين عند الطرفين كمان في حدود المنطوقه و اما ان فروع المزيه و

نه با عا لا حرم کما فی ضیاع شرح الطحاوی و سیما منه فی الرضاع شارة الیکمن فی النظم غیره انه بحر کمال من التزاد البینه علی
 اصل الاخر و فطره رضاعا انتهت پس متانی در باب حرمت فرج مزینه و اصل آن رضاعا بر آنی اختلاف نقل ست
 از شرح طحاوی و علت آن که کرده از نظم حرمت ذکر کرده و از نظم مفهوم شد که زانی بر اصل مزینه و فرج آن حرمت و بر غیر
 بر اصل فرج زانی حرام است و چون حرمت امر است متعا کس عبارتش اینهم مفهوم شد که فرج مزینه و اصل آن رضاعا بر
 حرام بر خلاف قول طحاوی و اینهم مفهوم شد که فرج زانی و اصل آن رضاعا بر غیر مزینه حرام است و بحسب المختار میگوید که
 تقیید متانی مسئله اصل فرج مقتضی این است که در عدم حرمت اصل مزینه و فرج آن رضاعا بر غیر زانی یعنی حوا
 کالاح و لعم و عدم حرمت اصل آن و فرج زانی رضاعا بر غیر مزینه یعنی حواشی و خلاف نیست یعنی نه ستاد حرمت فرج مزینه
 و اصل آن رضاعا بر آن اختلاف نقل کرده از شرح طحاوی و علت از نظم حرمت ثابت کرده حرمت فرج را و اصل آن از این
 از نظم نقل ساخته و مقتضای تقیید حرمت زانی و مزینه را و تخصیص حرمت اصل فرج با شیایان اینست که فرج و اصل
 هر یک کما و دیگر اتفاقا حرام است پس معلوم شد که تمیز بقیود در المختار بسو تستاراج است و ضمیر غیرها بسو
 زانی و مزینه است نه آنجا که مجیب تصور کرده که تمیز بقیود بطون صاحب است و ضمیر غیرها بسو اصل فرج است آنچه
 این مطلب بسو کما می زاینست که مقتضا کلام صاحب المختار نیست که مقتضا تقیید اصل فرج عدم تفاوت در عدم حرمت
 برخواست و در اصل فرج تفاوتی است بر ظاهر صاحب جمیع اختلاف نقل شده البته تستاد حرمت اصول فرج مزینه بر
 زانی اختلاف نقل ساخته پس لا بد تمیز بقیود بطرف ادراج خواهد شد اگر نسیم کرده شود که تمیز بقیود راجع بسو صاحب نظم
 است بر آن تقدیر و هم علامت تقیم است بنظیر که ضمیر غیرها راجع بسو زانی و زانی نیست و معنی اینست که مقتضا کلام
 نظم که ال حرمت هر یک مزینه و زانی اصول فرج و دیگر حرمت اصول فرج هر یک و دیگر است اینست که اصل
 هر یک و فرج بر غیر زانی و زانی حرمت است کالاح و لعم و شاهد عدل بر طلب اتم اینست که حصار و المختار و عبارت
 عبارت نیست که ال حرمت فرج مزینه بر غیر زانی است بطو تایید کلام خود آورده است و مطلبی که حضرت مجتبی
 بیان ساخته از مقام مناسب نیست ندارد و الله اعلم بر اعباده قلت سابقا از تعالیق الانوار منقول شده که و
 بالدرایه عدم حرمت است قول اگر چه از کلام صاحب فتح و غیره در اتیان و ج بودن این قول ثابت میشود لیکن فی الواقع
 درایه علم و حدیث است پس اصل آن محض نفی است قول اصل دلیل صاحب فتح این است که حرمت فرج مزینه بر غیر
 بی نصیب است و آن در اول است و پس پس فرج نفوذ می نماید ثابت ثابت النسب چه در
 حدیث حرمت ثابت کرده در حرام چیده و آورده و ایراد بر آن بدین مطلق که در ضیاع علت حرمت ضمیمه نیست

و آن موجود است نه حقیقت بعینیت چنانکه متعقب کرد که در بعضی احوال است چه غرض صاف نیست که موجب دل بعینیت
حرمت را مقتضا قیاس است عالم از نیکه بعینیت بطور اتم بشیر یا حلال موجب بودن شبه آن خلاف قیاس است و بیش
به حریم الرضا مع ایجاب النسب و لیس حلال ثابت کرده و اما در لیس ام لیس نصی ارد نشده و حقیقت بعینیت
یافته شد لیس لاجرم حکم حرمت نداده خواهد شد قلت برگاه فتوی محققین حنفیه مثل صاحب توح و صاحب بحر حجاب
و غیره بر قول عدم حرمت است و جای باید و شاید ماند قول برگاه این فتوای الف تصریح امام است پس اگر اعتبار شد
نمی تواند و برگاه قول محققین حنفیه مثل قاضی خان که از متقدمین فی المسائل است و صاحب خزانه الفتاوی صاحب
و طبریه و عنایه و مجمع لانه و نیز از خزانة المحققین بر جندی صاحب کفایه صاحب فی السراج نیز صاحب جرج و صاحب محیط
و تحریر لیس ناموجود است اطلاق صاحب توح هم تائید میسازد پس با کلام شما ماند اقول و لا این فتوی مخالف
تصریح امام خصوص این مسئله نیست بلکه خلاف کلمات امام و آن مضمونست که امر سابقا و آتیا اینکه احوال صاحب
منیر و محققین از عجمان بان است حیرت که مثل ابو عبد الله در جاد و طبقه سابقه اهل شوند و صاحب راج نیز که جامع
طلب بایست و از درج محققین اهل دست و محققین اهل شوند ثالثا اینکه محیط و خلاصه طبریه نیز از خزانة
و خزانه الفتاوی فتاوی قاضی خان مجال معارضه با ترجیحات شروح مذمت دارند اگر چه فی نفسها معتقد باشند که امر سابقا
قاضی خان اگر چه مبتدیان المسائل است لیکن خصوص این مسئله اگر تصحیح میکرد البته تصحیح و مقدم میشد مجر و کرده و در فتاوی خود
معارض ترجیح اباب ترجیحات نمی تواند شد چنانکه این جمله فقها حرمت خصوصی مذکور را بر ازانانی و اصول افروغ
می نویسند چنانچه عبارات اکثر ایشان جواب نقل شدند و مفهوم عبارت معتبرست که امر سابقا و آتیا اینکه اطلاق صحیح
چونکه فتوی شرح فی الفان اقتصار بر خبر نخواهد شد قلت و بر ظاهر است که لیس لیس ناکا حلال اگر چه بعضی متون
و در فتاوی مذکور است لیکن شرح محققین قول عدم حرمت را مقبلی گفته اند قوله از عبارات منقوله موجب سوء اللفظ می شود
که با علامت نعتی یافته نمی شود و بطاهر معلوم شود که جمله کاتبین این دو لفظ بتقلید صاحب فتوح نوشته اند و احوال و بالا
معلوم اقول بعضی بات بیج که از این جام سابق بودند مثل ایجابی و در بر و طحاوی نیز قائل بعدم حرمتند و
و توجیه صاحب توح باینست که ثبات است و تعاقب متعقب و تحت الشریعت قلت صاحب نمک در زیادت
و لغوی ناکه مفید حرمت خبر بر او از زمانه است بعینیت صاحب نمک کرده اند و از بجا خد کرده و اما فرغ گرفته و خود
صاف و صاحب در کتاب الرضا لیده زنا را بر عمر زانی و خالی حلال نوشته و همین اوجه گفته و در بعضی
و برادر فرقی نیست و سایرین مسئله اینست که در فرایت بر حرمت حقیقت بعینیت معتبرست و در لیده زنا شبه بعینیت یا

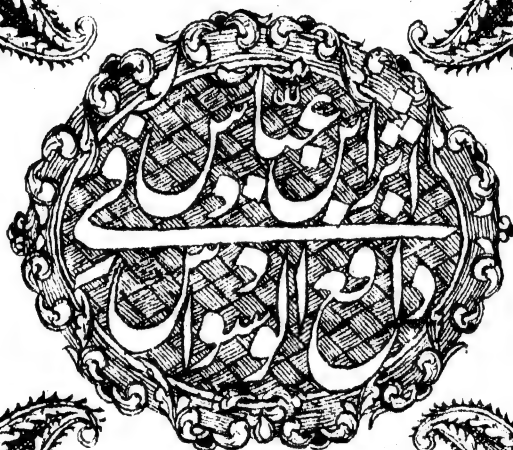
پس حرمت قرابت معتبر نخواهد شد و هرگاه نفس لیده زنا بر عزم خال علیل شد ضایع لبین زنا بدرجه اولی حلال خواهد شد
 قوله قولی لیده زنا بر عزم خال زانی صاحب بحر از فتح و صاحب فتح از تحفین صاحبین از جرجانی نقل کرده و
 جرجانی معتقدین نیست قاضی خان گفته بدست بخت آن تصریح کرده اقول جرجانی از معتبرین است و قاضی خان بن
 تصریح ساخته و صاحب بایه ابن جام نکر قول جرجانی سکوت ساخته قوله و دلیل جرجانی نیز ضعیف است
 چنانچه قول اولاجریه مینه بین العلم اگر نفی جزئیت باین طور که یکی جز دیگری باشد مراد است پس انتفاء آن ضرر
 نمیرساند و اگر مراد نفی جزئیتی که موجب حرمت باشد است پس غلط محض است اقول معتبر و حرمت قرابت
 بعصیت مطلقا و چون بعضیت و لیده زنا مؤمن چه بعصیت و مؤمن چه بعصیت زین جهت جرجانی نفس
 زانی و هو ل فروع حکم حرمت اوند و بر جواز حکم حلت اعتبار الشبهین قلت هرگاه در عبارات فقها قولی
 واقع شود مفتی لازم که بر فتوی معتقین عمل سازد قوله هرگاه در عبارات فقها تعارض واقع شود مفتی لازم که بر فتوی
 موافق مذکور عمل نماید باشد عمل سازد اقول این قاعده در کتاب کتب فقهیه است اگر اعیاد و الا
 از اعیاد اعتبار قلت تعارض مفتی به و غیر مفتی باز عجائب و زکا است قوله مفتی به بودن قولیکه مخالفند
 صاحب حبیب باشد زیاده تر از عجائب و زکا است اقول این محقق در عزم حبیب و لید و نظر ما هر نقه پس
 هیچ غیبت لان الهیة عند الهیة لقوة الدلیل تمثیله مولوی محمد بشیر صاحب رساله مرسله خود یک
 را برای تطویل رساله فقط نظیرین عبارات مختلفه چند جا آوردند و چون در هر قول شان حبیب تصبیح اوقات
 بود لهذا تعاقب هر قول ساختیم و بنظر اینکه همین قدر برای محمول رساله کافی است اختصار ساختیم و آخر دعوانا
 ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة علی رسول محمد و آله و صحابه اجمعین و کان اختتام هذا التحریر فی مائة
 واحدة قدر نصف النهار یوم الاثنين الاول من شهر رجب سنة تسعين ابد الالف المائتين من هجرة
 سید الثقلمین علیه و علی آله صلوة رب المشرقین



واسطه سند اسلم که که یہ کتاب بطبع ملک مقام کنوثره
 حنفیان میں چھاپی گئی مہر مطبع ثبت کی گئی فقط و حجب البحر

اللَّهُ بِسَبْعِ أَوْصِنَ بِمِثْلِ تِلْكَ الْأَمْثَلِ

بِفَضْلِ خَالِقِ سَمَوَاتٍ وَأَرْضِينَ بِكَرَمِكَ وَكَرَمِ سَائِرِ الْمَشْتَمَلِينَ بِتَحْقِيقِ طَبَقَاتِهِمْ بِهَرَمِ وَاسْمِهِ



بِهَيْئَةِ بَحْرِ الْعُلُومِ الْقَوْلُ بِحُزْنٍ نَوَاقِصُ الْقَوْلُ لَا نَابُ الْوَحْشَةِ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ كُنْزُ الدِّينِ فِيضُهُ الْعِلْمُ

كَأَعْلَى مَحْمَدٍ شَاكِرٍ خَالِكٍ نَوَاقِصُ طَبَقَاتِهِ
بِمَطْبَعِ بَاهِقَامٍ عَلَى خَسَنِ حَلِيقَتِهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ خلق سبع سموات من الارض مثلین طبقات والصلوة علی خاتم الانبیاء وفضل المخلوقات وعلیہ وجہ فی الدنیا
 اما بعد کہ کتاب فقیر میرا بقصیدہ الحسنات محمد عبدالحی لکنوئی بن مولانا محمد عبدالحکیم دخلہ اللہ جنتہ البقیع کہ عرصہ
 دو تین سال سے اثر ابن عباس آرم کا ذکر آئے ہیں در بیان علمای زمان کہ منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے فراط و سیر
 طائفہ تفریط ہوئی ایک جماعت کے ابطال حدیث مذکور میں سب بیغ فرمائی دوسری جماعت اسکو بیان معنی میں تخریف ہوئی کئی
 نوبت یہاں تک پہنچی کہ صد کفر طر فیسے لٹھی اور یہ طر فیسہ علماء زمان کا ہے کہ جس مسئلہ میں منازعت کرتی ہیں اگر فقیر
 مسئلہ لائق تفسیق نہواو میں ایک دوسرے پر آواز دے کفر کرتا ہے جماع اسلام کے افتراق کا کیم خیال نہیں کرتا ہے تو قبل اسکا
 فقیر نے اسباب میں ایک تحریر کی تھی لاہور میں صحت حدیث و اثبات تعدد طبقات وجود انبیاء و مخلوقات و وجود اوام
 وغیرہ فی ممالک محمدیہ کے فقیر کی تھی بعض ایک سالہ سبکی شیف اللہ تبارک اثر ابن عباس نے غلط اور اسکو دیکھ کر کہا کہ
 ہوا اسکو مولف فی میری تحریر پر غرضات کہی اور علماء ہندوستان پر لازم عدم مہارت علم حدیث کرنی لگی اور یہ نہ سمجھو کہ یہ تمام
 خود بدلت پر عاید ہے تحریر حضرت والا اسپر شاہ ہی بنظر احقاق حق کو اسکو جو ایک سالہ کتابت ہوئی نام کا واضح اور
 فی اثر ابن عباس کتابت ہوئی والا اون جوہ کا جو ارباب تفریط نے واسطہ عدم مغیبت حدیث کی انہی تحریرات میں
 قائم کین ہیں نفع کیا جاتا ہے پس ان حضرت معترفوں کے کلام کا تعاقب ہوتا ہے اور انکا کلام میں اب فراط کی تخریف کا ابطال
 ہوتا ہے اور غرض محکم اور جس سے تعصب نفسانیت نہیں بلکہ فقط احقاق حق کو کر کے نظر طوٹوں ابطال مطلق کو کر کے نظر
 ناظرین با بصافت اسدی یہ کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کریں اور جو امروں کی سب میں غرض معلوم ہوا اسکو محسوس کریں
 نہ جیسا کہ شان جملہ کی ہو کہ جسکی تحریر پر خلاف دیکھتے ہیں بغیر سمجھ بوجہ رد لکن یہ مستعد ہوتی ہیں اور اپنی نفسانیت کو
 پروردگار حق میں پوشیدہ کر کے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہیں و علی اللہ تعالیٰ بالاعتماد و منہ التوفیق الی طریق السداد
 کہ قسیدہ جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح سند ہے و ہیت اسکی متمدن و قفا و سکاموئی ہے حقیقت میں نہ نفع حکمی بخشد و نہ حیل
 و اجمال غیرو اسکی محنت میں فلاح نہیں و سکاموئی مخالف قرآن و حدیث جماع غیبی اسکی دلیل کر نیکی اور
 خمد و خواہی حقیقی کو چھوڑ کر معنی مجازی یعنی ملکوت نہیں ظاہر نہیں کر نہیں کہ سبیل حق کی قباحت نہیں و احادیث متعدکہ
 ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ آسمان و دوسرے طبقہ ایک نفسانیت کا یہ ہونا کمال ہے قول ارباب غیبت کا کہ زمین کے طبقہ متصل
 اور دریا پھیل کر ایک کتبہ اور اوپن طبقہ کے کوئی مخلوق نہیں و دوسرا اعلیٰ نہیں مخلوق طبقہ اعتبار میں کوئی حدیث صریح
 نہیں علماء کا کہ ان اختلافی بعضوں نے شرفا جی کے خوشی نہیں بیضاوی میں و سید شریف جرجانی کی شرح مواقف میں ابن جوہر

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری میں غلام اور کساح جیسا کہ طرف محول کیا اور بعضوں کی مثل علی شہابی و زرقانی و سطلانی وغیرہ و بعض
بعض انہما کی طبقات تختانیہ کو مسکن جن میں تجویز کیا اور بعضوں کی مثل صاحب طبع الذہور وغیرہ کہ ہر طبقہ میں ایک نصف جدید کی سکونت
حکم نقل کیا اور طراغ عبارت بعض مفسرین میں مثل لغوی و محلی کی طبقات تختانیہ میں نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے
اثر ابن عباس سے پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوا و کلامی ہو قول و کلام باطل ہو مقتضی مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
و جابر بن عبد اللہ کہ اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل الخالقات و اکثر المملکات ہر کسی مخلوق کی شرکت ایک متساویانہ خصوصیت یا نسبت
ہو اور طراغ اثر ابن عباس سے طبقات تختانیہ میں کلمہ کلید کا ہونا اور انہما دنیا کا مسکوت ہونا مسلم ہوتا ہے اور یہ مضمون ہوتا ہے کہ کلمہ
سویں طبقہ میں سلسلہ نبوت کا واسطہ بریت یہاں تک سکاں کیا ہوا واسطہ ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطہ بریت
و ہاں تک سکاں کیا ہوا اور چونکہ بلا لائل عقلمند نقلیہ لائتا ہی سلسلہ کا باطل ہے لاجرم ہر طبقہ میں ایک سلسلہ ہو گا کہ وہ ہر آدمی
سلسلہ نشینیہ یا گیا اور ایک سلسلہ ہو گا کہ وہ ہر آدمی کو سانسیت نہ کیا گیا بنا علیہ اور اس سلسلہ تختانیہ یا طلاق خواہم کہ
نہیں اور ان کی خاتمت خاتمت حقیقیہ محمد میں ہر مفسرین اس واسطے کہ بر تقدیر وجود انہما طبقات تختانیہ میں آخر سلسلہ تختانیہ
میں تین احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو ہوں و دوسرے یہ کہ معدوم ہوں تیسرے یہ کہ
ہو عصر ہوں احتمال اول خصوص تعدد باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمت عامہ میں کہ شبہ نہیں اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص سانسیت اس طبع کہ ہوا اور ہر طبقہ تختانیہ میں ہاں تک سکاں
اور یہ ایک نہیں کا صاحب شریع جدید ہو و دوسرے یہ کہ او انہما طبقات تختانیہ میں شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی اور نہیں کا صاحب شریع
نہ ہو و دعوت ہر حضرت کی عام ہو و ختم کا نسبت جملہ انہما جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک آخر سلسلہ تختانیہ یا نسبت
اپنے سلسلہ اضافی ہاں تک احتمال اول سبع مضمون نبوت محمد شریعت پر وال ہیں اور کسی ہاں تک سانسیت محمدیہ میں ہاں تک سانسیت
بشت الی الخلق کا فہم کوئی کہ اضافی آنحضرت کی عموم بشت پر وال ہیں اور کسی ہاں تک سانسیت محمدیہ میں ہاں تک سانسیت
عالمین باطنی و موقوف علیہ کہ مخلوق ہر طبقہ کی تو اہل باطل و باطل ہیں ہر طبقہ کہ کوئی نفس انہما میں دلالت نہیں کرتی ہے
اور جو عقل سے تخصیص نہیں حاصل کی ہو سکتی ہے ہاں تک اگر کوئی نفس قوی صافی اس پر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بشت خاص تہ طبعیہ
سکے ہو البتہ اس وقت انہما سانسیت تخصیص کا حکم دی سکتے ہیں اور بغیر تخصیص عی کے جو دراصل عقل تخصیص سانسیت میں کر سکتے ہیں
اور علیہ اہل سنت بھی اہل علم کی تصریح کرنے ہیں کہ آنحضرت کی غیر میں کوئی بھی صاحب شریع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت پل تمام مکمل ہیں
شمال ہر آدمی کی یکے ہر آدمی ہو گا و شریعت محمدیہ ہو گا پس بر تقدیر بشت محمدیہ عام ہر آدمی خاتمت احمد حقیقی ہر شام خاص
عام ہر آدمی حدیث ابن عباس کو صریح متبرع ہونا چاہیے و جیسے قدر و کمال ہر ثابت ہے بغیر حرج چاہے اس کو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول و جواب شمال محمدیہ کو یا تخصیص بشت احمدیہ کو بلا دلیل باطل تصور کرنا چاہیے یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہرا دین جیسا کہ ایک عالم
نے کیا اور نہ کیا اس شمال محمدیہ ثابت کرین انہما بشت محمدیہ کو خواہ خواہ خاص میں جیسا کہ وہ کہہ مبالغہ کیا ہے
خلاصہ یہی رہا کہ ہر آدمی حاصل اعتقاد کا ہر آدمی تفصیل اسب اس کو کی مآخذ تکشف ہوتی ہے باطل و حق باطل و حق باطل و حق باطل و حق باطل

لے کہ کوئی کہ جب ہر طبقہ میں خاتمت نبوت ہر طبقہ میں خاتمت نبوت ہر طبقہ میں خاتمت نبوت ہر طبقہ میں خاتمت نبوت ہر طبقہ میں خاتمت نبوت

[illegible]

[illegible]

الملك عن الحكيم من ان راوي او اعلام جاسياتي نموني انتهي اور اگر کوئی شبہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ میں واقع
 جائے کہ ماول (وحی) تدبیر ہونی یعنی وحی حقیقی کے جو مقصد نبوت ہے تو جواب سکا ہے کہ یہ دلیل بلا دلیل ہے اور توجہ دلائی
 ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی علامہ حکیم عیسیٰ علیہ السلام میں لکھتے ہیں قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ علی ہر دلیل
 قائم لیکن دلیل فلان تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تختانیہ میں مخلوقات غیر کلفین ہیں
 پس ان پر وحی حقیقی کیونکر جاسکتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات کلفین نہیں نکلتی ہے اور اثر ابن عباس
 جو بطرف متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا ردی ہے صحیح ہے و جو کلفین میں پس طبقات تختانیہ میں وحی حقیقی جائے سوا کن
 مانع ہے اجمال ظاہر عبارت لغوی و محلی مقضی ایکو ہے کہ وہ طبقات تختانیہ میں وجود انبیاء کو قائل ہیں اور تاویل خلا
 اصل ہے اور عبارت اکام المحان ہے ہی صاف افسح ہے کہ شبلی ہی قائل اس امر کہ وہ کہ طبقات تختانیہ میں انبیاء جو
 جیسا کہ غفر بن کر آتا ہے قال البعض احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ انرا بن عباس میں شرکت تھی یہودون ممالک تنو
 جیسا کہ دستلا سیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ حکام یا ہدایت انام غیر ذلک اذا جاء الاحتمال ابطال الاستدلال
 اقول بہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہیں اور محدودش ہیں جلیبی کہیں کہ سو سوسطے کہ حملہ میں نہ شبہ ہے ایک ہی کہ
 ہمارے کسی کے تشبیہ شریک پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ ان طبقات میں ایک ایک نبی ہے اور وہ شبہ ہے
 ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا شرکت تھی یا ہدایت وغیرہ میں ہو تو نبی کا لفظ نبی معنی ہو جائیگا
 زیادہ توضیح اسکی یہ کہ نبی کہیں کہ نبی کے دو اثرات ہیں ایک یہ کہ اولیایات میں ایک ایک شخص موصوفہ نبوت
 ہو و سہ ہے کہ وہ شخص شبہ تہم جارہی ہے کہ یہ پس جملہ تشبیہ الی یہاں کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود
 اول تشبیہ کی نفیم ہوگا اور جو وجہ کہ دستلائی غیر نفی میان کہیں میں انہیں نبی جو چشم پوشی ہے بیان و تشبیہ میں شبہ
 صفت باطل ہوتی ہے اور بعد نبوت نبوت شبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ منوگی گزرتہ نبوت میں اسکی کہ اگر تشبیہ جملہ صفت
 محمد میں کی ہے و شلیت حقیقہ ثابت ہوتی ہے و جو خلاف الاجماع اور اگر احتمال سکا ہے کہ کیا جاسکتا ہے کہ سر راوی
 ہادی ہے تو ایسی احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہدایت میں سکا ہوگا اور
 اجمال ظاہر ہر حق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقہ تختانیہ میں اور بعد اوادم وغیرہ ثابت ہوا ہے اور انصاف عبارت
 معاملہ جلالہ میں کام لہر ان زیادہ تر ہکو تقویت میں تھی ہے قال البعض احتمال ہے توجہ وجود خاتم منانی غفر
 نص قطعی و لکن سوال عدد خاتم النبیین ہے سلیہ کہ غفر جمع محلی ملائم شغراق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کہ ہیں اقول جاشا و کلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہیں ہے کیونکہ اول انبیاء طبقہ تختانیہ
 اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہیں ہے پس ممکن ہے کہ او انبیاء طبقہ تختانیہ ہمارے
 کے وجود کو پہلے ہو گیا ہو یا نبی طبقہ کی قصص نبوت کو مکمل کر پکے ہوں بعد از ان ہمارے خاتم نے رونق بافر و زہو کی ختم نبوت
 سطلقہ کیا قال البعض عموم سالت و بعثت و اطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلالت ہے

قطعیہ کی پسین عموم مخصوص مفید سائنسہ سی مان یا مکان کے ہی نہیں بر تقدیر اول سکو ثابت کرنا چاہیے اور
 ثانی جمال تقدیر خواہم کامل ہوگا کیونکہ وجود خواہم یا نہ انداختہ صفت میں ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صوت اول و
 ثانی صریح باطل ہی اس لیے کہ اس صورت میں وہ جملہ افراد مسل الہم کی ہوگی نہ سوا اس خاتم الرسل ہونا کجا اور صوت
 ثالث ہی باطل ہی اس واسطے کہ خواہم مفروضہ وقت دخل افراد البینین ہوگی نہ خاتم اقول صورت ثالث کی بطلان
 کی کوئی وجہ نہیں اور دخل ہونا افراد البینین میں ہضرت کی خاتم ہوگی نہیں اس واسطے کہ خاتم حقیقہ کا خاتم اضافی ہی
 نسبت انبیاء و انبیاء طبقہ اور وجود اس کا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اس کی خاصیت اضافیہ میں کچھ فساد نہ ہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقہ ہی یا اعتبار تقدیر ثانی سکو ثابت کرنا چاہیے اور پھر
 وجود و خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ اول خاتم حقیقہ سلسلہ نبوت کا کلمہ ہر
 سلسلہ منظم کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا نسبت جماعت انبیاء جملہ طبقہ ہی اور دعوت
 آپ کی عام ہو اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی و خاتم حقیقہ کو جمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل تمام یہ
 کہ تقدیر خاتم کی چند صورتیں ہیں ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یعنی محال ہی
 عقلا اور خصوص ہی اسکے استحالة پر قائم ہیں اور کوئے اسکے جواز کا قائل نہیں دوسرے
 خاتم اضافیہ کا متعدد ہونا اصح ہے جو اس میں نہیں تیسرے تقدیر خاتم سطرچہ کہ ایک اضافی ہوا ایک حقیقی
 یہ صحت ہی جائز ہو بلکہ اس طبقہ میں واقع ہی اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام خاتم انبیاء ہی ہر حال
 ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء ہوگا یہ امر مردہ ہو چکا استیصال چاہیے کہ تقدیر خواہم
 بحسب طبقات ہی نہیں لازم کہ خاتم حقیقی ہوں تا اس کو محال نہ ہونیکا عقلا و نقلا تنوی دیا جاو اور نہ لازم کہ
 سب خاتم اضافی ہوں تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اضافی ہو ہو باطل بلکہ صوت ثالث
 ہی محمل ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات ہوں اور ہر طبقہ محتانیہ کے آخر خاتم
 اضافی نسبت انبیاء و انبیاء طبقہ کہ ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسیٰ نسبت خاتم الانبیاء کی پسین ہونا ہوگا
 اصح ہے مطلق تقدیر خواہم کہ جملہ نبی کینیکہ مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اب علماء و آؤزادہ تفصیل اس میں
 غفر کی ش گزاری ہوئی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کہ کسی عورتی یا خودی اسوئے کہ ابن عباس قائل ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم بزرگی دی ہی اور اس قول سے اوکو خلاف اس امر کا ہوا
 ہوتا ہی **اقول** اصحابہ و صحابہ کرام ہی بعض اصحاب دنیا و کتب انبیاء کے ہوا اندک کر تی جیسے عبداللہ بن عمرو بن العاص
 اور بعض اس تی جیسا کہ تی ہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندک کر تی تو اس کو ہر جیسے کہ اللہ تعالیٰ
 وغیرہ میں صرح بخلاف ابو الدرداء کو جیسا کہ سیوطی نے انہی سالہ بروز اللہ فی المحصال الوجہیہ لفظ لال میں نصیح
 کی ہی اور شل عمرو بن عباس و غیرہ جیسا کہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیتہ الحدیث میں گشتی ہیں قد منع عمر

اور بن حجر نے فتح الباری میں کہا اسناد صحیح اور کما علی الارض کا عام ہے پس معلوم ہوا کہ مثل یہی صحیح اور طبقہ میں
 ہوگا اور بنی کبیر کا یہی نفسی بافتح کنوج میں نہیں استفادہ ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک بنی مانند انبیاء کو جسے صفا
 کہا لیکن فی تمانہ ذکر کرنا متوجہ دلائل کریمہ کہ یہ قول یہودی کا ہے بلکہ یہ عقیدہ غموم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک بنی مانند
 ان انبیاء کو کہتے اگرچہ مشابہت بعض صفات میں ہو قال البعض یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ قرآن کریم کی
 حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے لیکن سوال اسد خاتم النبیین و ربہ آحاد مخالف قرآن کو باطل ہے اقول یہ حدیث اگر مشتبہ
 امر کے ہو کہ ہر طبقہ میں ایک ایک بنی آنحضرت کو یا نہیں صاحب جمع جدید و نہی متعلق تھا تو البتہ مخالف ہوگی حال آنکہ
 یہ امر اس وقت مستفاد نہیں ہے چنانچہ کہ و آخر سلسلہ تثنائے آنحضرت کے زانیہ کی قبل ہو گئی ہوں یا آنحضرت کے زانیہ کی پیش
 شریعت محمدیہ ہو ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کو زانیہ میں آنحضرت کے مجروری بنی کا ہونا محال نہیں بلکہ جس طرح جدید ہوتا
 منع ہے چنانچہ بلاغی قاری سالہ موضوعات میں زیر حدیث لوعاش ابرہیم لکان نبیا کہ لکھتے ہیں ای لوعاش لکان نبیا
 کے بعد و خضر و الیاس فلما ینقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین و المعنی انہ لا یاتی بعدہ بنی منسوخ مانتہ انتہی اور حافظ ابن حجر
 فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں استدلال بعضہم علی موت آنحضرت بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی و بسط ابن حیت القول فی ذلک کہ وہ
 بعد تمانہ بنی قطعاً و ثبت انہ فی الارض فی آخر الزمان کی حکیمہ شہرہ لقیہ البزجی علیہ السلام وسلم فوجب حمل النبی علی انشاء النبوة
 لکل احد من الناس لا علی نفی وجود بنی کان بنی قبل ذلک کہتے ہیں قال البعض اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین
 باہتمام میں اور اس میں معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہیں پس یہ اثر باطل ہے اقول اتصال طبقات زمین نہ
 علمائے اہلسنت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ حدیث صحیحہ کے کہ دلائل کرتے ہیں انفصال پر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ
 مری ہے قال کنا جلاس مع رسول اللہ فمرت سحابة فقال اتردون ما ندو قالوا اللہ و رسولہ علم قال ندو یسوقنا اللہ الی ان
 لا یعبدونہ ولا یشکرونہ بل اتردون ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ علم قال فوق ذلک مروج مکنون یقف
 محفوظ بل اتردون ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ علم قال فوق ذلک سماء بل اتردون ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ
 علم قال فوق ذلک سماء منہا مسقیمہ مسماۃ عامۃ حتی یدعی سہولت قال بل اتردون ما تحتہا قالوا اللہ و رسولہ علم قال اتردون
 ما بینہا مسقیمہ مسماۃ عامۃ سبع ارضین میں کل ارضین مسماۃ عامۃ منہا سہولت و سہولت اور سطح روایت کیا ہے اسحق بن ابی ہریرہ
 ابوہریرہ بن ابی ہریرہ نے ابوہریرہ سے یہ حدیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ میں دو سطح ہے جدا جدا
 ہر طبقہ کو دو سطح ہے ایک پائندہ سال کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کو قائل ہیں ان کو یہ حدیث نہیں
 پہنچیں ورنہ کبھی ایسی بات کہتے ہیں ان کے کام مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو احادیث ثابت ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مصر
 ہے پس اہل مردود کو اختیار کر کے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کہ ان بات لغسانی ہے اور بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر زمین کے
 طبقات جدا جدا ہوں اور ایک دو سطح کے نیچے ہو تو طبقات تختانیہ میں آفتاب ماہتاب کی روشنی کیونکہ پختی
 ہوگی اور ہمیشہ وہاں تاریکی رہتی ہوگی اور خلاف عقل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علماء امت طبقات کی کثرت میں مختلف نظر

بعضے کہتے ہیں کہ ہر طبقہ زمین کا کردی ہر اس صورت میں البتہ ارباب طبقات تختانیہ آسمان و زمین کا قیاس کئے ہوئے
لیکن ہر طبقہ میں حق جانشانہ ایک قسم کی روشنی پیدا کردی ہو کہ اس سے وہ تنید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں زمین
کے طبقات کردی نہیں ہیں بہ صورت میں ہی مہتاب آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ میں پونجی ہو چنانچہ سلیمان جل جلالہ
تفسیر علیہ السلام میں کہتے ہیں فی مسابہتم السما و الارض و قولان احدہما انہما فی بدن السما و من کل جانب من انہما

و یہ دونوں الضیاء ہر دو کا بل ہذا قول میں جعل الارض مہبوطۃ الثانیہ لایا بدون السما وان لدخلی لمعدیا
ایشا بدونہ قال بن عدل ہذا قول میں جعل الارض کمریہ ہنقی **قال البعض** ہر طبقہ صحیح حدیث ابن عباس کے لازم
آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسکے لئے عموماً کل ارض شامل میں نہ ہوگی ہر طبقہ میں ایک آدم ہوں
آدم ہوا کہ لیکن لازم باطل ہو پس حدیث مذکور باطل ہو **اقول** مراد کل ارض ہر طبقہ زمین کا ہر طبقہ تختانیہ ہر طبقہ
کل ارض ہر دو بالات عقل غایب ہو جسے عموماً والد علی کل شئی قدری ذات حق جانشانہ کہتے ہیں داخل ہو خارج ہو بالات
عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کہ جو کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل مخلوق
ہیں **اقول** بلا شک یہاں آنحضرت کے ذات فہم الخلق ذات ہو لیکن اس میں سے کتب کو خلاف ثابت ہوتا اور کتب بطلان
لازم ہو واسطے کہ تشبیہی تنبیہ میں جملہ صفات کمالیہ محمدیہ میں نہیں ہوا لی مہتاب کلام علی من فطر وافرط اتباع اللہ
و کتب مہتمم علی العلم ان کتب اہل علم میں مثل عربیہ و اہل علم میں اشتداد صاحب کشف الانساب کے شہداء کا جواب دیا ہوں
اور مذکور شدات کو متفق کر دیا ہوں **قال العبد المذنب** ابان میں ایک فتویٰ اثبات وجود انبیاء و تنبیہ ہر طبقہ زمین
اور نفی شمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب بوسنات محمد عبدی
لکھنوی کو دیکھا گیا اس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے اس مذکورہ کا دعویٰ صرف بغیر الارض کو کیا ہے کہ انشاء علیہ السلام
آیہ کریمہ ہوں الارض شملیں بلکہ قال ابن عباس ہر آدمی کو ہی شہین فی صحیح کیا ہے لاجرم یہ امر مذکور سے ثابت ہوا کہ
جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ میں ہیں اس طرح ہر ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو لیکن
خاتم مثل اس خاتم کو نہیں ہو **اقول** نسبت کرنا نفی شمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت اہل دیگر طبقات
طرف جواب فقیر کے اعتراضات ہے کہ میں مضمون نہیں ہر شخص جو اسباق کا اسبق ہو کہ اثر مذکور صحیح ہو اور اس
طبقات باقیہ میں سلسلہ و خاتم کا ہونا ثابت ہو لیکن جو خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہیں اس سے کیا فائدہ
اس خاتم کی خاتمہ مع شخص سا تہ اس طبقہ کو ہو اور چونکہ ان میں اس سے وجود سلسلہ نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہو اس سلسلہ
کو واسطے ایک ضروری بنا علیہ میں نے خاتم کا اطلاق کیا معنی خاتم اضافہ کے فیض اسکے کعبت نبویہ سادہ
طبقہ کو خاص ہے اور ہر طبقہ میں ان کے آخر انبیاء کی نبوت مستقل ہو کیونکہ اگر کسی میں سے ثابت نہیں ہو تو
اسی اس وقت ہرگز باطل نہیں جو میری طرف اس کو نسبت کر دی وہ فتنی ہو **قال ابن** میں نے یہ واقعہ ذکر کیا کہ اثر مذکور
بقاعد اصول حدیث صحیح اور ثابت اثبات وجود انبیاء و خاتم ہر طبقہ زمین میں صحیح ہو اور نہ اس پر بنا و اس دعویٰ کے غلام

ہو سکتی ہے کہ ایک یا کثرت طبقہ میں ہو تفصیل اہل مال کی یہ کہ اکثر مذکور با الفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
 سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر بن شعبہ عن عمرو بن تميم عن النبی عن ابن عباس قال فی مال
 مثل ابراہیم وغیرہ علی الاضطرار من الملک قال ابن جریر کہ الذی مختصر ابوسناد صحیح اور لفظ نحو علی الاضطرار معلوم
 ہوتا ہے کہ طبقہ زمین میں ہیں والنہی و اب وغیرہ وجود ہیں جیسا کہ اس علم میں مہذا حضرت مجیب جو عبارت
 برائے الدہجہ وغیرہ سنو ثابت کرتی ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اہل مال کی مختلف میں ہیں یہ وہ بطاہر مخالف اشار
 کو ہے **اقول** علی الدہجہ وغیرہ میں مکان طبقات باقیہ کا انحصار دون اقسام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
 تا مخالفت سائنس اشکال لازم آوری **قال** و سہی وایت حاکم اور بیہقی کی اور کہا بیہقی نے اسناد او سہی صحیح ہے
 مگر بغایت شاذ ہے پس اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کو قابل احتجاج نہیں بخیر وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حضرت
 مجیب و قریہ بیہقی عن ابن جریر سہی کی شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی نیلیہ خلاصہ مصطلح
 اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ وہ الیصلح الاسناد واحد شدہ بشیخ ثقہ اور ثقہ نماکان میں غیر ثقہ فترہ وک
 وماکان عن ثقہ فیتوقف فیہ لا یصح **اقول** اگر روایت ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج نہیں صحیح ہے
 مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض کی ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
 اصول حدیث کی ہے محدثین تصریح اس کی کرتے ہیں کہ شاذ کہ بھی مقبول ہے اور کسی مردود تفصیل اس کی جیسا کہ ثقہ
 ابن الصلاح میں صحیح ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو سائنس حدیث کی پس اگر روایت اس کی مخالف ہو دوسرا کی
 احتفاظ اور ثقہ کو اس میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہ ہو بلکہ مجرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حفظ
 ثقہ عدل ہو تو اس کی مقبول و شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب و اہل سن میں ہو حدیث اس کی شاذ حسن ہے اور اگر درجہ
 رد و صحیح و حسن بعد ہو سہو میں شاذ مذکور ہوگی اور حضرت متفرد ہے تو ثقہ شاذ اور اس کا حکم اس میں ان میں نقل کیا اس کی کیفیت
 یہ ہے کہ یہ تخریف شاذ کو غلطی متفقہ ہے مگر اگر تحقیق کو نزدیک حدیث ہے کیونکہ اس تخریف پر لازم ہے کہ ہر متفرد ثقہات کی مقبول
 نہوں حال انکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقہات ہیں کہ وہ ثقہ کہ مستند ہیں حافظ زین الدین اسی شرح الفقیہ
 میں لکھتے ہیں مختلف اہل العلم بالحدیث فی منقہ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان سیرا ثقہ مالا یروغہ انما
 الشاذ ان سیرا ثقہ حدیثا یخالف ما روای الناس علیہ و ابوعلی الخلیلی عن حماد بن اہل الحجاز نحو ہذا قال الحاکم کہ
 الذی یفرد بہ ثقہ من الثقہات لیس اصل متابع لذلک الثقہ فامر شیخ طحاہ کہ فی مخالفت الناس قال ابوعلی الخلیلی الذی علیہ
 حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس الاسناد واحد شدہ بلکہ ثقہ نماکان اور ثقہ فترہ وک التخیل مالا
 عن ثقہ فیتوقف فیہ لا یصح فیہ شیخ طحاہ فی الشاذ ولفظ الثقہ ملطوق مفرد وروای الصلاح اقال الحاکم و الخلیلی
 باذیہ الثقہات صحیحہ فقال ابن الصلاح اما انما الشافعی علیہ یاشد و فلا اشکال فی مانہ شاذ غیر مقبول اما ما حکمنا
 عن غیرہ فیشکل بالتفرد بالعدل الضابط الحافظ الحدیث انما الاعمال بالنیات و اوضح من کل فی ذلک حدیث و بنابر

یعنی ابوالبقا محمد بن عبداللہ بن علی بن ابی حمزہ اہل کربلا اور ابی جعفر کہ نزدیک ہی حدیث صحیح صاف ہے
 بحر العلوم شرح مختصری مولانا ردی بن دینار اول بین کہتے ہیں مراد از اصل عدد ہفتہ رضی ہے کہ شیخ اکبر در باب بیان نزوح
 ذکر کرده اند و این عرض مخلوق است از قدر بقدر ششم اطمینان باقی ماندہ از حدیثی کہ اوم از ان مخلوق شدہ و درین امر غری
 پیدا کردہ اسد شجاع برصوبایان از ابن عباس منقول است کہ در ان مثل این خلق است تا اینکه مثل ابن عباس شیخ اگر گفتہ کہ ابن
 روایت مخلوق ہنفا اہل کشف انہی قال شیخ کہ کہ تو تا اسل ترکی جو او کی سند میں ہر شدہ و ذ او عدم متابعت
 و در ہجائی ہر او حدیث نہ کو نہ شکر ہر جہاں ہی اقول صحت منکر مطلقا مرد و نہین ہر ملک بعض منکر حسن ہر او بعض
 صحیح او بعض مرد و و حدیث کہ قدیمہ اہل اصلاح میں ہر الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ الفانی فی شرح الشاذلی قال
 پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر السیماہادیث ہیں کہ اسناد صحیح میں
 او اسناد میں پیش نہ و یا علت انفع ہر کہ صحت حدیث ہر مانع ہر او یہ اثر باعث شدہ و ذ او عدم متابعت کہ سیطرہ ہر
 اسناد سطح قسط طمانی فی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہر فیضیہ نہ لازم میں صحت الاسناد و متہ المتن لکھا ہر معروف عند اہل الشان
 فقہایم اسناد و کیوں فی المتن شدہ و ذ او علت تقدح فی صحت پیش نہ الامتثال بالحدیث الضعیف و قال فی البدایہ ابی ہاشم
 ان صح نقاہ علی ان ابن عباس اسناد من الایلیات اور اس سطح بخادی متخاصمہ نہین لکھا ہر حدیث الاسناد صحیح فی کل
 من الخلق مثل فی نہ جہنمی دوم کہ و کم و ابراہیم کہ ابراہیم کہ وہو محمول ان صح نقلہ ابن عباس علی انہ اخذہ من الایلیات ابی ہاشم
 بنی الیہل مما ذکر فی التورۃ و اخذ عن علماءہم و مشائخہم کما فی شرح النجفہ و ذلک و امثالہ از اہل منجر ہر معصوم و یصح سند
 الیہ فہم مرد و دلی قائمہ پس لفظ مثل فی الامتثال بالحدیث الضعیف او لفظ ہذا ان مع پر غور فرمائیے اور صحیح لکھا کہ
 سخاوی و قسط طمانی او صاحب اصیحت احسن سبک قائم نہیں اقول اس مقام پر چند طرح کا کلام ہر اول کہ حدیث
 اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور کہ صحت اسناد کو حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب جہاں فطامتہ ایک حدیث کو
 صحیح اسناد و کہندہ او را وہیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اس حکم صحت متن کا ہوتا ہی آہن اصلاح تحریر کرتے ہیں
 غیر ان المصنف المتعمد منہم او انقص علی قولہ انہ صحیح اسناد و لم نہ کرہ علتہ و لم یقلج فیہ لفظا نہ لکھا کہ ہر صحیح فی نفسہ ان علتہ
 والقادح بالاصل انہی او حافظ عراقی فی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت لکذا ان منظر علی قولہ اللہ سنہ و لم
 یقتبہ بضعف فہو ایضا محکوم لا بالمستحب او اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح اسناد اقتصار کیا او لفظوں ابو عبد اللہ
 ذہبی کے جکا اعتماد او حفظ ارباب فن غنی نہیں اور تصحیح حاکم فیہ تطبیق او نہ کلام کے مقبول ہوتی نہیں سناوہ میں پر قضا
 پس اس صحت متن ہر وہم ہو و وہم یہ کہ بقی نے ہی اسکو صحیح کیا او بطور اسناد رک کہ شدہ و ذ کو بیان کردہ یا صبا کہ
 نہرقانی او سوطی درین حجر غیر دانی انہی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی سناوہ صحیح و لکنہ شاذ بہرہ لا اعلیہ لا
 اصح منہا لعل علیہ لیکن شدہ و صحت حدیث میں قیاح نہیں اس واسطے کہ اس مقام پر شدہ و ذ معنی لغو و فقہیہ بطور
 راوی اولیہ او صحت حدیث میں جو شدہ و ذ محل ہر ہونہی مخالفت اونی وارج ہر خیالی سبوت نہ یہ لکھا و شرح فیہ ہر

تحت قول الخ لم یغیر شد و ذوالعقله جو تفریح صحیح میں واقع ہو گئے ہیں بل لم یفصح بل ادرہ من الشد و دہنا و قد ذکر فی
نوعه ثلاثه اقوال مخالفه للثقة لارجح منه و لفرقة سطلقا و لفرق الراوی مطلقا و رد الاخر من الظاہر ان اراہ صبا
الاول انتهى و اور بخاری فتح البیث شرح الفیث الحدیث میں کہتے ہیں انہم فسروا الشد و المشرط فافیہ ہما الخافۃ المروی
روایتہ من ہوا رج من عند التفسیر الجمع میں الروین اتی تیس مجر شد و ذیر مد اضعف کا کرنا و لفرق مجر و کوفل صحت حد
کہ و انما جسیکا کہ جلی ہی انسان الیون میں اور سطلالی ہی شیح صحیح بخاری میں اور زرقانی ہی شرح لم یفصح میں واقع ہوا ہی و
اور الخافۃ کلام قد میں ہوا سطلکا کا مخن میں شد و ذیطوق مخالفت راوی دوق کر نہیں ہو بلکہ بطریق مجر و تفر و البیث جسیکا کہ
بیہقی نہ خود ہی شد و کی توضیح بلفظ لا اعلم لالی البیث متا بعاد علیہ دی اور خارج صحت حدیث میں شد و ذال و نشان ہی
یہ کہ حضرت عور فی جہود صمد عبارت نقل کی اس کا کہیں نشان نہج متدر و لہ قاصد میں نہیں ہر ملک فقیر میں جو بخدی بطور ذکر
در بارہ صحت آیتانیت علمہ صحیح ہو مضعف ہو و ر و ذال اول آخر و کی لیس طیر ہوا و اور سپر ہا جی مضعف کا خطا جو ہو و اول
نسخہ میں کہیں اس حدیث کا ذکر نہیں ہے جا کہ مضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملو کہ مو کو محمد عبد القادر صبا بدالونی ابن ملک
فصل سول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہو چنانچہ انہوں نے تاریخ ۲۸ شعبان ۸۰۰ھ میں جلیس شہر میں وہ تشریف
لائے تھے ہر اپنا نسخہ دیکھا او میں عبارت ہر حدیث الارضون سمیع فی کل ارض نبی بیکم البیث فی بدو الخلق بل ان سوار و صفات لہ
سمن بق خطا بر الی اسباب عن الی الصبی عن ابن عباس قولہ تعالیٰ سمیع موت و الی ارض شاکن قال سمیع ارضین فی کل ارض نبی بیکم
و اکرم و اکرم و نوح کنوح و ابراہیم کا ابراہیم و عیسیٰ کہ عیسیٰ فی طریق محمد بن عیسیٰ بلفظ فی کل ارض نوح ابراہیم قال ابن کثیر
بعد غزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی مذہبی او کم نہج محمد بن اسمعیل غدا ہی عن ابن عباس علی انہ اخذ
من الی التلیات ذلک انما لا الذ الخیر و یصح سندہ الی مصوم فہو رد و علی قائمہ تہمت و ایک نسخہ قاصد کا رد بعض احباب
سطلکا او میں ہی علی جہد مع زایدی اس جملہ کے بعد روایت محمد بن عمرو قال التیسمہ سنار و اربع صحیح ابن کثیر و لکن شایخ
لا اعلم لالی البیث متا بعاد علیہ و اس عبارت میں کلام ان صح کلام بخاری کا نہیں ہوتا و کا اور مضعف ثابت ہو بلکہ کلام ان
کثیر من قول جریر و کی لیس کہ ابن ابین تہ نہیں ہے جو کہ حدیث کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں قال طبری
کہ محققین ان تفسیر حدیث کو نہ دیکھا خدا حدیث کا التلیات کہ کا قالہ السخاوی و ابن کثیر و قالہ التسلط ان لہد
اقول منسوخ کسی ایتمال نہیں ایسا مگر ابن کثیر نے اور و کی مثال ہے اور محمد بن یحییٰ کسی نے بطور خود ہی احتمال
ذکر نہیں کیا بلکہ جس نے ذکر کیا اس کو بطور نقل ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض ہو و دو وجہ اول یہ کہ جب صحابی جم
مگر کسی امر کا ساتھ و بطور حتم کوئی امر ارشاد کر دے او سکویہ مہنا کہ بل کتاب کا خود ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ حضرت علی
علیہ السلام فرمایا کہ بل کہ جس بل امر کو کھنجر میں او کی قصد بق کر و اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو غیب سمجھتے ہی طریق
کلام بل کہ اس کا خود ہونا صحابی حرم نہ کر سیکے اتفاق فی ملو القرآن میں کہتے ہیں نقل الصحابہ عن ابن الکثیر انہ من
نقل الیہ میں مع جزم صحابی بالقرآن کہ کیف قیل انہ اخذہ علی بل کتابہ قد نوا من یقین و نہی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

کتاب السیرة یؤخذ کو مستقیماً سمعته و اورس زجر فرمتی و خیال می بخاری بن یوسف ثنا علی بن محمد بن عیسیٰ قال حدثنا حماد بن
قال حدثنا یوسف بن عمر عن ابن عباس قال کیف تسألون اهل الکتاب بن کثیر و عندهم کتاب سدر الکتاب عبد الله بن
محمض الکشیب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعيب بن الزهری اخبرني عبد الله بن عبد الله بن عباس قال قال یونس السعید
کیف تسألون اهل الکتاب عن شیء و کتابکم الذی انزل الله علیکم یکلم احدا الا خابرا بلید محضاً لم یسب و قد حدیثکم الله
اهل الکتاب قد بدلو اس کتابه و غیره و انکبتوا ابایهکم الکتاب قالوا یون بن عبد الله یسب و انما لیسنا کم احاکم کم
العلم عن مسالمتهم و لا و العداء انما یجلبسوا لکم عن الذی انزل علیکم لیس با وجوده من جرک عقل نهنن تجوز کرانی یو کر
خود اهل السیرة یسبوا لکم عن الذی انزل علیکم لیس با وجوده من جرک عقل نهنن تجوز کرانی یو کر
اشکی سطر حبس کر که اولی هکات بین بین مقتدا و پیشوایین جواباً و اسم او را بر اسم عیسی و محمد شهور بین او و حقیقت
و ده لوک سل سل یعنی سوطه غیر این بین که تو حرم کو انبیا و اورسل کی طرفه تبلیغ کرے این چنانچه قسطلانی و انبیا
مین نگهاری و علی تقدیر ثبوت کتیل انیکون یعنی نه یقیناً یسوی بنده الا عام و هم سل الرسل الذین یلغون الحن علی انبیا الله
اقول مخفی نهی که انبیا این بین علماء و کتبین سلک بین مسکات ان که اثره کور و غرض ثبات عالمشان کر
جو بر رخ سوسیان غیب و عالم شهادت کر او بر مسک سو فیک چنانچه قاضی بین بن محمد یار بکری بالکی انبی کلمات
فی احوال النفس نفیس مین کتبی بین فی الفتوحات المکیة ان الله خلق آدم الذی هو اول جسم انسانی یکنون جلالة الله
الاجسام الانسانیة فضلت من جمیع طینة فضلة خلق منها النخله فی اخت لا ورمی النعامة و منها ما الشرع لنا عتمة و
بالانسان و اما السیرة محبیه و من سائر البنات فضل من الطینة و خلق النخله قد لیسست فی الخفاء و فی الله من تنک العفلة
ارضاً و اسعة الفضاء و خلق الله من جملة علمها عالم علی هو ناذا البصر هم العارف یسار بنفسه فیه و اشار الی مثل ک
عبد الله بن عباس ما روی عنه فی حدیث هذه الکعبة بیت احدین اربع عشرة بیتاً و ان فی کل ارض من سبع الاضنین خلقنا
قصران فیها عیالین و حدیث هذه الروایة عند الکشف انتی و هو صیاح الظلام فی ذکر الزلال الکبار و السلام من یو علم ان احادیث
الدالة علی الشال کثیره جلدها و عن ابن عباس بن حدیث الکعبة انها بیت واحدین اربع عشرة بیتاً و ان فی کل ارض من سبع الاضنین
السبع خلقنا شتالاً حتی ان ابن عباس بن حدیثی و و ستر مسکات ان باطنی که طبعه بین ایک یک مقتدا او را بدت که ایک
بنی طبعه بین حکام کو یکو ایچی انی قوم پر پوختا تا او را بدت که طبعه بین کو نام کسانه مسمی تا مثلاً حضرت آدم کو حدیدین ایک
هر طبعه بین که آدم شیوه حکام با خود ذکر کر ان طرافه کونسانا تا او را بدت که با ستر آدم تا او را بدت که با ستر آدم تا او را بدت که با ستر آدم
ابراهم کا بریم که عیسی که عیسی که انیکر او ایس یک کو فضا کریم فی قسطلانی از او بری و از رزقانی فی مگر سیم
سکسانه بریم بین کیا مکه بطور احتمال محذکر او و عبارت تریف کر بیان کیا چنانچه قسطلانی فرمید که لفظ سحر
تفسیر کیا از سحر و علی بنی لفظ یکن ان یا و ان کر کیا علیه النساء العیون مین کتبی بین قال یو یکن ان یا و ان
المراد هم النذر الذین کانوا یبلغون الحن عن انبیا البشیر و لا یبعد ان یسمی کل من یسب الله الذی یصلح عنه هذا الکلام و علی

كان لبنينا على ابي عبد عليه السلام رسول من الجن اسما كاسمه لعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فليتنازل انتي تليست اسكت
 خفيق وديك هر طبقه من و ان كسان پانیا و مبعوث هو و اورده رسل من جانب سد جل جلاله و ثل انبیا من طبقه
 کی نه که فقط سفیر چون در میان بیان کړل کما و د اعلی کما کچ اوره سیکو اختیار کیا ی قاضی بدر الدین شلی خفی ذرا کلمه رجا
 فی احکام الجن من عبارت اولی بابا دس شیرین یہ جو ہوا العلماء و خلفا و سلفا علی نہ کہ من الجن قط رسول و قال ابن
 حدشا ابن حمید حدشا یحیی بن اضر حدشا عبید بن سیمان قال سئل الضحاك عن الجن ان کان فیہم من فی قبل ان یحیی ابی
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال لم یسمع الی قول اللہ فیہم الجن الا انہم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بنیک سلاسل
 و سلاسل الجن قال بن حزم لم یحیی علی الجن فی رسل اللہ قبل نبینا علی اللہ علیہ وسلم و کان النبی حیث الی توفیہ قال
 ابن نم و یقین شد کہ انتم قد اندر و افصح نم جابر ہم پانیا ہم قلمت و بدل علی قال الضحاك لہ و اہل الحاکم فقال حدشا اعظم من
 حدشا عبید بن غنام حدشا علی بن حکیم حدشا شریک عن عطاء بن اسلم عن النضر بن ابی عیسا قال لکن ان رضی اللہ عنہم
 فی کل ارض فی الشیخ و آدم کا و کم و نوح کنوح و ابراہیم کا و یمیم و عیسیٰ قال شیخنا الذہبی اسناد حسن قلت لہ شاهد قال الحاکم
 حدشا عبید بن الحسن حدشا ابراہیم بن محمد بن حدشا شعبہ عن عمرو بن مرزوق عن ابی الصغیر عن ابن عباس عن توفی اللہ
 خلق سبع حیوات من الارض لہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی طبرانی و یسمی جلالہ انتی لخصا
 انہما جابر کہ مسک ان ل چونکہ متعلق بحیث عالم مثال و طریقہ کشف ہی بحث ہی خارج ہوا و مسک و دم نظائر مخالف ہی لفظ
 بنی کنیکم کہ اسوہ کہ لفظ دال بر اس پر کہ طبقہ میں یک کثات موصوف بالنبوۃ ہوا و شہ ساتہ ہی ہما کی
 او را باب اس مسک کے کوئی فی حقیقہ کی طبقہ میں کسی نے من تجوز نہیں کیا بلکہ یک یک غیر ہی کی طرف ہی تجوز
 کیا علا و ہرین آدم کا و کم من تشبیہ کو مجوز و شرکت ہی اور ہدایت پر عمل کرنا خلاف مقول ہوا عرف روحان الحق لا یخجل
 قال آئوین کہ فیہم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن انسان اہل طبقات ارض کمال
 ہوا عرف اعلیٰ و فرش سفلی تک جو عالم ہو و بعثت آنحضرت من فضل ہی پس اسطے تخصیص بقصود قطعیہ کی حدیث من صرح لفظ
 معصوم و در کھو نہ اثر شاہد موقوف بر اعتبار احوال اسل قصوئہ ہی کہ اثر مذکور سے بعد صاف معلوم ہوتا ہی کہ بسطیہ
 نبوت طریقیہ میں اسطے ہدایت کسان طبقہ ہوا اگر تیار ہوا اسی طرح ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت اسطے ہدایت ہوا انور سکا کثرت
 او چونکہ لاتنا ہی سلسلہ کے باطل ہی لاجرم ہی کہ طبقہ میں یک سلسلہ ہو گا کہ دہم آرم کہ ساتہ شہابہ کیا گیا او ایک
 آخر سلسلہ ہو گا کہ دہم آرم کہ ساتہ شہابہ کیا گیا باقی رہا یہ کہ سلاسل طبقات تخانیہ بعد و نشی میں تہ ہی طبقہ کہ سلسلہ
 تو باظہور کہ آدم کا و ہرین آدم اور نوح کا و ہرین نوح و عاتق الانبیا و کورنبا من آدم علی ذالک ہی ساتہ سلسلہ
 مفتقر ہوئی یا بعد من بعثت نافی حوالی اور اختتام و کما قبل اختتام سلسلہ کے ہوا یا بعد ہوا یا بعد اور منتہی و دون تیز
 تقدم یا تاخر ہوا یا مفتی من حیث ہوا و بعد من تقدم یا تاخر ہوا یا بعد و امثال اسکی احتمالات عقلیہ میں اور چونکہ اثر
 مذکور نہیں کسی ایک احتمال سہو است ہی اور فیہم من فی الارض ثابت ہوا لہذا ہم میں سکوت کر رہیں کیونکہ قصود علی

[illegible]

[illegible]

آخری درجہ دارینغ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایچ۔ آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔
